فتح الرحمٰن فی اثبات مذہب النعمان (عربی)

کتاب الصلوٰۃ

تائید مذہب حنفی (اردو ترجمہ)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

تصنیف

شیخ محقق امام اہل سنت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ

مترجم

حافظ محمد بشارت علی مجددی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner

مکتبہ فیضان زمزم رضا
0345-2161172
0311-9705828
Mon, Aug 15, 2022

Scanned with CamScanner

فتح الرحمٰن فی اثبات مذہب النعمان (عربی)

کتاب الصلوٰۃ

تائید مذہب حنفی

(اردو ترجمہ)

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

تصنیف

شیخ محقق امام اہل سنت شاہ عبد الحق محدث دہلوی رحمہ اللہ تعالے

مترجم

حافظ محمد بشارت علی مجددی

فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

Scanned with CamScanner

Copyright ©
All Rights reserved
This book is registered under the copyright act. Reproduction of any part, line, paragraph or material from it is a crime under the above act.

جملہ حقوق محفوظ ہیں
یہ کتاب کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت رجسٹرڈ ہے، جس کا کوئی جملہ، پیرا، لائن یا کسی قسم کے مواد کی نقل یا کاپی کرنا قانونی طور پر جرم ہے۔

فرید بک سٹال ۳۸۔ اردو بازار لاہور

نام کتاب : فتح الرحمن فی اثبات مذہب النعمان (عربی) (کتاب مستویہ)
ترجمہ : حافظ محمد بشارت علی مجددی فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور
مطبع : رومی پبلیکیشنز اینڈ پرنٹرز، لاہور
تاریخ اشاعت : ذوالحجہ ۱۴۴۳ھ / 2022ء
قیمت : روپے

Farid Book Stall
Phone No: 093-42-37312173-37123435
Fax No. 092-42-37224899
Email:info@faridbookstall.com
Visit us at:www.faridbookstall.com

فرید بک سٹال (رجسٹرڈ) ۳۸۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر ۹۲-۴۲-۳۷۳۱۲۱۷۳-۳۷۱۲۳۴۳۵
فیکس نمبر ۹۲-۴۲-۳۷۲۲۴۸۹۹
ای میل: info@faridbookstall.com
ویب سائٹ: www.faridbookstall.com

فہرست

عنوانات	صفحہ
☆ باب صفة الصلوٰة	5
☆ تیسرا مقام تعدیل ارکان اور رکوع وسجود میں اطمینان کے بارے میں ہے	29
☆ چوتھا مقام: قعدۂ تشہد کی کیفیت کے بارے میں	33
☆ پانچواں مقام: سلام کے بارے میں	35
☆ باب: مذکور تکبیر کے بعد کیا پڑھا جائے	40
☆ نماز میں قرأت کا باب	53
☆ پہلا مقام: سورۂ فاتحہ کی قرأت کے بارے میں	53
☆ دوسرا مقام: امام صاحب کے پیچھے مقتدی کا قرأت کرنا	57
☆ تیسرا مقام: تسمیہ کے ساتھ جہر اور عدم جہر	67
☆ چوتھا مقام: بلند آواز سے یا آہستہ آواز سے آمین کہنے کے بارے میں	73
☆ پانچواں مقام: ''سمع الله لمن حمده'' اور ''ربنا لك الحمد'' کو-----	77
☆ چھٹا مقام: پہلی رکعت کو لمبا کرنے کے بارے میں	78
☆ ساتواں مقام: دوسری دو رکعتوں میں قرأت کے بارے میں	79
☆ آٹھواں مقام:	81
☆ نواں مقام: آیات کے جواب کے بارے میں	83
☆ رکوع وسجود کا بیان	85
☆ اور دوسرا مقام: سات اعضاء پر سجدہ کے بارے میں ہے	99
☆ اور تیسرا مقام:	103
☆ چوتھا مقام: جلسۂ استراحت کے بارے میں کلام ہے	111

Scanned with CamScanner

عنوانات	صفحہ
☆ تشہد اور اشارہ کا باب	116
☆ تنبیہ	124
☆ دوسرا مقام: اشارہ اور (انگلیوں کو) باندھنے کے بارے میں ہے	131
☆ نبی کریم ﷺ پر درود اور اس کے فضائل کا باب	136
☆ تنبیہ	144
☆ تفصیلی کلام	145
☆ تشہد میں دعا کا باب	148
☆ تنبیہ	149
☆ دوسرا: سلام کے حکم میں، کیا وہ واجب ہے یا فرض؟	154
☆ نماز کے بعد ذکر کا باب	160
☆ عمل میں سے جو نماز میں جائز نہیں اور ان میں سے جو مباح ہیں	162
☆ آٹھویں فصل: اُس آدمی کیلئے جسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے	173
☆ تنبیہ	178
☆ اور دوسرا مقام: روزے اُوہ اوہ اور ایں ایں کرنے کے بارے میں ہے	182
☆ تیسرا مقام: اس بارے میں کہ کیا امام صاحب کی نماز کا فساد ظاہر ہونے کی وجہ۔۔۔	183
☆ سجدۂ سہو کا باب	193
☆ تنبیہ	195
☆ اور دوسرا مقام: سجدۂ سہو کے بعد تشہد کے بارے میں کلام ہے	200
☆ چوتھا مقام: حضرت ذوالیدین والی حدیث کے بارے میں کلام ہے	205

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب صفۃ الصلوٰۃ ☆

997- حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نماز کی کلید (کنجی' چابی) وضو ہے' اس کی تحریم اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل سلام ہے۔

اس حدیث کو حضرت امام نسائی کے علاوہ پانچ حضرات نے روایت کیا۔

998- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ جب نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تو ہاتھ اُٹھاتے یہاں تک کہ وہ دونوں ہاتھ آپ ﷺ کے کندھوں کے برابر ہو جاتے ہیں' پھر آپ ﷺ "اللہ اکبر" کہتے۔ پس جب آپ ﷺ رکوع کرنے کا ارادہ کرتے

☆ "اور اپنی نماز میں قرآن زیادہ اونچی آواز سے نہ پڑھئے اور نہ ہی اس میں (بالکل) آہستہ سے (قرآن پڑھیں) اور ان دونوں کے درمیان راستہ لیجئے"۔ (سورۃ بنی اسرائیل:110)

"پھر ان نماز پڑھنے والوں کیلئے خرابی ہے' جو تنہائی میں اپنی نماز سے غافل رہتے ہیںO وہ جو (لوگوں میں نماز پڑھ کر) دکھاوا کرتے ہیںO (سورۃ الماعون:6-5-4)

"اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر اُن پر (نہیں) جو (اللہ کے حضور) دل سے جھکنے والے ہیں"۔ (سورۃ البقرہ:45)

"حالانکہ انہیں (تورات و انجیل میں) یہی حکم دیا گیا کہ وہ دین کو اللہ تعالیٰ کیلئے (شرک و نفاق سے) خالص کرتے ہوئے ایک دین اسلام کے ہو کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کریں اور نماز قائم کریں"۔

(سورۃ البینہ:5)

"بے شک وہ ایمان والے کامیاب ہوئے جو اپنی نماز میں عاجزی کرتے ہیں"۔

(سورۃ المؤمنون:261)

Scanned with CamScanner

تو اسی طرح کرتے اور جب رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے تو یہ کام نہیں کرتے تھے اور ہاتھ نہیں اُٹھاتے تھے' جب سجدے سے سر اُٹھاتے اور جب دو رکعتوں کی ادائیگی کیلئے کھڑے ہوتے تو اپنے کندھوں کے مطابق اپنے ہاتھ اُٹھاتے اور جب رکوع سے سر اُٹھاتے تو اس سے کم مقدار اُٹھاتے۔

اس حدیث کو روایات میں اختلاف (الفاظ) کے ساتھ اصحابِ ستہ نے روایت کیا۔

999- حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے' آپ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دن ہمیں فرمایا: میں تمہارے سامنے وہ نماز پڑھتا ہوں جو اللہ کے رسول ﷺ نے پڑھی' پس اُنہوں نے نماز پڑھی' صرف ایک بار تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہاتھ اُٹھانے کے علاوہ رفع یدین نہیں کیا۔

1000- اور ایک روایت میں ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ سر جھکانے' سر اُٹھانے' قیام وقعود میں تکبیر کہا کرتے تھے اور حضرت ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما (بھی اسی طرح کیا کرتے تھے)۔

اس حدیث کو حضرات امام ترمذی ونسائی نے روایت کیا۔

1001- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا' جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی' اپنے کانوں کے قریب تک ہاتھ بلند کئے' پھر دوبارہ ایسا نہ کیا۔

اور ایک روایت میں اسی کی مثل ہے لیکن "ثُمَّ لَا یَعُوْدُ" کے الفاظ ذکر نہیں کیے۔

ایک اور روایت میں فرمایا: میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو دیکھا اور آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ بلند کیے' جب نماز شروع فرمائی' پھر دونوں ہاتھوں کو نہیں اُٹھایا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے سلام پھیرا۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور فرمایا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

1002- اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: میں رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں سردیوں کے موسم میں آیا۔ سو میں نے آپ ﷺ کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان کو اپنی نمازوں میں اپنی نیتوں کے وقت اپنے ہاتھوں کو اُٹھاتے ہوئے دیکھا۔

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کو ملاحظہ کیا، جب آپ ﷺ نماز کی ادائیگی کیلئے کھڑے ہوئے تو اپنے ہاتھ بلند فرمائے یہاں تک کہ وہ آپ کے مبارک کندھوں کے برابر ہو گئے اور آپ کے انگوٹھے کانوں کے برابر ہو گئے، پھر آپ ﷺ نے "اللہ اکبر" کہا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو تکبیر (تحریمہ) کے ساتھ اپنے ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا۔

ایک دوسری روایت میں ہے: میں نے رسول کریم ﷺ کو نماز میں اپنے انگوٹھے، اپنے کانوں کی لوؤں کے برابر تک اُٹھاتے ہوئے دیکھا۔

اس میں کئی روایات ہیں، جو اس کے بہت قریب ہیں، جو ذکر کیا گیا۔

یہ حدیث حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت فرمائی۔

1003- حضرت ابوحازم رحمہ اللہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کو حکم دیا جاتا تھا کہ وہ اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں بازو پر رکھیں۔

حضرت ابوحازم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں تو اسے نہیں جانتا، لیکن رسول کریم ﷺ کی طرف یہ بات منسوب کی جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

اسے حضرات امام بخاری اور صاحب موطأ رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1004- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے مروی ہے، وہ نماز پڑھا کرتے تھے تو اپنا بایاں ہاتھ، اپنے دائیں ہاتھ پر رکھتے۔ سو اُنہوں نے رسول کریم ﷺ کو ملاحظہ فرمایا تو آپ ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ اپنے بائیں ہاتھ پر رکھا۔

اسے حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔

1005- اور حضرت ابووائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُنہوں نے فرمایا: میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا، جب آپ ﷺ نماز میں کھڑے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے دائیں ہاتھ سے اپنے بائیں ہاتھ کو پکڑا ہوا تھا۔

اسے حضرت امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت فرمایا۔

1006- اور حضرت جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے فرمایا: سنت طریقہ یہ ہے کہ نماز میں ہتھیلی، ناف کے نیچے رکھی جائے۔

اسے حضرت رُزین رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1007- حضرت عبداللہ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے تو اسے چاہیے کہ اپنا رکوع مکمل کرے اور اپنے سجدے میں جلدی نہ کرے۔ اس کی مثال تو بس اس بھوکے آدمی کی سی ہے جو ایک کھجور یا دو کھجور کھاتا ہے جو اسے نفع نہیں دیتی ہیں۔

اسے حضرات تمام اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1008- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے ایک آدمی کو ملاحظہ فرمایا جس نے اپنے دونوں پاؤں جوڑ رکھے تھے۔ تو اُنہوں نے فرمایا: آپ نے سنت طریقے کی مخالفت کی ہے، اگر آپ ان دونوں کے درمیان تھوڑا (ایک بالشت یا چار

Scanned with CamScanner

انگلی کم از کم) فاصلہ چھوڑیں تو زیادہ فضیلت کا باعث ہو۔

اور دوسری روایت میں ہے: اُنہوں نے فرمایا: یہ آدمی سنت طریقے سے ہٹ گیا اور اگر یہ آدمی ان دونوں کے درمیان فاصلہ کرے تو مجھے بہت پسند ہے۔

اسے حضرت امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1009- حضرت ابودرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' اُنہوں نے فرمایا: انبیائے کرام علیہم السلام کے اخلاق و عادات میں سے' (یہ ہے کہ نماز میں) اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے۔

اسے حضرت ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1010- اور حضرت ابوزبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: دونوں پاؤں کو جوڑنا اور ایک ہاتھ' اپنے دوسرے ہاتھ پر رکھنا' سنت طریقے سے ہے۔

اسے حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1011- حضرت ابومسعود بدری (انصاری) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کسی آدمی کی نماز جائز نہیں ہے' یہاں تک کہ وہ رکوع میں اپنی پیٹھ کھڑی کرے۔

اسے حضرات ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث' حسن صحیح ہے۔

1012- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم اپنے رکوع و سجود مکمل کیا کرو۔

اور دوسری روایت میں ہے: تم اپنے رکوع و سجود قائم کرو' قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے! بے شک ضرور میں تمہیں اپنی پیٹھ کے پیچھے سے دیکھتا ہوں' جب تم (میرے پیچھے) رکوع کرتے ہو اور جب تم سجدے کرتے ہو۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرات امام بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1013- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو نماز میں دیکھا، گویا آپ ﷺ کا رکوع، سجود اور دونوں سجدوں کے درمیان اور جب آپ ﷺ اپنے رکوع سے سر مبارک اُٹھاتے، سوائے قیام و قعود (التحیات) کے برابری کے قریب ہوتے۔

اسے حضرات امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا۔ رکوع و سجود کے باب میں کلام مکمل ہوتا ہے اور باقی ارکان کے بارے میں کلام اپنی جگہ ہوگا۔

1014- اور حضرت ھالیخأ بن معاویہ صدفی رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حج مبارک کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سو میں رسول کریم ﷺ کی مسجد شریف میں بیٹھ گیا تو اچانک ایک ہستی نمودار ہوئی تاکہ وہ لوگوں کو حدیثیں سنائیں۔ اُنہوں نے فرمایا: ایک دن ہم رسول کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر تھے تو ایک شخص آیا، تاکہ وہ اس ستون کے پاس نماز ادا کر سکے، پس اس نے اپنی نماز مکمل کرنے میں جلدی کی، پھر وہ (مسجد شریف سے) نکل گیا۔

رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ آدمی (فرض کیا) اگر مر گیا تو ضرور اس حال میں مرے گا کہ وہ کسی دین پر نہیں ہوگا، کیونکہ یہ آدمی کبھی تو اپنی نماز میں کمی کرتا ہے اور کبھی اسے مکمل کرتا ہے (یعنی بعض ارکان میں کمی اور بعض ارکان پورے ادا کرتا ہے)۔

اور راوی کا بیان ہے: تو میں نے اُس آدمی کے حوالے سے (لوگوں سے) سوال کیا: وہ کون ہے؟ تو بتایا گیا: وہ عثمان بن حنیف انصاری رضی اللہ عنہ ہے۔

1015- اور حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: بے

Scanned with CamScanner

شک ایک آدمی (اپنی نماز مکمل کر کے) واپس آتا ہے (یا (اپنی نماز کا) سلام پھیرتا ہے) اس حال میں کہ اس کیلئے اس کی نماز کا دسواں' نواں' آٹھواں' ساتواں' چھٹا' پانچواں' چوتھا' تیسرا یا اس کا نصف لکھا جاتا ہے۔

اسے حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1016- اور حضرت عبدالرحمٰن بن علی بن عتبان بن شیبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے جبکہ ان کا تعلق وفد سے تھا۔ وہ فرماتے ہیں: ہم (اپنے علاقے سے) نکلے یہاں تک کہ رسول کریم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔ سو ہمیں آپ ﷺ سے بیعت ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ہم نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھنے کی سعادت پائی۔ پس آپ ﷺ نے اپنی مبارک آنکھوں کے کناروں سے ایک شخص کو ملاحظہ فرمایا جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کر رہا تھا۔

پس جب نبی کریم ﷺ نے اپنی نماز مکمل کر لی تو فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! اس آدمی کی نماز بالکل نہیں ہوتی جو رکوع وسجود میں اپنی پیٹھ سیدھی نہیں کرتا ہے۔

اسے حضرت امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1017- اور حضرت ابوجعفر (امام محمد باقر) رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک آدمی کو ملاحظہ فرمایا جو اپنے سجدے میں اپنا سر ہلاتا تو آپ ﷺ نے فرمایا: (فرض کیا) اگر یہ آدمی مر جائے جبکہ اس کی نماز کی ادائیگی کا عالم یہ ہو تو بغیر کسی دین کے مرے گا۔

1018- اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی نظر ایک ایسے آدمی پر پڑی جو مسجد میں موجود تھا اور وہ (اپنی نماز میں) اپنی کمر سیدھی نہیں کرتا تھا۔ پس جب وہ (اپنی نماز سے) فارغ ہوا تو انہوں نے فرمایا: اپنی کمر ٹیڑھی کرنے سے بچ۔ اس نے جواب دیا: نہیں بچ سکتا۔ آپ رضی اللہ

Scanned with CamScanner

عنہ نے فرمایا: اگر تُو اپنی اس حالت پر مر گیا تو ضرور اس حال میں مرے گا کہ تُو رسول کریم ﷺ کی سنت کی مخالفت کرنے والا ہوگا۔

اُنہوں نے اس حدیث کو اپنی اصل میں اسی طرح روایت کیا۔

1019- اور حضرت شقیق رحمہ اللہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو اس حال میں ملاحظہ فرمایا جو اپنا (اپنی نماز کا) رکوع و سجود مکمل نہیں کر رہا تھا' سو جب اُس آدمی نے اپنی نماز مکمل کر لی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اسے بلایا۔

پس حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: (گویا) تُو نے نماز نہیں پڑھی۔

راوی کا بیان ہے: اور میرا گمان ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: اگر تیری موت آ گئی تو تجھے اُس فطرت (دین) کے علاوہ پر موت آئے گی جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث کو حضرت امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1020- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: نماز' ایک پیمانے کی مانند ہے۔ سو جس آدمی نے اسے پورا کیا تو اللہ تعالیٰ بھی اسے پورا عطا فرمائے گا۔

اور (قارئین حضرات!) تحقیق آپ کو معلوم ہے جو اللہ تعالیٰ نے ''کیــــل'' کے بارے میں فرمایا: ''وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ''۔

ان دونوں (مذکورہ) حدیثوں کو حضرت ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1021- اور حضرت ابوعبید رحمہ اللہ سے مروی ہے: پس جب وہ دو رکعتوں کے بعد بیٹھے تو اپنے بائیں پاؤں پر بیٹھے اور اپنے دائیں پاؤں کو سیدھا کھڑا کیا اور جب آخری رکعت کے بعد بیٹھے تو اپنا بایاں پاؤں آگے کیا اور دوسرے پاؤں کو سیدھا کھڑے

Scanned with CamScanner

کر کے اور اپنی سرین پر بیٹھے۔

1022- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی مسجد شریف میں داخل ہوا' جبکہ رسول کریم ﷺ مسجد کے ایک کونے میں تشریف فرما تھے تو اس آدمی نے نماز پڑھی۔

اس حدیث کو صاحب مشکوٰۃ علیہ الرحمہ نے باب کی ابتداء میں ذکر کیا۔

اسی میں ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس سے فرمایا: واپس لوٹ جا اور نماز پڑھ' کیونکہ (گویا) تُو نے نماز نہیں پڑھی۔

اور اس باب (مسئلہ) میں انتہائی اعتماد والی حدیث حضرت ابوحمید ساعدی' اللہ ان سے راضی ہو' والی حدیث ہے۔

1023- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس آدمی کی نماز قبول نہیں فرماتا جو رکوع و سجود مکمل نہیں کرتا۔

اس حدیث کو حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1024- حضرت طلق بن علی رحمہ اللہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اُس آدمی کی نماز کی طرف نظرِ رحمت نہیں فرماتا جس میں رکوع و سجود میں وہ اپنی کمر سیدھی نہیں رکھتا۔

تنبیہ: اس بات (مسئلہ کے بارے) میں کلام کئی جگہوں پر موجود ہے:

(1) رکوع' رکوع سے سر بلند کرے اور دو رکعتوں سے اوپر اُٹھنے کے وقت ہاتھ بلند کرنے میں' اس مسئلہ کے بارے میں ہمارے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے درمیان اختلاف موجود ہے اور قلت و کثرت (احادیث و آثار) سے صرفِ نظر کر کے دونوں طرف احادیث و آثار موجود ہیں' اور اس بارے میں کلام' احادیث کی

Scanned with CamScanner

جہت سے لمبا اور وسیع ہے۔

حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے ہدایہ شریف کی شرح (فتح القدیر) میں اسے ذکر کیا ہے۔

اور اُنہوں نے ذکر کیا کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ' دارالحیاطین مکہ مکرمہ میں حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ کے ساتھ اکٹھے ہوئے' جس میں حضرت عبداللہ بن عیینہ رحمہ اللہ نے اسے حکایت کیا۔

سو حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ نے (پہلے) کلام یوں فرمایا: آپ لوگوں کو کیا ہے کہ تم رکوع کے وقت اور رکوع سے سر بلند کرتے وقت رفع یدین نہیں کرتے؟

تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: صرف اس وجہ سے کہ اس بارے میں رسول کریم ﷺ سے کوئی صحیح حدیث مروی موجود نہیں ہے۔ تو حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ نے کہا: کیسے صحیح نہیں ہے؟

1025- حالانکہ تحقیق مجھے حضرت امام زہری رحمہ اللہ نے حدیث سنائی' اُنہوں نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے روایت کی' اُنہوں نے اپنے والد گرامی رحمہ اللہ سے روایت کی کہ رسول کریم ﷺ رفع یدین کیا کرتے تھے۔ جب آپ ﷺ نے نماز کا آغاز فرمایا' رکوع اور رکوع سے اپنا سر بلند کرنے کے وقت۔

تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہمیں حضرت حماد رحمہ اللہ نے حدیث سنائی' اُنہوں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کی' اُنہوں نے حضرات علقمہ اور اسود رحمہما اللہ سے روایت کی۔

1026- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ صرف نماز کا آغاز کرتے وقت ہی رفع یدین کرتے تھے' پھر اس میں سے کسی چیز کا اعادہ نہیں کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

تو حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ نے جواباً کہا: میں آپ کو حدیث سناتا ہوں، حضرت امام زہری رحمہ اللہ سے روایت کر کے، اُنہوں نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے، اُنہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا۔

جبکہ آپ کہتے ہیں: مجھے حضرت حماد رحمہ اللہ نے حدیث سنائی، اُنہوں نے حضرت ابراہیم رحمہ اللہ سے روایت کی، اُنہوں نے حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے روایت کی، یعنی کہاں آپ کی یہ سند اور کہاں میری سند، جو کہ "سند عالی" ہے۔

تو حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: حضرت حماد رحمہ اللہ، حضرت زہری رحمہ اللہ سے زیادہ فقیہ ہیں، اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ، حضرت سالم رحمہ اللہ سے زیادہ فقیہ ہیں، اور حضرت علقمہ رحمہ اللہ بھی فقہ میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کم نہیں ہیں، اگرچہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو صحابی ہونے کی فضیلت ضرور حاصل ہے (لیکن وہ اپنی جگہ ایک الگ فضیلت ہے) جبکہ حضرت اسود رحمہ اللہ کو کثیر فضیلتیں حاصل ہیں اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ، تو پھر حضرت عبداللہ ہیں، یعنی وہ فقہ کے کس درجے میں ہیں، وہ آپ جانتے ہی ہیں اور انہیں رسول کریم ﷺ کا قرب کتنا حاصل ہے۔

سو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے ترجیح دینے کی وجہ راویوں کا فقیہ ہونا ہے، جس طرح حضرت امام اوزاعی رحمہ اللہ نے "علو اسناد" کو ترجیح دی ہے اور ہمارے (احناف) کے نزدیک یہی وہ مذہب ہے جسے وہ نصرت و تائید (ایزدی) حاصل ہے۔

1027-اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے روایت کیا، پھر حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت حسن بن عباس رحمہ اللہ کی حدیث کو بسند صحیح کے ساتھ حضرت اسود رحمہ اللہ سے روایت کیا۔

وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو صرف پہلی تکبیر (تحریمہ) کے وقت "رفع یدین" کرتے ہوئے دیکھا، پھر وہ اعادہ نہیں فرمایا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

اور وہ فرماتے ہیں: اور میں نے حضرات ابراہیم اور شعبی رحمہما اللہ کو یہی کرتے ہوئے دیکھا اور حضرت امام حاکم رحمہ اللہ اس کے معارض' حضرت طاؤس بن کیسان رحمہ اللہ کی روایت لائے ہیں۔

1028- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے حوالے سے مروی ہے کہ وہ رکوع میں (جاتے وقت) اور رکوع سے سر بلند کرنے کے وقت ''رفع یدین'' کرتے تھے۔

اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر نہشلی رحمہ اللہ سے روایت کیا۔

1029- حضرت عاصم بن کلیب رحمہ اللہ سے مروی ہے' اُنہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے صرف پہلی تکبیر (تحریمہ) میں ''رفع یدین'' فرمایا' پھر اعادہ نہیں کیا۔

اور جو ترمذی شریف میں ہے (وہ نیچے درج ہے:)

1030- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبارک طریقہ یہ تھا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرض نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو ''اللہ اکبر'' کہتے اور اپنے مبارک ہاتھ' اپنے مبارک کندھوں کے برابر بلند فرماتے اور اسی طرح نیچے رکھتے' جب اپنی قرأت مکمل کر لیتے' اور رکوع کرنے کا ارادہ فرماتے اور نیچے ہی رکھتے' جب رکوع سے اپنا سر مبارک بلند فرماتے اور (تکبیر تحریمہ کے علاوہ) نماز کے کسی رُکن میں ''رفع یدین'' نہ فرماتے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے ہوتے۔

اور جب دونوں سجدوں سے کھڑے ہوتے اور اسی طرح بلند کرتے اور جس حدیث کو حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے صحیح قرار دیا ہے' اسے نسخ پر محمول کیا جائے گا' جس کی دلیل سجود کے وقت ''رفع یدین'' کے نسخ پر اتفاق ہے۔

حضرت شیخ (ابن ہمام) رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا۔

1031- آپ جان لیں کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے رکوع کے وقت ہاتھ

Scanned with CamScanner

بلند کرنے کے بارے میں ایک باب باندھا' جو پہلے کے درمیان ہے۔

اور اس باب میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث ذکر فرمائی' وہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرات قتیبہ اور ابن ابی عمر رحمہما اللہ نے حدیث بیان کی اور فرماتے ہیں: ہمیں حضرت سفیان رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی' اُنہوں نے زہری رحمہ اللہ سے' انہوں نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے اور اُنہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا جب آپ ﷺ نماز شروع فرماتے تو اپنا ہاتھ بلند فرماتے یہاں تک کہ اپنے کندھوں کے برابر کرتے اور جب رکوع فرماتے اور جب رکوع سے اپنا سر اُٹھاتے۔

اور حضرت ابن ابو عمر رحمہ اللہ نے اپنی حدیث میں فرمایا: اور آپ ﷺ دونوں سجدوں کے درمیان ''رفع یدین'' نہیں کرتے تھے۔

اور فرمایا: اس باب میں جن حضرات سے روایت موجود ہے' ان کے نام یہ ہیں:

(1) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

(2) حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم

(3) حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ

(4) حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ

(5) حضرت انس رضی اللہ عنہ

(6) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(7) حضرت ابوحمید

(8) حضرت ابواُسید

(9) حضرت محمد بن مسلم

(10) حضرت ابوقتادہ

(11) حضرت ابوموسیٰ

(12) حضرت عمرو لیثی

اور فرمایا: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث صحیح ہے۔

اور نبی کریم ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں سے بعض اہلِ علم یہی

Scanned with CamScanner

قول کرتے ہیں، وہ درج ذیل ہیں:

(1) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (2) حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ (4) حضرت انس رضی اللہ عنہ

(5) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما (6) حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما

اور ان کے علاوہ تابعین میں سے یہ ہیں:

(1) حضرت امام حسن بصری رحمہ اللہ (2) حضرت عطاء رحمہ اللہ

(3) حضرت طاؤس رحمہ اللہ (4) حضرت مجاہد رحمہ اللہ

(5) حضرت نافع رحمہ اللہ (6) حضرت سالم بن عبداللہ رحمہ اللہ

(7) حضرت سعید بن جبیر رحمہ اللہ

اور ان کے علاوہ بھی ہیں۔

اور یہی قول حضرت امام اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، شافعی، احمد اور اسحاق بن راھویہ رحمہم اللہ کرتے ہیں۔

اور دوسرے وہ حضرات جنہوں نے صرف نماز شروع کرنے کے وقت ''رفع یدین'' کیا۔ وہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت ھناد رحمہ اللہ نے حدیث سنائی، ہمیں حضرت وکیع رحمہ اللہ نے حدیث بیان کی، اُنہوں نے حضرت سفیان رحمہ اللہ سے، اُنہوں نے حضرت عاصم بن کلیب رحمہ اللہ سے، اور اُنہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن اسود رحمہ اللہ سے روایت کیا۔

1032- حضرت علقمہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول کریم ﷺ والی نماز پڑھ کر نہ دکھاؤں۔ سو اُنہوں نے نماز پڑھی تو صرف پہلی بار ہی ''رفع یدین'' کیا۔

اور فرماتے ہیں: اس باب میں حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے

Scanned with CamScanner

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے اور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ میں سے بہت سارے اہل علم یہی قول فرماتے ہیں اور حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ اور کوفہ والوں کا یہی قول ہے۔

اور شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سند کے ساتھ ثابت ہو جانے کے بعد حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کا قول کوئی نقصان نہیں دے گا' تحقیق رفع یدین والوں کی حدیث' حضرت زہری رحمہ اللہ کی حدیث سے ثابت ہو چکی ہے' اُنہوں نے حضرت سالم رحمہ اللہ سے اور اُنہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ثابت نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے صرف ایک بار (یعنی ابتداء میں) ''رفع یدین'' کیا۔ اُن کا کلام ختم ہوا۔

جبکہ میں کہتا ہوں: تحقیق ''جامع الاصول'' میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حضرات ابوداؤد اور نسائی رحمہما اللہ کے حوالے سے وارد کی گئی ہے۔

1033- اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ سے حدیثِ براء رضی اللہ عنہ بھی (وارد کی گئی ہے)' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو اپنے کندھوں کے برابر اپنے مبارک ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا' جب نماز شروع ہوئی' پھر آپ ﷺ اس (رفع یدین) کا اعادہ نہیں کرتے تھے۔

اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے ''رفع یدین'' نہیں کیا یہاں تک کہ سلام پھیرا' لیکن حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس کی عدمِ صحت سے مراد یہ ہو کہ اس خاص سند کے ساتھ (''صحیح'' نہیں ہے)۔ تو یہ بات اصلِ سند کی صحت میں مضر نہیں ہے۔ اور (یہ بھی احتمال ہے) کہ اس کے حسن ہونے کو ثابت کرنا مقصد ہو' اس قول کی موافقت کرتے ہوئے جو حضرت امام

Scanned with CamScanner

ترمذی رحمہ اللہ نے کیا' (جبکہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک جو حسن ہے' وہ دوسروں کے نزدیک صحیح ہے)۔ اور حدیثِ حسن سے بھی دلیل پکڑی جا سکتی ہے' اس میں کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں۔

اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ اپنی مؤطا میں فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث کی روایت کے بعد' جو انہوں نے امام مالک رحمہ اللہ سے' انہوں نے زہری رحمہ اللہ سے' انہوں نے سالم رحمہ اللہ سے اور انہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا' رکوع میں اور رکوع سے اپنا سر اُٹھانے کے وقت ''رفع یدین'' کے بارے میں۔ سنت طریقہ یہ ہے کہ آدمی اپنی نماز میں ''اللہ اکبر'' کہے' جب بھی نیچے جائے اور جب بھی اوپر اُٹھے اور جب سجدے کیلئے جھک جائے تو ''اللہ اکبر'' کہے اور جب دوسرے سجدے میں جائے تو ''اللہ اکبر'' کہے۔

باقی رہا نماز میں ''رفع یدین'' تو وہ نماز کی ابتداء میں صرف ایک بار اپنے کانوں کے برابر اپنے ہاتھ بلند کرے' پھر اس کے بعد نماز میں کسی جگہ رفع یدین نہ کرے۔

اور یہ قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا ہے' اور اس میں کثیر آثار موجود ہیں۔

1034- حضرت جلیبب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ اُنہوں نے فرض نماز کی پہلی تکبیر (تحریمہ) میں ''رفع یدین'' کیا اور اس کے علاوہ بالکل نہیں کیا۔

1035- حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ پہلی تکبیر (تحریمہ) کے بعد نماز میں سے کسی جگہ اپنے ہاتھ بلند نہ کرتے۔

1036- حضرت حسین بن عبدالرحمٰن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں اور حضرت عمرو بن مرہ رحمہ اللہ' حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

Scanned with CamScanner

1037- حضرت عمرو رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت علقمہ بن وائل حضرمی رحمہ اللہ نے اپنے والد گرامی کے حوالے سے حدیث بیان فرمائی کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی اور اُنہوں نے آپ ﷺ کو ''رفع یدین'' کرتے ہوئے دیکھا' جب ''اللہ اکبر'' کہا' جب رکوع کیا اور جب رکوع سے اپنا سر اُٹھایا۔

حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات میری سمجھ سے بالاتر ہے' شاید اس راوی نے نبی کریم ﷺ کو صرف اسی دن نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور آپ ﷺ سے (اس بات کو) یاد کرلیا' لیکن اگر اس بات کو یاد نہیں کر سکے تو وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی ہیں' (بہرحال) میں نے ان میں سے کسی ایک کے بارے میں نہیں سنا کہ وہ صرف نماز کی ابتداء میں (تکبیر تحریمہ کے وقت) ہی ''رفع یدین'' کرتے تھے' جب ''اللہ اکبر'' کہتے۔

اور یہ بات بھی روایت کی جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے ''اوائل اعراقی'' کے بارے میں فرمایا' آپ نے تو نبی کریم ﷺ کی معیت میں صرف اُس دن ہی نماز پڑھی' آپ جان لیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ اور ان کے ساتھی اسے محفوظ نہ کر سکے۔

1038- پس تحقیق مجھے ایک ایسی جماعت نے حدیث بیان کی' جس کے افراد کو نہ گنا جا سکتا ہے اور نہ شمار کیا جا سکتا ہے کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے صرف نماز کی ابتداء میں ہی ''رفع یدین'' کیا۔

1039- حضرت عبدالعزیز بن حکیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو نماز کی تکبیر افتتاح (تکبیر تحریمہ) کی ابتداء میں اپنے کانوں کے برابر ہاتھ اُٹھاتے ہوئے دیکھا اور اُنہوں نے اس کے علاوہ حالت میں ''رفع یدین'' نہیں کیا۔

Scanned with CamScanner

1040- اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ کی ''معانی الآثار'' میں حضرت مجاہد رحمہ اللہ سے مذکور ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھنے کا شرف حاصل کیا تو وہ صرف پہلی تکبیر (تحریمہ) میں ہی ''رفع یدین'' کرتے تھے۔

اور ظاہر ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کے وصال کے بعد وہ کام چھوڑ دیا' جو وہ کیا کرتے تھے' صرف اس دلیل کی وجہ سے جو اس کے نسخ کو ثابت کرتی ہے۔

1041- اور تحقیق حضرت اسود رحمہ اللہ نے روایت کیا' وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پہلی تکبیر (تحریمہ) کے وقت رفع یدین کرتے ہوئے دیکھا' پھر وہ اعادہ نہیں کرتے تھے اور جب حضرات عمر فاروق' علی المرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم اس عمل پر تھے اور رسول کریم ﷺ کی معیت میں ان کے نماز پڑھنے کا مقام بھی اپنا تھا' پھر ان کے بعد حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اسی کی مثل پر تھے۔

مقبول روایت میں کوئی روایت' ان کی روایت سے اولیٰ نہیں ہے۔

1042- اور جب ''رفع یدین'' اور ''عدم رفع یدین'' (دونوں جانب) میں احادیث و آثار وارد ہیں جبکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک پوری جماعت اور ان کے عہد والوں (تابعین و تبع تابعین) خاص کر کے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد ''عدم رفع یدین'' کی طرف ہیں تو یہ کہنا لازمی ہوگا کہ دونوں کے دونوں کام آپ ﷺ سے صادر ہوئے۔ اور جب حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہ اور ان کی سند دونوں کی انتہاء حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ تک ہے اور ان سب کا طریقہ ''عدم رفع یدین'' ہے' اسی کو اُنہوں نے اختیار کیا اور ہم اسی یقین پر ہیں۔

لیکن ہمارے علماء (احناف کی اکثریت) اسے قابلِ اعتناء نہیں سمجھتی اور فرماتے ہیں: ''رفع یدین'' کا حکم منسوخ ہے۔

اور جب انہوں نے (خصوصاً) اس بات کو ملاحظہ فرمایا کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ

Scanned with CamScanner

عنہما جو ''رفع یدین'' والی حدیث کے راوی ہیں' ان کا عمل' اس کے برعکس ہے تو ظاہر ہو گیا کہ ''رفع یدین'' کا حکم منسوخ ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ''اصولِ حدیث'' میں یہ بات طے ہے کہ اگر راوی کا عمل' اپنی روایت کردہ حدیث کے برعکس ہو تو اس حدیث پر عمل نہیں کیا جاتا جبکہ منسوخ حدیث کو روایت کرنے سے کوئی چیز روکنے والی نہیں ہے' کیونکہ منسوخ احادیث کو روایت تو کیا گیا ہے' لیکن ان پر عمل نہیں کیا جاتا۔

1043- اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں مذکور ہے کہ انہوں نے فرمایا: رسول کریم ﷺ نے ''رفع یدین'' کیا تو ہم نے بھی ''رفع یدین'' کیا' پھر آپ ﷺ نے ترک فرمایا تو ہم نے بھی ترک کر دیا۔

اور ہدایہ شریف میں ہے: اور وہ مواد جو ''رفع یدین'' کے حوالے سے مروی ہے' اسے ابتدائے امر (اسلام) پر محمول کیا جائے گا' اسی طرح حضرت ابن زہری سے منقول ہے' اللہ تعالیٰ ان دونوں سے راضی ہو۔

1044- اور ہدایہ شریف کی شرح ''نہایہ'' میں مذکور ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو ''مسجد حرام'' میں نماز ادا کرتے ہوئے ملاحظہ فرمایا جبکہ وہ رکوع کے وقت اور رکوع سے سر اُٹھاتے وقت ''رفع یدین'' کر رہا تھا۔ سو جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوا تو حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: ''رفع یدین'' مت کیا کر کیونکہ یہ ایک ایسا عمل ہے جو (ابتدائے اسلام میں) رسول کریم ﷺ نے کیا' پھر چھوڑ دیا۔

اور حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بیس سال میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی خدمت کا شرف حاصل کیا تو میں نے انہیں پہلی تکبیر (تحریمہ) کے علاوہ اپنی نماز میں کسی جگہ ''رفع یدین'' کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ انتہٰی

1045- اور ان سب باتوں سے زیادہ عجیب وہ روایت ہے جو حضرت ابن عباس

Scanned with CamScanner

رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: وہ دس صحابۂ کرام علیہم الرضوان، جنہیں جنت کی بشارت دی گئی، وہ صرف افتتاحی تکبیر (تحریمہ) کے وقت ہی ''رفع یدین'' کرتے تھے۔

یہ اس چیز کو فرض کرنے کے باوجود ہے کہ وہ ''رفع یدین'' والی حدیث کے راوی ہیں۔ جس طرح ''صاحب سفر السعادۃ'' نے نقل کیا اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ اس جم غفیر کا نسخ پر مطلع نہ ہونا اور اس پر عمل بھی کرنا، بعید از قیاس ہے۔ کیا محل تعجب اور حیران ہونے کا مقام نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: آپ جان لیں کہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان سے مروی آثار اور آپ ﷺ سے مروی اسناد بہت زیادہ ہیں۔ اور اس بارے میں حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ وغیرہ کی طرف سے کلام بہت زیادہ ہے۔

اس ساری بحث کے بعد جو مقدار ثابت ہے، وہ یہ کہ دونوں امروں میں سے ہر امر کی روایت آپ ﷺ سے ثابت ہے، یعنی رکوع (اور رکوع سے اُٹھنے) کے وقت ''رفع یدین'' اور ''عدم رفع یدین'' سو تعارض پائے جانے کی وجہ سے ترجیح کی ضرورت ہو گی۔

اور دو امروں کی وجہ سے ترجیح دی جائے گی اور اس کا منسوخ ہونا معلوم ہو چکا ہے اور یہ بات بعید از قیاس نہیں ہے کہ وہ بھی خصوصاً نسخ کو شامل ہو اور وہ روایت بھی ثابت ہو چکی ہے جو اس کی مقابل ہے، ایسے ثبوت کے ساتھ جسے ردّ نہیں کیا جا سکتا، بخلاف ''عدم رفع یدین'' (والی روایت) کے، کیونکہ اس میں عدم شرعیت کا احتمال راہ نہیں پکڑ سکتا، کیونکہ وہ اس کی جنس سے نہیں ہے، جو اس بارے میں مشہور ہے بلکہ اس کا تعلق سکون کی جنس سے ہے جو راستہ ہے اس چیز کا جس پر اجماع ہے اور وہ نماز میں مطلوب ہے، یعنی خشوع و خضوع۔

Scanned with CamScanner

اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ جیسی شخصیات کی روایت کی فضیلت کی وجہ سے؛ جو شریعت کے احکام اور اس کی حدود سے دوسروں کی نسبت زیادہ واقف ہیں، نبی کریم ﷺ کے احوال اور سفر و حضر میں آپ ﷺ کی معیت میں ہمیشہ رہنے والے ہیں اور تحقیق اُنہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نمازیں پڑھنے کی سعادت حاصل کی جو مخفی نہیں۔ تعارض کی صورت میں ان کے قول و فعل کو اختیار کرنا، زیادہ مناسب ہے، بنسبت ان کے مقابل اُن افراد کے جو دونوں کاموں کو سنت کہنے والے ہیں۔ واللہ سبحانہٗ اعلم!

دوسرا مقام دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھ کر ناف کے نیچے رکھنے کے بارے میں ہے۔

"ہدایہ شریف" میں آپ ﷺ کے فرمان (سے دلیل حاصل کرنے) کی وجہ سے ہے کہ سنت طریقہ، دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنا ہے اور وہ (اللہ ان سے راضی ہو) فرماتے ہیں: اور یہ حضرات امام مالک اور شافعی رحمہما اللہ دونوں پر حجت ہے کیونکہ حضرت مالک رحمہ اللہ کا طریقہ، ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا اور امام شافعی رحمہ اللہ کا طریقہ، سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔

ان کا کلام ختم ہوا۔

اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بات معروف نہیں ہے کہ یہ حدیث مرفوع ہو بلکہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے (موقوف) مروی ہے، نماز میں سنت طریقہ، ہاتھ ناف کے نیچے رکھنا ہے۔

اسے حضرات امام احمد اور امام ابوداؤد رحمہما اللہ نے روایت کیا ہے۔ اور یہ امام ابوداؤد رحمہ اللہ کے الفاظ ہیں۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس کے ضعیف

Scanned with CamScanner

ہونے پر اجماع کیا ہے' کیونکہ یہ حضرت عبدالرحمٰن بن اسحاق واسطی کی روایت ہے اور ان کے ضعیف ہونے پر اجماع ہے۔ اور صرف دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کے بارے میں احادیث' صحیحین اور ان کے علاوہ کتابوں میں (بکثرت) موجود ہیں' جن کے ذریعے حضرت امام مالک رحمہ اللہ پر حُجت قائم کی جاتی ہے' پس جو چیز ثابت ہوتی ہے' وہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنا ہے۔ انتہیٰ!

جبکہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب' دونوں ہاتھوں کو چھوڑ کر نماز ادا کرنا ہے اور ان کے نزدیک اس کا مقام ''عزیمت'' ہے (رخصت نہیں ہے) اور ہاتھ باندھنا' رخصت کے مقام پر ہے۔ عجیب بات یہ ہے کہ کوئی ایسی حدیث موجود نہیں ہے' جس کی دلیل حاصل کی جا سکے نہ جامع الاصول میں ہے' جنہوں نے کتبِ ستہ کی احادیث جمع کرنے کا اعزاز حاصل کیا ہے' ان میں سے مؤطا شریف بھی ہے اور نہ جامع الکبیر میں ہے' جو ابواب پر مرتب کی گئی ہے۔

حالانکہ انہوں نے تمام احادیث کے احاطہ کا دعویٰ کیا ہے اور اُنہوں نے پچاس (50) کے قریب کتابیں جمع کی ہیں' نہ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کی روایت سے اور نہ ان کے علاوہ کسی دوسرے محدث کی روایت سے ہے۔

اور اس سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ اس کا ذکر اس رسالہ میں بھی موجود نہیں جسے حضرت ابن ابوزید رحمہ اللہ نے ان کے مذہب (کے ثبوت) میں مرتب کیا ہے جبکہ (ہاں! اتنی بات ضرور ہے کہ) ہدایہ شریف کی بعض شروح میں اُن کے مذہب کی تائید میں یہ بات لکھی گئی ہے کہ ہاتھ باندھنے کی نسبت' ہاتھ چھوڑنا زیادہ بھاری ہے' اس وجہ سے کہ اس کے ساتھ انگلیوں کے سروں میں خون جمع ہو جاتا ہے۔

پھر اُنہوں نے اس کا جواب دیا کہ (یہ قیاس ہے اور) قیاس' نص کے مقابل نہیں آ سکتا اور دوسری بات یہ ہے کہ آسانی کا تعین تو رخصت میں کیا گیا ہے۔ سو عزیمت

ساقط ہو گئی۔ میں کہتا ہوں اور میری رائے یہ ہے کہ یہ نص کے معارض نہیں ہے اور یہ کہ آسانی' رخصت میں متعین ہوتی ہے تو اُس نے عزیمت کو ساقط کر دیا اور میں کہتا ہوں: اور مجھے مذہب امام مالک رحمہ اللہ کے بعض فقہائے کرام کی زیارت کا شرف بھی حاصل ہوا اور میں نے اس مسئلہ کے بارے میں ان سے سوال کرنے کی جسارت بھی کی تو اُنہوں نے (جواب میں) فرمایا: ہاتھ باندھنا ظاہری طور پر ادب اور حضور کی علامت ہے اور جب یہ حالت' باطن میں موجود نہ ہو تو باطن' ظاہر کے مخالف ہوگا اور یہ کذب اور نفاق کے مشابہ ہے۔

تو میں نے ان کی خدمت میں ادب سے گزارش کی' یہ بات تو ہاتھ باندھنے والے کے مذہب کی تائید کرتی ہے' کیونکہ یہ ادب وحضور کی نشانی ہے اور نماز بھی' اعمالِ ظاہرہ میں سے ہے۔ سو چاہیے کہ اصلاحِ باطن کے حصول کی امید پر ظاہر کی اصلاح کی رعایت کی جائے۔ تو (میری بات سن کر) وہ خاموش سے ہو گئے۔ اور (کچھ دیر بعد) فرمایا: (نماز میں) ہاتھ باندھنا بھی جائز ہے۔ نتیجہ کے طور پر اس حکم میں چاروں مذہب جمع ہو جاتے ہیں۔

سو حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب' ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب سینے سے تھوڑا نیچے اور ناف سے تھوڑا اوپر باندھنا ہے۔ جس کتاب ''حاوی'' اور اس کی شرح میں ہے اور ہماری کتابوں میں جو بات ان کی طرف منسوب کی جاتی ہے' وہ سینے کے اوپر ہاتھ باندھنا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں: میں نے بعض شافعی حضرات سے سنا کہ انہوں نے کہا: یہ ہمارا مذہب نہیں ہے' شاید کوئی قدیم (پرانا) قول ہو۔ واللہ اعلم!

جبکہ وہ خیال کرتے ہیں کہ اس بارے حدیث موجود ہے کہ آپ ﷺ نے ایسا کیا۔

Scanned with CamScanner

1046- اور کبھی تو وہ حضرات علی المرتضیٰ اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے نقل کرتے ہیں کہ ان دونوں نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ''فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ'' (الکوثر: 2) (ترجمہ:) ''تو تم (اس کے شکر میں) اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو''۔ کی تفسیر یوں بیان کی کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر گلے کے نیچے یا گلے کے پاس رکھا جائے۔

اور یہ حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جہاں تک تعلق ہے' اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا: (ترجمہ:) ''تو تم (اس کے شکر میں) اپنے رب کیلئے نماز پڑھو اور قربانی کرو'' (الکوثر: 2)۔

تو الفاظ جس بات پر دلالت کرتے ہیں وہ خود گلا ہے (نہ کہ گلے کے نیچے یا اس کے پاس) اور وہ دونوں ہاتھوں کو سینے پر رکھنے کے مطلوب کا غیر ہے' اور وہ دونوں ہاتھوں کو گلے پر رکھنے کا حقیقی معنیٰ نہیں ہے۔ پس ثابت یہ ہوا کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر رکھنا ہے اور ان کا ناف کے نیچے ہونا جس طرح ہمارا (احناف کا) قول ہے اور سینے کے نیچے ہونا' جس طرح امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے' اس کیلئے کوئی ایسی حدیث موجود نہیں ہے جو (اس پر) عمل کو واجب کرے۔ سو اسے پھیر کر اسی مشہور بات پر لایا جائے گا کہ حالتِ قیام میں تعظیم مقصود ہو تو دونوں ہاتھ اس مقام پر رکھے جاتے ہیں اور ان سے دلیل میں جو بات مشہور ہے وہ ناف کے نیچے رکھنا ہے۔ سو آپ بھی اس میں غور و فکر کر سکتے ہیں۔

1047- اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ کا مذہب بھی یہی ہے کہ اُنہوں نے دونوں ہاتھوں کو ناف کے نیچے باندھنے کو مقرر کیا' جس طرح امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے' لیکن ''کتاب خرقی'' کے شارح نے کہا: یہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ سے متعدد روایات میں سے ایک روایت ہے۔

Scanned with CamScanner

اس وجہ سے کہ حضرات امام احمد اور امام ابوداؤد رحمہما اللہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' اُنہوں نے فرمایا: سنت طریقہ' نماز میں ہاتھوں کو ناف کے نیچے رکھنا ہے اور سنتِ مطلقہ سے مراد رسول کریم ﷺ کی سنت ہی ہوتی ہے۔

اور دوسری افضل روایت یہ ہے کہ اُنہوں نے ہاتھوں کو سینے کے نیچے باندھنے کو مقرر کیا' اس کی دلیل وہ روایت ہے جو حضرت منصور بن مالک رحمہ اللہ نے اپنے والد گرامی سے کی' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو اپنے مبارک سینے پر ہاتھ رکھتے ہوئے دیکھا۔

اور تیسرا طریقہ' دونوں وضعوں (ہاتھ چھوڑنے اور باندھنے) کے درمیان اختیار دینا ہے۔ اسے حضرات ابن ابی موسیٰ اور ابو برکات رحمہم اللہ نے پسند فرمایا ہے۔ اس وجہ سے کہ (ان کے نزدیک) دونوں کے حوالے سے حکم وارد ہوا ہے۔

حضرت ابو برکات رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حکم' دونوں حکموں میں اس طرح وسیع ہے کہ ان دو میں سے کسی ایک پر عمل کر لینے میں کوئی کراہت نہیں۔

تیسرا مقام' تعدیل ارکان اور رکوع وسجود میں اطمینان کے بارے میں ہے

1048- تیسرا مقام' تعدیل ارکان اور رکوع وسجود میں اطمینان وسکون اور رکوع میں قومہ کی رعایت اور سجود میں جلسہ کی رعایت کے حوالے سے ہے۔

ان دونوں کاموں کے کرنے کا حکم ہے اور ان کو چھوڑنے پر سخت وعید ہے۔ اور تحقیق اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے ایک آدمی کو فرمایا' جس نے ان کی رعایت نہ کی اور جس طرح نماز پڑھنی چاہیے تھی' اس طرح نہیں پڑھی' (آپ ﷺ نے فرمایا:) واپس جا کر دوبارہ نماز پڑھ کیونکہ تُو نے نماز نہیں پڑھی۔

پس تینوں اماموں نے اس سے دلیل حاصل کی ہے مگر حضرت امام مالک رحمہ اللہ ایک روایت میں الگ ہیں۔ اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ بھی ان کے ساتھ ہیں کہ

Scanned with CamScanner

اطمینان (فی الارکان)، قومہ اور جلسہ فرض ہیں، کیونکہ آپ ﷺ نے (صاف لفظوں میں) اس آدمی سے نماز کی نفی کر دی حالانکہ اُس نے اطمینان (فی الارکان) قومہ اور جلسہ ہی تو چھوڑا تھا۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ظاہر روایت کے مطابق، رکوع وسجود میں اطمینان "واجب ہے"، یہ حضرت امام کرخی رحمہ اللہ کی تخریج کے مطابق ہے، اس کے ترک سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور حضرت امام جرجانی رحمہ اللہ کی تخریج کے مطابق "سنت" ہے۔

باقی رہا قومہ اور جلسہ تو یہ سنت ہیں اور بعض مالکی حضرات بھی اسی پر ہیں جبکہ حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے فتاویٰ قاضیخان سے ایک ایسی بات نقل کی ہے جو حضرات امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک ان دونوں کے وجوب پر دلالت کرتی ہے اور فرمایا: ممکن ہے، حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کے ان دونوں کی فرضیت والے قول کو فرضِ عملی پر محمول کیا جائے، جو واجب کو شامل ہے تو (اس طرح) اختلاف دور ہوسکتا ہے۔

پھر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمہ اللہ نے رکوع وسجود میں اطمینان کی عدمِ فرضیت کے حوالے سے فرمایا کہ یہ دونوں اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا مطلوب ہیں: (ترجمہ:) "(اور اپنی نمازوں میں) رکوع اور سجدہ کیا کرو" (الحج:77)۔

رکوع کا لغوی معنی: "جھکنا"۔

سجود کا لغوی معنی: "زمین پر پیشانی رکھنا"۔

ان دونوں میں کوئی اجمال تو ہے نہیں کہ اس کی تفصیل بیان کرنے کی ضرورت ہو اور ان کا مقصود، صرف جھکنے اور چہرے کا بعض حصہ رکھنے سے حاصل ہو جاتا ہے، اس سے جس عضو کا رکھنا متعذر اور مشکل نہیں ہے، ساتھ قبلہ کی جانب منہ بھی ہو، اور اس سے تھوڑی

اور رخسار نکل گئے۔ اطمینان کا معنی ''فعل پر دوام'' ہوتا ہے۔ پس یہ اس سے مطلوب نہیں۔

سو فرضیت تو کم ترین مقدار سے متعلق ہوتی ہے اور زیادتی، مکمل کرنے کے باب سے ہوتی ہے، پس اس کے چھوڑنے کے ساتھ نماز ناقص ہوگی، باطل نہ ہوگی۔

1049- اور حضرت ابو عبید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ اس کے وجوب اور رعایت میں تاکید اور مبالغہ کے باب سے ہے، اور اگر خبر واحد شے سے ثابت کر کے ہم یہ قول کریں: نماز کی صحت ان دونوں پر موقوف ہے تو اس اطلاق کو منسوخ کرنا لازم آئے گا جو یقینی طور پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہے: (ترجمہ:) ''(اپنی نمازوں میں) رکوع اور سجدہ کرو'' (الحج: 77)۔

اور یہ بات ہمارے نزدیک ممنوع ہے باوجودیکہ اس کے، خبر واحد ہونے کے، تو اس بات کا فائدہ بھی دے رہی ہے کہ نماز کی صحت اس پر موقوف نہیں ہے کیونکہ حدیث کے آخر میں حضرات امام احمد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ کی روایت میں یہ چیز وارد ہے؟ پس جب تُو نے یہ کام کر لیا تو تیری نماز مکمل ہوگئی اور جو تُو نے اس میں سے کمی کی تو تُو نے اپنی نماز میں کمی کی۔ پس آپ ﷺ نے اس کو بھی نماز کا نام دیا ہے اور اسے نقصان کی صفت سے متصف فرمایا ہے (باطل کی صفت سے نہیں) اس وقت جب تعدیل و اطمینان فی الارکان مفقود ہے۔ سو یہ چیز بھی اس کے فرض نہ ہونے پر دلالت کرتی ہے، جبکہ باطل کو معدوم کی صفت سے متصف کیا جاتا ہے، اسے ذہاب (ختم ہونا) اور زوال بھی کہا جاتا ہے۔

پس اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ نے اس آدمی کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم اس لیے دیا تاکہ اس کی نماز کراہت کے بغیر ہو، اس لیے نہیں دیا کہ اس کی نماز فاسد یا باطل ہوگئی تھی۔ ایک بات اور بھی ہے کہ اگر مذکورہ کام فرض ہوتے تو آپ

Scanned with CamScanner

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے بار بار ایسا نہ کرنے دیتے بلکہ پہلی بار ہی منع فرما دیتے۔ پس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے اس پر برقرار رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ''فانك لم تصل '' (کیونکہ تُو نے نماز نہیں پڑھی) کو ایسی نماز پر محمول کرنا لازم ہو گیا جو گناہ سے خالی ہو۔ یہ بات حضرت امام کرخی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ہے' یا حضرت امام جرجانی رحمہ اللہ کے قول کے مطابق ''نماز مسنونہ'' پر محمول کرنا لازم ہو گا۔

لیکن پہلی توجیہ زیادہ بہتر ہے' کیونکہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول ''لم تصل'' میں مجاز (جواز) مراد لینا' حقیقت کے زیادہ قریب ہے۔

اور کیونکہ مخاطب کا صیغہ' وجوب کی دلیل ہے اور کبھی حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے اسے چھوڑنے کے حوالے سے پوچھا جاتا تو وہ فرماتے: میں ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسی نماز ناجائز کے زمرے میں نہ چلی جائے۔

اور حضرت امام سرخسی رحمہ اللہ سے مروی ہے: جس آدمی نے ''تعدیل ارکان'' ترک کر دیا' اس پر دوبارہ نماز پڑھنا لازم ہے' اور اعادہ لازم کرنے میں کوئی اعتراض بھی نہیں کیونکہ یہ حکم' ہر اس نماز میں موجود ہے جو مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی۔ اور وہ پہلی نماز کی کمی پوری کرنے والی ہو گی' کیونکہ فرض' متکرر نہیں ہوتا۔

''یہ کلام' سجود میں تعدیل واطمینان کے حوالے سے ہے''۔

باقی رہا قومہ اور جلسہ' تو (اس حوالے سے) دو قول ہیں:

(1) بے شک ایک رُکن سے دوسرے رُکن کی طرف منتقل ہونا' مقصود بالذات نہیں (بلکہ اصل مقصود تو ارکان کی ادائیگی ہی ہوتی ہے) تو سر بلند کرنا بھی (مقصود اصلی) نہ ہو گا بخلاف سجدے سے سر اُٹھانے کے' کیونکہ سر اُٹھائے بغیر دوسرا سجدہ ممکن ہی نہیں ہے' اور اگر ممکن ہو تو لازمی طور پر جائز ہو' جس طرح جب کوئی آدمی ایک تختی رکھ لے' مثلاً اپنے سر (ماتھے) کے نیچے اور اس پر ایک سجدہ کرے' اس

کے بعد وہ تختی اُٹھالی جائے تو (اس طرح سر اُٹھائے بغیر) دوسرا سجدہ جائز (وممکن ہوگا) اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ رکوع سے صرف سر اُٹھانا فرض ہے، مکمل طور پر کھڑا ہونا (فرض نہیں)۔

حضرت تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور یہ بھی احتمال ہے کہ اُس آدمی نے نماز کے فرائض میں سے کوئی فرض چھوڑ دیا ہو۔ سو اس کی وجہ سے آپ ﷺ نے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہو نہ کہ صرف اس وجہ سے اس نے طمانیت' قومہ اور جلسہ چھوڑا۔

اعتراض: پس اگر آپ اعتراض کریں کہ حضرت کرمانی رحمہ اللہ نے فرمایا: اُس نے کیسے کئی بار (اطمینان' قومہ اور جلسہ) چھوڑے اور فاسد نماز پڑھتا رہا؟

جواب: تو اس کا جواب ہے یہ کہ آپ ﷺ نے تو اسے فاسد نماز پڑھنے کی اجازت نہیں دی اور نہ آپ ﷺ کو اس بات کا اندازہ ہوا کہ جو اسے مسئلہ تھا کہ وہ دوسری بار بھی فاسد نماز ہی پڑھے گا' اس احتمال کے پائے جانے کے سبب کہ وہ بھولنے والا اور غفلت کا شکار ہو (نہ کہ ارکانِ نماز سے جاہل)۔ اور بغیر سکھانے کے دوبارہ نماز پڑھنے کی وجہ سے اسے یاد آ جائے۔ اس نے کئی بار ایسا کرنے کے بعد عرض کرنے کی جسارت کی: اے اللہ کے رسول! مجھے سکھا دیجئے! کیونکہ وہ (نماز کے احکام کو) نہ جاننے والا ہے۔ پس یہ خطاء پر برقرار رکھنے کے باب سے نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق اس کی تحقیق سے ہے۔ غور وفکر کریں۔

چوتھا مقام: قعدۂ تشہد کی کیفیت کے بارے میں

1050- حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں ہے: اور آپ ﷺ اپنا بایاں پاؤں بچھا دیا کرتے تھے، یعنی اسے بچھونا بناتے کہ اس کے اوپر براجمان ہوں اور دایاں پاؤں کھڑا کر دیتے تھے۔

حدیث کا ظاہری معنی یہ ہے کہ آپ ﷺ دونوں قعدوں میں اس طرح کرتے تھے اور یہی قول حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور آپ کے شاگرد دوستوں کا ہے۔

1051- اور تحقیق حضرت ابوحمید رحمہ اللہ کی حدیث میں یہ بات آئی ہے کہ پہلے قعدہ میں پاؤں بچھا کر اوپر بیٹھنا ہے (کہ وہ مختصر ہوتا ہے) اور دوسرے قعدہ میں سرین کے بل بیٹھنا ہے (جس طرح عورتیں بیٹھتی ہیں' کیونکہ وہ تھوڑا لمبا ہے) اور یہی حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

1052- ''سفر السعادۃ'' کتاب میں صاحبِ کتاب نے فرمایا: اس مسئلہ میں حضرات علماء کرام علیہم رحمۃ الرحمٰن نے اختلاف کیا اور چار اقوال ارشاد فرمائے' چاروں اماموں میں سے ہر ایک کا مذہب' صحابہ و تابعین کے علماء میں سے ایک گروہ کے مطابق ہے۔

(1) پہلا قول: دونوں قعدوں میں سُرین کے بل بیٹھنا اور یہ عاشقِ مصطفیٰ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

(2) دوسرا قول: دونوں قعدوں میں پاؤں بچھا کر اوپر بیٹھنا' اور یہ امام الائمہ سراج الامہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہے۔

(3) تیسرا قول: وہ تشہد' جس کے بعد سلام ہے' خواہ وہ دو تشہد ہوں' (جس طرح سنت غیر مؤکدہ میں ہوتے ہیں) یا ایک ہی تشہد ہو' سرین کے بل بیٹھنا اور اس کے علاوہ میں پاؤں بچھا کر اوپر بیٹھنا' یہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

(4) چوتھا قول: ہر وہ نماز جس میں دو تشہد ہوتے ہیں' ان دونوں میں سے دوسرے میں سرین کے بل بیٹھنا اور اگر ایک ہی تشہد ہو تو پاؤں بچھا کر بیٹھنا۔ اور یہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

ایک قول: حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول کی توجیہ یہ ہے کہ بہت ساری احادیث میں پاؤں بچھانے کا ذکر مطلقاً آیا ہے کہ یہ تشہد میں سنت ہے اور یہ کہ نبی کریم ﷺ کا تشہد میں بیٹھنا' اس طرح تھا' اس میں پہلے قعدہ یا دوسرے قعدہ کے ساتھ کی قید نہیں ہے۔

سو صحیح مسلم شریف میں ہے: حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' رسول کریم ﷺ ''اللہ اکبر'' کہنے سے نماز شروع فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اور آپ ﷺ اپنا بایاں مبارک پاؤں بچھا دیا کرتے تھے اور اپنا دایاں مبارک پاؤں سیدھا کھڑا کر دیتے تھے۔

1053- اور سنن نسائی شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' اُنہوں نے اپنے والد گرامی سے روایت کیا: نماز کی سنت' اپنے دائیں پاؤں کو سیدھا کھڑا کرنا اور انگلیوں کا رُخ قبلہ کی طرف کرنا اور بائیں پاؤں پر بیٹھنا ہے۔

حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے اسی طرح فرمایا اور یہ بات بھی ہے کہ بیٹھنے کا یہ طریقہ تھوڑا بھاری اور مشقت والا ہے اور (یہ قاعدہ کلیہ ہے:) تمام اعمال میں فضیلت والا عمل' وہی ہے جس کی ادائیگی میں مشقت زیادہ برداشت کرنا پڑے۔

اور بعض احادیث میں آخری تشہد میں سرین کے بل بیٹھنا آیا ہے تو اُنہوں (محدثین وفقہاء) نے اسے حالتِ عذر' عمر زیادہ ہو جانے یا لمبی دعائیں مانگنے کیونکہ اس میں مشقت زیادہ ہے' پر محمول کیا ہے۔

پانچواں مقام: سلام کے بارے میں

یہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فرض ہے (یعنی لفظ سلام کہنا) اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے ظاہر مذہب میں بھی اسی طرح ہے' اس کی دلیل اُنہوں نے یہ دی ہے' آپ ﷺ کا فرمان ہے: نماز کی تحریم' تکبیر اور اس کی تحلیل' سلام کہنا ہے۔

Scanned with CamScanner

1054- اور ہمارے نزدیک واجب ہے' اس کی دلیل آپ ﷺ کا یہ فرمان ہے: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو تشہد سکھانے کے بعد فرمایا: جب آپ نے یہ کہہ لیا یا یہ کر لیا تو تیری نماز مکمل ہو گئی' اگر آپ کھڑا ہونا چاہتے ہیں تو کھڑے ہو جائیں اور اگر آپ بیٹھنا چاہتے ہیں تو بیٹھ جائیں۔

پس نبی کریم ﷺ نے سلام سے پہلے نماز مکمل ہونے کا حکم سنا دیا اور بیٹھنے اور کھڑا ہونے کے درمیان اختیار دے دیا۔ یہ چیز اس کے فرض اور واجب ہونے کی نفی کرتی ہے' مگر ہم نے اس کا واجب ہونا احتیاطاً ثابت کیا' اسی روایت سے جو انہوں نے کی ہے' اور اس جیسی احادیث سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی۔ کیونکہ فرضیت' دلیل قطعی کی متقاضی ہے اور آپ ﷺ کا فرمان: ''اور اس کی تحلیل سلام کہنا'' ہے''۔ قطعی نہیں ہے' ساتھ اس کے وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے معارض بھی ہے۔

1055- اور اسی طرح نبی کریم ﷺ پر درود بھیجنا' حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں فرض ہے' اس روایت کے ساتھ جو انہوں نے آپ ﷺ سے کی ہے: ''اُس آدمی کی نماز نہیں' جس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا''۔ حالانکہ تمام محدثین کرام نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے اور اگر اسے صحیح مان بھی لیا جائے تو اس کا معنی ہوگا: ''نماز کامل نہ ہوگی'' یا معنی ہوگا: اس آدمی کی (نماز نہ ہوگی) جس نے اپنی زندگی میں ایک بار بھی درود نہیں پڑھا (کیونکہ وہ فرض ہے)۔

اور اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے حدیث میں آیا ہے: ''جس آدمی نے کوئی نماز پڑھی اور اس نے مجھ پر اور میرے اہل بیت پر درود نہیں پڑھا تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی''۔ یہ حدیث بھی اپنے راوی جابر جعفی کی وجہ سے ضعیف ہے' ساتھ اس کے اختلاف بھی ہے کہ یہ مرفوع ہے یا موقوف' یہ بات حضرت امام دارقطنی رحمہ اللہ نے فرمائی۔

Scanned with CamScanner

1056- اور حضرت ابن ماجہ رحمہ اللہ نے فرمایا: ''جس کا وضو نہیں' اس کی نماز نہیں اور جس نے اس پر اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کیا' اس کا وضو نہیں اور جس نے نبی کریم ﷺ پر درود نہیں پڑھا اس کی نماز نہیں' اور جس نے انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان سے محبت نہیں کی' اس کا ایمان نہیں''۔

اور اس کی سند میں ہے: حضرت عبد مہیمن سے مروی ہے' اُنہوں نے اپنے والد گرامی سے اور اُنہوں نے ان کے دادا حسن سے اسی طرح کی مرفوع روایت کی' وہ ضعیف بھی ہے۔

حضرت ابن حبان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس سے دلیل نہیں پکڑی جا سکتی۔ اور حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حضرت ابی ابن عباس بن سہل بن سعید رحمہ اللہ سے روایت کیا' اُنہوں نے اپنے والد گرامی سے' اُنہوں نے ان کے دادا جان سے اسی طرح کی حدیث روایت کی۔

1057- اور حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت یحییٰ بن سنان رحمہ اللہ سے' اُنہوں نے بنو حارث قبیلے کے ایک شخص سے' اُنہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے' اُنہوں نے آپ ﷺ سے روایت کیا: ''جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں تشہد پڑھے تو اسے چاہیے کہ وہ کہے: (ترجمہ درود شریف) ''اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی آل پر درود بھیج اور برکتیں فرما اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی آل پر اپنی رحمتوں کی بارش فرما' جس طرح تُو نے درود بھیجا اور برکتیں فرمائیں اور رحم فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام پر' بے شک تُو حمد کیا گیا' بزرگی والا ہے''۔

اس میں مجہول راوی ہے اور بعض حضرات نے ''ارحم محمداً'' کہنا مکروہ قرار دیا' لیکن بعض حضرات نے اسے مکروہ نہیں سمجھا۔

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ کا قول ہے: ''اور تحقیق حضرت امام شافعی رحمہ

Scanned with CamScanner

اللہ نے سخت مذہب اختیار کیا اور فرمایا: ”جس آدمی نے آپ ﷺ پر درود نہیں پڑھا' اس کی نماز فاسد ہے“۔ اس قول میں ان کے پاس سلف صالحین کا کوئی قول نہیں ہے۔ اور اُن سے صحیح ترین قول اس کی منع ہے' اور کوئی سنت ہے' جس کی وہ پیروی کر رہے ہوں اور نا پر ایک جماعت نے اعتراض کیا' ان میں سے حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ ہیں۔

اور کئی تشہد ہیں جو درج ذیل حضرات سے مروی ہیں:

(1) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ

(2) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما

(3) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ

(5) حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ

(6) حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ

(7) حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ

ان میں اس بات کا تذکرہ نہیں' پس ہم اس کے سنت ہونے کے حوالے سے کہتے ہیں: اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث: ”جب تُو نے اسے پڑھ لیا یا کر لیا تو تیری نماز مکمل ہو گئی (حدیث مکمل کر لیں) بھی اس کے فرض نہ ہونے پر دلالت کر رہی ہے۔

اور جہاں تک تعلق ہے' اس کے واجب ہونے کا تو سلام میں ہم نے احتیاط کے طور پر یہ قول کیا' اس وجہ سے کہ اس بارے میں صحیح حدیث ثابت ہے بخلاف درود کے' کیونکہ درود شریف کے بارے میں ہم کوئی صحیح حدیث نہیں پاتے۔ حضرات نے اسی طرح فرمایا۔ ہاں! نبی کریم ﷺ پر درود و سلام (لیکن زندگی میں ایک بار) نماز

Scanned with CamScanner

کے باہر فرض ہے۔

جس طرح حضرت امام کرخی رحمہ اللہ نے فرمایا' یا جب بھی نبی کریم ﷺ کا ذکر کیا جائے' جس طرح یہ حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ کا مختار مذہب ہے۔ اور اصل مسئلہ اپنے مقام پر ذکر کیا جائے گا۔ آپ غور وفکر فرمائیں!

اور یہ وہ بات ہے جس پر اتفاق ہے۔ اس مسئلہ میں اختلافات بھی مذکور ہیں اور اس بارے میں ایسے اختلافات بھی ہیں' جن کا پہلے ذکر نہیں ہوا۔

اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک واجب ہے کہ اللہ اکبر' یا اللہ اکبر کے الفاظ سے تکبیر تحریمہ کہی جائے۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کے علاوہ الفاظ کے ساتھ بھی جائز ہے۔ مثال کے طور پر ''اللہ اجل' اللہ اعظم'' اور ''الرحمٰن اکبر'' اور اسی کی مثل ان کے نزدیک فارسی میں بھی یہ جائز ہے' لیکن ان کے علاوہ حضرات ائمہ کے نزدیک جائز نہیں اور اسی کی مثل (ایک اور مسئلہ ہے') ہاتھ بلند کرنے کو تکبیر کے ساتھ ملانا' یا اس سے پہلے ہاتھ اُٹھانا۔ اور اسی کی مثل (مسئلہ ہے) قبلہ کی طرف منہ کرنے کو تکبیر کے ساتھ ملانا یا اس کا عدم' اور اسی کی مثل۔ سورۂ فاتحہ کا فرض نہ ہونا اور اس جیسے اور مسئلے بھی ہیں۔

اور ان مسائل کو (تفصیل کے ساتھ) یہاں ذکر نہ کرنے کا سبب' ان کا بڑی کتابوں مثلاً ہدایہ وغیرہ میں ذکر ہونا ہے اور وہ ان عبارات کے ساتھ ثابت ہیں' جو انہوں نے ذکر کی ہیں اور وضاحتیں کی ہیں۔ احادیث ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور نہ ہی لمبا کلام کرنے کی احتیاج ہے' جس طرح ہم نے اس جیسے مسئلوں کو ثابت کیا ہے۔ واللہ اعلم!

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

باب: مذکور تکبیر کے بعد کیا پڑھا جائے ☆

اور اس باب میں وہ اذکار اور دعائیں ہیں جو احادیث میں آئی ہیں، تکبیر تحریمہ کے بعد صحیح احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔

مثلاً: ''بے شک میں نے اپنا چہرہ اس ذات کی طرف کیا، جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا اور تُو پاک ہے، اے اللہ! اور تیری حمد ہے''۔

اور یہ مستحب ہیں، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب میں کل فرائض و نوافل یا بعض فرائض و نوافل میں ان پر عمل کیا جاتا ہے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان سب دعاؤں کو جمع کرنا مستحب ہے، اس آدمی کیلئے جو اکیلا نماز پڑھ رہا ہو، اور امام کیلئے بھی بشرطیکہ انہیں مقتدیوں نے اجازت دی ہو اور اس پر اپنی رضامندی کا اظہار کیا ہو، لیکن جب اُنہوں نے اجازت نہ دی ہو تو (دعائیں پڑھ کر نماز) ان پر لمبی نہ کرے بلکہ (ان میں سے) بعض پر اکتفاء کرے اور خوبصورت ترین طریقہ یہ ہے کہ وہ ''وَجَّهْتُ وَجْهِيَ'' سے لے کر ''مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ'' تک پر اکتفاء کرے اور اسی طرح اکیلے نماز پڑھنے والا، وہ آدمی جو مختصر نماز پڑھنے کو ترجیح دیتا ہے۔ انتہیٰ!

☆ باب: ''ما یقرء بعد التکبیر'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ترجمہ:) ''اور سورج نکلنے سے پہلے (صبح کی نماز میں) اور اس کے ڈوبنے سے پہلے (ظہر و عصر کی نمازوں میں) اپنے رب کی تعریف کے ساتھ اس کا (ہر عیب و نقص سے) پاک ہونا بیان کیا کیجئے'' (طٰہٰ: 130)۔

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (ترجمہ:) ''بے شک وہ شخص کامیاب ہوا جو (ایمان و نیک عمل کے ذریعے) پاکیزہ بن گیا اور اپنے رب کا نام لیا، پھر (پانچ وقت کی) نماز پڑھی''۔ (الاعلیٰ: 14,15)

اور ہمارے (احناف کے) نزدیک اور اسی طرح حضرات امام احمد اور امام مالک رحمہما اللہ کے نزدیک اُن کے ظاہر مذہب کے مطابق: نمازی اپنے قول: ''سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ'' آخر تک پر اکتفاء کرے گا۔

1058- اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب کے بارے میں لکھی گئی کتاب ''الخرقی'' کی شرح میں صاحبِ کتاب نے فرمایا: اور اگر کسی آدمی نے اس کے علاوہ کے ساتھ افتتاح کیا' ان میں سے جو صحیح اور جائز مرویات ہیں اور جو اس کے علاوہ روایت کی گئی ہیں تو وہ تہجد بلکہ مطلق نوافل پر محمول ہوں گی' اس وجہ سے جو صحیح ابوعوانہ اور نسائی شریف میں ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کا مبارک طریقہ تھا' جب نفل نماز پڑھنے کیلئے کھڑے ہوتے تو یوں کہتے: ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ وجہت وجھی الخ'' سو یہ اس چیز کی تفسیر بیان کرنے والی ہوگی' جو اس کے علاوہ میں ہے'' سبحانك اللّٰهم '' کے برعکس' کیونکہ اس پر مستقل عمل فرائض میں ہے۔ حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے اسی طرح ذکر کیا۔

اور ''ہدایہ'' شریف میں صاحبِ کتاب نے فرمایا: جب آپ ﷺ اپنی نماز کا آغاز فرماتے تو اللہ اکبر کہتے اور پڑھتے: ''سبحانك اللّٰهم'' آخر تک' لیکن اس پر اضافہ نہ فرماتے اور جو انہوں نے روایت کی' وہ تہجد پر محمول ہوگی اور آپ ﷺ کا قول: ''وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ''۔ مشہور کتابوں میں مذکور نہیں تو یہ فرض نمازوں میں نہیں پڑھا جا سکتا۔

1059- اور حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ نے فرمایا: اور اُن کا قول: ''مشہور کتابوں میں اس کا ذکر نہیں'' اگرچہ فی الجملہ ایک طویل حدیث میں سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی گئی تھی جیسے حضرات ابن ابوشیبہ اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ''کتاب الدعاء'' میں ذکر کیا اور حضرت حافظ الحدیث ابوشجاع رحمہ اللہ نے اسے حضرت

Scanned with CamScanner

ابن مسعود رضی اللہ عنہ ''کتاب الفردوس'' میں روایت کیا کہ وہ کلام جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہے' وہ یہ ہے کہ بندہ کہے: ''تُو پاک ہے' اے اللہ! اور تیری حمد ہے اور تیرا نام برکتوں والا ہے' تیری بزرگی بلند و بالا ہے' تیری ثناء بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں''۔

اور وہ کلام جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے' وہ یہ ہے کہ آدمی' دوسرے آدمی سے کہے: ''اللہ سے ڈر!'' تو (آگے سے) دوسرا آدمی کہے: ''تیرے اوپر تیرے اپنے نفس کی اصلاح لازم وضروری ہے'' پھر ثناء پڑھے اور ثناء سے مراد ''سبحانك اللّٰهم وبحمدك'' آخر تک ہے' بغیر توجیہ کے' اور توجیہ سے مراد ''اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ'' آخر تک ہے۔ ''بے شک میں نے ہر باطل سے جدا ایک اُسی کا ہو کر اپنا منہ اس (ذات) کی طرف کر لیا جس نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کیا' اور میں شرک کرنے والوں میں سے نہیں ہوں''۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک یہی بات ماخوذ ہے' حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے جسے حضرت دارقطنی رحمہ اللہ نے اپنی ''سنن'' میں اپنے ثقہ راویوں کی سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ یہ تھا' جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کا آغاز فرماتے تو اللہ اکبر کہتے' پھر پڑھتے: ''سبحانك اللّٰهم وبحمدك'' حدیث مکمل کر لینا۔ اس میں توجیہ کا تذکرہ تک نہیں ہے اور حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ کے نزدیک' نمازی ثناء اور توجیہ کو جمع کرے گا۔ انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث اور ایک دوسری حدیث کو جمع کر کے استدلال کیا ہے اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ کا پسندیدہ مذہب بھی یہی ہے اور اُنہوں نے فرمایا: نمازی کو اختیار ہے' اس بات میں کہ وہ توجیہ' ثناء کے بعد یا اس سے پہلے پڑھے اور حضرت امام ابویوسف رحمہ اللہ سے بھی ایک روایت یہی ہے جبکہ ان کے

Scanned with CamScanner

ہاں جو مشہور ہے وہ توجیہ کو ثناء سے مؤخر کرنا ہے۔

پھر آپ جان لیں! کہ ان بعض حنفی حضرات کے نزدیک، جو مستحب توجیہ کے قائل ہیں، توجیہ کا مقام، نیت کے بعد تکبیر تحریمہ سے پہلے ہے، کیونکہ یہ یا اسی طرح نیت اور عزیمت میں داخل ہوگی۔

اور بعض حضرات نے فرمایا: یہ اس بات کی طرف لے جانے والی ہے کہ آدمی بغیر نماز کے قبلہ کی طرف منہ کر کے قیام کی حالت میں لمبی دیر تک ٹھہرا رہے اور یہ چیز شرعی لحاظ سے مذموم ہے۔ سو چاہیے کہ اسے تکبیر تحریمہ کے بعد لایا جائے۔

اس اختلاف کا دارومدار، ہدایہ شریف کے دو نسخوں میں اختلاف پر ہے۔ پس بعض نسخوں میں تو یہ بات ہے اور بہتر یہ ہے کہ توجیہ کو تکبیر تحریمہ کے بعد لایا جائے تا کہ اس کے ساتھ سنت مل جائے

سو ''بہ'' کی ''ہ'' ضمیر، تکبیر کی طرف لوٹے گی۔ اور حاصل کلام یہ ہوگا: مذکور ٹھہرنا، لازم ہے اور یہ بھی ہے کہ نیت میں اولیٰ، اس کا تکبیر کے ساتھ پڑھنا ہے جبکہ بعض نسخوں میں یہ بات ہے کہ وہ اس کے بغیر لائی جائے۔ پس ضمیر توجیہ کی طرف لوٹنے والی ہوگی، کیونکہ یہ نیت اور عزیمت کو پختہ کرنے والی ہے۔ اور صاحبِ شمنی رحمہ اللہ نے ہدایہ شریف کی عبارت ''لَا'' (نفی) کی زیادتی کے ساتھ نقل کی ہے اور وہ اسی کے موافق ہے، جو علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی شرح میں ہے۔

سو آپ (اچھی طرح) غور و فکر فرمالیں۔

1060- اسے یاد کرلیں اور صاحبِ مشکوٰۃ رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے روایت کر کے امام ترمذی اور ابوداؤد رحمہما اللہ کی روایت وارد کی ہے، آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی، جب نماز کا افتتاح فرماتے تو پڑھتے: ''سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى

جدك ولا الٰه غيرك ''(تُو پاک ہے اللہ! تیری حمد ہے تیرا نام بابرکت ہے اور تیری بزرگی برتر ہے اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں)۔

اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے ابن ماجہ اور ترمذی شریف کی روایت کے ساتھ مروی ہے یہ ایسی حدیث ہے جسے ہم صرف حضرت حارثہ رضی اللہ عنہ کے حوالے سے جانتے ہیں جبکہ ان کے حافظہ کے حوالے سے ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔ انتہیٰ!

1061- اور بعض محدثین کرام رحمہم اللہ نے اس حدیث کے ضعیف ہونے کا حکم لگایا ہے جبکہ ان کے حکم سے بعض شافعی حضرات نے استدلال کیا تو اُنہوں نے ''مصابیح'' میں کہا: وہ ضعیف راوی ہے۔ اور حضرت امام نووی رحمہ اللہ سے حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کی حدیث منقول ہے جسے حضرات امام ترمذی ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ نے کئی سندوں اور ایک سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے اور اسے حضرات ابوداؤد ترمذی نسائی ابن ماجہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت سے روایت کیا ہے اور اسے ضعیف قرار دیا۔

اور حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے فرمایا: اور نماز شروع کرنا: ''سبحانك اللّٰهم وبحمدك ''(تُو پاک ہے اللہ! تیری حمد ہے) کے الفاظ سے حضرات ابن مسعود اور انس رضی اللہ عنہما سے مرفوع مروی ہے اور یہ ساری کی ساری روایات ضعیف ہیں۔

اُنہوں نے فرمایا: اور اس سلسلہ میں کی جانے والی روایات میں سے سب سے زیادہ صحیح روایت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ہے پھر اُنہوں نے ان سے اپنی سند کے ساتھ روایت کیا کہ آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا پھر پڑھا: ''سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدك ولا الٰه غيرك ''(تُو پاک ہے اللہ! تیری حمد ہے تیرا نام بابرکت ہے اور تیری بزرگی برتر ہے اور تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں)۔

Scanned with CamScanner

حضرت امام نووی رحمہ اللہ کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

حضرت تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تحقیق مؤلف یعنی صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ نے ان پر تہمت لگائی ہے' حالانکہ معاملہ اس طرح نہیں جس طرح گمان کیا گیا ہے' کیونکہ یہ مشہور حدیث ہے' یہ خلفائے راشدین مثلاً حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے ماخوذ ہے اور یہ حدیث صحیح مسلم میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور یہ حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اوران کے علاوہ فقہاء صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ماخوذ ہے اوران سرداروں کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ بغیر اُسوہ کے اسے اخذ کریں۔ اسی وجہ سے تابعین کے علماء میں سے کثیر کا یہی مذہب ہے اور یہی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مختار ہے اور آپ رضی اللہ عنہ کے علاوہ علماء کا پسندیدہ ہے' نماز شروع کرنے سے اس حدیث کے ثابت ہونے تک۔

اور محدثین میں سے بزرگ ترین حضرات کا یہی مذہب ہے' جیسے حضرت سفیان ثوری اور اسحاق بن راھویہ رحمہما اللہ۔ باقی رہی جرح وتعدیل تو وہ کئی جماعتوں کے حق میں علی وجہ الاختلاف واقع ہوتی ہے۔ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ اماموں میں سے ایک امام کسی راوی کو ''ضعیف'' کہتا ہے جبکہ دوسرے اسے ''ثقہ'' کہتے ہیں۔ اور اس حدیث کو تو ائمہ حدیث میں سے اعلام حضرات نے روایت کیا اور اس سے استدلال بھی فرمایا اور تحقیق اسے امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے ایک اور سند سے روایت کیا' ان کے راوی حسن اور رضا والے ہیں۔

1062 - اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے اپنی ''جامع'' میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کے وقت جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو ''اللّٰہ اکبر '' کہتے' پھر پڑھتے: ''سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدك ولا اله غيرك ''پھر کہتے: ''اللّٰہ اکبر

کبیـــرًا ''پھر پڑھتے: (ترجمہ:)''میں شیطان مردود سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جو سننے والا جاننے والا ہے'اس کے وسوسہ'مغرور بنانے اور جادو اور پھونک سے''۔اور فرمایا:

اور باب میں درج ذیل حضرات کی مرویات ہیں:

(1) حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ

(2) حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا

(3) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

(4) حضرت جابر رضی اللہ عنہ

(5) حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ

(6) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما

جبکہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث اس باب میں سب سے زیادہ مشہور حدیث ہے۔ یہ حدیث' اہلِ علم کی ایک پوری جماعت سے ماخوذ ہے۔ باقی رہی اہلِ علم کی اکثریت تو اُنہوں نے وہی کہا جو روایت کیا گیا ہے۔

1063- نبی کریم ﷺ کے حوالے سے مروی ہے کہ آپ ﷺ پڑھا کرتے تھے:''سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدك ولا اله غيرك''۔

اور اسی طرح حضرات عمر بن خطاب اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے اور اہلِ علم کے نزدیک یہ حدیث معمول بہ ہے' جن کا تعلق تابعین وغیرہ سے ہے حالانکہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث کی سند میں کلام بھی کیا گیا ہے اور حضرت یحیٰی بن سعید رحمہ اللہ' حضرت علی بن علی رحمہ اللہ کے بارے میں کلام کرتے ہیں۔ اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ کا قول ہے: یہ حدیث صحیح نہیں ہے۔

پھر حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کی

مذکورہ حدیث' کتاب میں روایت کی اور فرمایا: یہ ایسی حدیث ہے' جسے ہم صرف اس سند کے حوالے سے ہی جانتے ہیں جبکہ حضرت حارثہ کے حافظہ کے حوالے سے کلام کیا گیا ہے۔ جس طرح اسے مؤلف رحمہ اللہ نے روایت کیا تو ظاہر ہو گیا کہ کلام صرف اس سند میں ہے' جس میں حضرت حارثہ موجود ہیں۔ حضرت تورپشتی رحمہ اللہ کا کلام اپنے اختتام کو پہنچا اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ دوسری سند صحیح ہو' جس طرح ''لقوله واما اکثر اهل العلم الخ ''مذکور ہوا۔

1064- اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرات انس' عائشہ صدیقہ عفیفہ' ابوسعید' جابر' عبداللہ بن مسعود اور عمر رضی اللہ عنہم سے آغازِ صلوٰۃ روایت کیا: ''سبحانك اللّٰهم وبحمدك الٰى آخره''۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے علاوہ سے مرفوعاً مروی ہے' کیونکہ اُنہوں نے اسے ''موقوف'' روایت کیا جبکہ حضرت دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مروی کا رفع کیا' پھر فرمایا: محفوظ' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے' ان کے اس قول سے۔ اور صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بلند آواز سے یہ کلمات ادا فرمایا کرتے تھے اور اسے امام ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ' حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اور ان دونوں حضرات نے اسے ''ضعیف'' قرار دیا اور اسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے اپنے اس قول کے ساتھ روایت کیا' اور اسے حضرت سعید بن منصور رحمہ اللہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے اپنے اس قول سے روایت کیا۔

1065- اور حضرت شیخ رحمہ اللہ نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی حدیث' حضرات امام ترمذی' نسائی اور ابن ماجہ رحمہم اللہ سے روایت کی اور حضرت علی بن علی رحمہ اللہ کو ضعیف قرار دینے میں حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول نقل کیا' جس طرح ہم نے

Scanned with CamScanner

اسے نقل کیا۔ پھر فرمایا: حضرت علی بن علی رحمہ اللہ کو درج ذیل حضرات نے ثقہ قرار دیا ہے:

(1) حضرت وکیع رحمہ اللہ

(2) حضرت ابن معین رحمہ اللہ

(3) حضرت ابوزرعہ رحمہ اللہ

اور ان حضرات کو کافی قرار دیا اور فرمایا: جب فعل صحابہ، جیسے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ وغیرہ سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ نے اپنی نماز شروع کرنے کے بعد بلند آواز سے "سبحانك اللّٰهم الخ" پڑھا، جس کا مقصد (ابتدائے اسلام میں) لوگوں کو سکھانا تھا تا کہ انہیں وہ چیز یاد آ جائے جو انہیں بھول گئی، اس بات پر دلیل ہے کہ جس پر آپ ﷺ اپنی حیاتِ ظاہری کے آخر میں تھے اور جو کام آپ ﷺ نے اکثر کیا، اگرچہ ان کے علاوہ راوی سے مرفوع روایت کرنا، محدثین کرام کے طریقے کے مطابق زیادہ قوی ہے۔

کیا وہ نہیں دیکھتے کہ صحیحین میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے مروی ہے کہ آپ ﷺ تکبیر تحریمہ کہنے کے بعد قرأت سے پہلے تھوڑی دیر خاموش رہتے تو میں نے عرض کرنے کی جسارت کی: میرے ماں باپ آپ پر قربان! اے اللہ کے رسول! میں دیکھتا ہوں آپ تکبیر کہنے کے بعد (بظاہر) خاموش ہو جاتے ہیں، آپ (دل میں) کیا پڑھتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: میں پڑھتا ہوں: (ترجمہ:) "اے اللہ! میرے اور میری لغزشوں کے درمیان اس طرح دوری ڈال دے جس طرح تُو نے مشرق و مغرب کے درمیان ڈالی ہے۔ اے اللہ! مجھے اس طرح صاف ستھرا کر دے جس طرح سفید کپڑے کو میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے۔ اے اللہ! مجھے میری لغزشوں سے برف، پانی اور اَولوں کے ساتھ دھو دے"۔

Scanned with CamScanner

(اب) یہ حدیث، تمام حدیثوں سے زیادہ صحیح ہے، کیونکہ یہ متفق علیہ ہے۔ باوجود اس کے، چاروں اماموں میں سے کسی ایک امام نے بھی یہاں اس کے سنت ہونے کو تسلیم نہیں کیا۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ غیر مرفوع حدیث یا ایسی مرفوع حدیث کو جس کے ثبوت میں دوسری مرفوع حدیث کے مقابلے میں جرح کی گئی ہو، اس سے زیادہ عادل کی حدیث پر مقدم کر دیا جاتا ہے، جب وہ کئی قرینوں سے مل جائے کہ وہ حدیث آپ ﷺ سے صحیح ہے اور اس پر لگاتار عمل ہوا ہے۔ انتہیٰ!

1066- اور آپ یہ بات بھی اچھی طرح جان لیں کہ نماز میں دو سکتے یا کئی سکتے ہیں اور محدثین نے انہیں احادیث میں روایت کیا ہے۔ اور دو سکتوں کے حوالے سے شافعی حضرات جو بات کہتے ہیں، حدیث میں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے وارد ہوا، وہ فرماتے ہیں: دو سکتے ایسے ہیں جنہیں میں نے رسول کریم ﷺ سے یاد کیا۔ سو حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ نے انکار کیا تو ان دونوں نے حضرت اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ کی طرف لکھ کر بھیجا جو مدینہ منورہ میں تھے۔ تو حضرت اُبی رضی اللہ عنہ نے (جواب میں) لکھا: اگر حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے یاد کیا تو ٹھیک ہے۔ حضرت سعید رحمہ اللہ نے فرمایا: ہم نے حضرت قتادہ رحمہ اللہ سے عرض کی: یہ دو سکتے کیا ہیں؟ جب کوئی آدمی اپنی نماز میں داخل ہو اور جب وہ اپنی قرأت سے فارغ ہو۔

پھر اس کے بعد انہوں نے فرمایا: جب وہ ''ولا الضالین'' پڑھے۔ انہوں نے فرمایا: وہ اسے پسند کیا کرتے تھے، جب وہ قرأت سے فارغ ہوتے، پھر اس کے بعد فرمایا: اور یہ کہ وہ خاموش ہو یہاں تک کہ اس کا سانس اس کی طرف لوٹ آئے۔

اس حدیث کو امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

Scanned with CamScanner

1067- اور ان کے الفاظ ہیں: حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے نماز میں دو سکتے یاد کیے۔ حضرت سعید رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک سکتہ اس وقت ہے جب امام صاحب ''اللّٰہ اکبر'' کہیں یہاں تک کہ وہ قرأت شروع کریں اور ایک سکتہ اُس وقت ہے، جب وہ سورۂ فاتحہ پڑھ کر فارغ ہوں اور ایک سکتہ، رکوع کے وقت بھی ہے۔ سو حضرت عمران بن حصین رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا تو ان حضرات نے یہ بات لکھ کر حضرت اُبی رضی اللہ عنہ کی طرف مدینہ منورہ بھیجی تو اُنہوں نے حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی تصدیق کی۔

اور ایک روایت میں ہے: ایک سکتہ، اس وقت ہے جب نماز سے فارغ ہو۔

اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور باب میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی بھی موجود ہے اور حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، حسن حدیث ہے اور یہ بہت سارے علماء کرام رحمہم اللہ کا قول ہے، جو امام صاحب کیلئے اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ نماز کا آغاز کرنے کے وقت خاموش ہو جائے اور اپنی قرأت سے فارغ ہونے کے بعد بھی اور یہی قول حضرات امام احمد، اسحاق اور ہمارے اصحاب رحمہم اللہ کا ہے۔ انتہیٰ!

اور یہ بات آپ سے ضائع نہ ہو کہ تکبیر تحریمہ کے بعد پہلے سکتہ پر ائمہ کرام کا اتفاق ہے، اس میں ثناء پڑھی جاتی ہے جبکہ یہ سکتہ حقیقی نہیں ہے بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ بلند آواز سے کوئی چیز نہ پڑھی جائے اور دوسرا سکتہ، حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے اور اسی طرح حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک بھی (سنت ہے)۔

اور ایک سکتہ اور آیا ہے، جس کا مقام قرأت اور رکوع کے درمیان ہے، ہمارے نزدیک بھی اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک بھی ہے، سکتہ وہی پہلا ہی ہے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ اپنی کتاب ''الاذکار'' میں فرماتے ہیں:

Scanned with CamScanner

ہمارے اصحاب (شافعیہ) نے فرمایا: جہری نمازوں میں امام صاحب کیلئے چار سکتے ہیں:

(1) ان میں سے ایک تکبیر تحریمہ کے بعد ہے تاکہ ثناء پڑھی جا سکے۔

(2) دوسرا سورۂ فاتحہ سے فارغ ہونے کے بعد بہت تھوڑا سا سورۂ فاتحہ کے آخر اور آمین کے درمیان، یہ اس بات سے آگاہ کرنے کیلئے ہے کہ ''آمین'' سورۂ فاتحہ کا جزو نہیں ہے۔

(3) تیسرا آمین کے بعد لمبا سکتہ ہے، اس حیثیت سے کہ مقتدی سورۂ فاتحہ کی قرأت کر لے۔

(4) چوتھا، سورت سے فارغ ہونے کے بعد اس لیے ہے تاکہ اس کے ساتھ قرأت اور رکوع کی طرف جھکنے کی تکبیر کے درمیان فاصلہ کیا جا سکے۔ انتہیٰ!

سو ان کے نزدیک یہ تمام سکتے ثابت ہیں اور اُن کے نزدیک سنت یہ ہے کہ مقتدی جہری نماز میں خاموش ہو جائے (تاکہ امام سورۂ فاتحہ پڑھے اور وہ خاموشی سے سنے) اور خود (سورۂ فاتحہ) دوسرے سکتہ میں پڑھے۔

اور حضرت خرقی رحمہ اللہ کے کلام کی شرح میں حضرت زرکشی رحمہ اللہ نے حضرت ابو برکات رحمہ اللہ سے نقل کیا، جو مذہب امام احمد رحمہ اللہ کے ایک شیخ ہیں کہ مستحب طریقے کے مطابق نماز میں دو سکتے ہیں؟

پہلا ثناء پڑھنے کیلئے پہلی رکعت کے ساتھ خاص ہے۔

اور دوسرا قرأت مکمل کرنے کے بعد بالکل ہلکا سا ہے، تاکہ قاری کا سانس لوٹ آئے۔

اور ظاہر بات یہ ہے کہ علمائے احناف رحمہم اللہ کے نزدیک یہ سکتے ثابت نہیں ہیں، اور حضرات عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کا حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ پر اعتراض کرنا،

Scanned with CamScanner

حالانکہ وہ کبیر صحابی رضی اللہ عنہ ہیں، بھی حال کے پوشیدہ ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ بات بھی ہے کہ یہ دونوں ''سکتے'' ثابت ہونے کے بعد بھی سورت کا تصور کرنے، اسے مقدر کرنے اور جان کے آرام کیلئے ہیں۔ عبادت کے طور پر نہیں ہیں۔ یہاں تک کہ سنت بنیں، جس طرح صبح کی سنتیں پڑھنے کے بعد کچھ دیر لیٹنا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سنت ہے اور ہمارے اور امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک استراحت کیلئے ہے، عبادت کیلئے نہیں ہے۔ واللہ اعلم!

☆☆☆☆☆

نماز میں قرأت کا باب ☆

صاحب مشکوٰۃ نے اس باب میں کئی احادیث ذکر کی ہیں' سورۂ فاتحہ کی قرأت میں' بلند آواز سے "بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنے کے بارے میں' اور بغیر آواز بلند کیے پڑھنے کے بارے میں' امام کے پیچھے مقتدی کی قرأت کے بارے میں' بلند آواز سے "آمین" کہنے کے بارے میں' پہلی رکعت لمبی کرنے کے بارے میں' دوسری دو رکعتوں میں قرأت کے بارے میں' بعض نمازوں میں بعض سورتیں مخصوص کر کے پڑھنے کے بارے میں اور اس کے بغیر اور اس کی مثل چیزوں کے بارے میں جبکہ ان مطالب کے ثبوت میں ہمارے ہاں دیگر احادیث بھی ہیں' انہوں نے ان جیسی اور ان کی مثل روایت کی ہیں۔ پس اُنہوں نے اُن احادیث سے کم ہی تعرض کیا ہے۔ سو ہم نے صرف اختلاف والے مقامات ذکر کرنے پر اکتفاء کیا اور وہ نو (9) مقامات ہیں۔

پہلا مقام: سورۂ فاتحہ کی قرأت کے بارے میں

1068- آپ جان لیں کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت نماز کا ایک رُکن ہے جبکہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز میں فرض ہے اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک بھی' ان کے اس مذہب میں جو مشہور اور معروف ہے' اور ان دونوں حضرات نے حضرت

☆ نماز میں قرأت: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "تو تم قرآن سے جتنا آسان ہو پڑھ لیا کرو"۔ (المزمل:20)
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اہلِ کتاب میں سے (عبداللہ بن سلام وغیرہ رضی اللہ عنہم ایسے حضرات کا) ایک گروہ ایسا (بھی) موجود ہے جو رات کے اوقات میں اللہ کی آیتوں کو پڑھتے ہیں' جبکہ وہ (اللہ کے حضور) سربسجود ہوتے ہیں"۔ (آل عمران:113)
اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: "اور فجر کی نماز (قائم رکھو) بے شک فجر کی نماز میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں"۔ (بنی اسرائیل:78)

Scanned with CamScanner

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے استدلال کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی نماز نہیں جو سورۂ فاتحہ نہ پڑھے۔

اس حدیث کو موطا کے علاوہ ایک جماعت نے روایت کیا۔

1069- اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل پکڑی، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کوئی نماز پڑھی اور اس میں سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی تو وہ نماز نامکمل و ناتمام ہے۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین بار فرمائی۔

اور ایک روایت میں تین بار "خداج" کے الفاظ ہیں اور ساتھ "غیر تمام" (مکمل نہیں) کا لفظ ہے۔ سو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے عرض کی گئی: بے شک ہم امام صاحب کے پیچھے ہوتے ہیں؟

تو اُنہوں نے فرمایا: اسے اپنے دل میں پڑھ لیں، یعنی اسے سری طور پر (نہ کہ جہری طور پر) پڑھیں، اتنی آواز میں کہ صرف آپ خود سن سکیں۔

1070- اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ کی ایک روایت میں ہے اور اُنہوں نے فرمایا: آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں نداء دوں کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت کے بغیر نماز نہیں۔

اور احادیث، اُس آدمی سے نماز کی نفی میں کثیر منقول ہیں، جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی، وہ کئی سندوں سے آئی ہیں۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے ایک روایت میں ہے جبکہ اس بارے میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب صراحت معروف نہیں ہے۔ قرآن کی ایک آیت کی تلاوت اور قرأت کافی ہے۔ جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

"تو تم قرآن سے جتنا آسان ہو، پڑھ لیا کرو"۔ (مزمل:20)

اور آپ ﷺ کا دیہاتی کو حکم فرمانا: تُو قرآن سے جتنا آسان تیرے پاس (یاد) ہے، پڑھ لیا کر۔

اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کی دلیل کا جواب یہ ہے کہ اس کی دلالت مشترک ہے، کیونکہ نفی نہ تو مرکب پر وارد ہو سکتی ہے اور نہ ایسے مفرد پر جس کی پہلے ہی نفی کر دی گئی ہو اور وہ خبر، جو جار کے متعلق ہوتی ہے، وہ محذوف ہوتی ہے۔ سو اس کی صحت کی تقدیر ممکن ہو تو وہ ان کے مذہب کے موافق ہوگی، یا اس کی تکمیل ممکن ہو تو ان کے مذہب کے مخالف ہوگی۔

اور درج ذیل حدیث کی مثل میں دوسری صورت فرض کی جائے گی۔ مسجد کے پڑوسی کی نماز، مسجد میں ہی درست ہوگی اور بھاگے ہوئے غلام کی نماز درست نہیں (جب تک وہ واپس نہ آ جائے)۔ پس اس جگہ بھی تقدیر ہوگی اور وہ ہے: "تَيَقُّنٌ" (یقین حاصل کرنا)۔

ایک اعتراض اور ہوتا ہے کہ جار اور استقراء کی خبر واقع ہونے والے مجرور کا متعلق عام ہوتا ہے تو تقدیر کلام یہ ہوگی: "لا صلٰوۃ کائنۃ او موجودۃ" (نماز ہونے والی نہیں یا موجود ہی نہیں)۔ اور شرعی لحاظ سے "عدم کون" اور "عدم صحت" ہے جبکہ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے: اُس آدمی کی نماز جائز نہیں، جس نے سورۂ فاتحہ نہیں پڑھی۔

اسے امام دارقطنی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور اس کی سند بھی صحیح ہے، اسی طرح "کتاب خرقی" کی شرح میں ہے: یہی اصل ہے۔ مسجد کے پڑوسی کی نماز نہیں ہوتی (مگر مسجد میں) اور اس جیسی حدیثوں کے برعکس۔

پس اگر اعتراض کیا جائے کہ صحت پر دلیل نے مراد کے خاص یعنی کامل ہونے کو واجب کر دیا۔ سو وہ جار کے حذف سے ہوگی نہ کہ جار اور مجرور کے خبر واقع ہونے سے

Scanned with CamScanner

ہوگی۔ اور اس مناقشہ کے راہ پکڑنے کی وجہ سے صاحب ہدایہ رحمہ اللہ نے اس بات کی طرف عدول کیا کہ آیت، قطعی ہے۔ پس خبر واحد کے ساتھ اس پر زیادتی جائز نہیں کیونکہ خبر واحد ظنی ہوتی ہے اور وہ چیز جو ظنی الدلالت ہوتی ہے، وہ عمل کو واجب کرتی ہے تو ہم نے اس کے وجوب کا نہ کہ فرض ہونے کا قول کیا، تا کہ ظنی سے قطعی کا باطل کرنا لازم نہ آئے۔

بہر حال! وہ چیز، جو دوسری حدیث میں آئی ہے، پس وہ خداج یعنی ناقص ہے اور مصدر کو صفت کے قائم مقام رکھا گیا ہے، یعنی نقصان والی ہے۔ سو وہ اس بات کی صلاحیت رکھتی ہے کہ دونوں فریقوں کی دلیل بن سکے جبکہ دلیل کا ظاہر، علمائے احناف کے ساتھ ہے، کیونکہ یہ عبارت نماز کے بعد دعا کے ترک میں واقع ہوئی ہے، جس طرح (پیچھے) گزرا۔ اور یہ فرض نہیں ہے بلکہ واجب بھی نہیں ہے بلکہ یہ کمال درجے کی قوت میں مبالغہ ہے۔ اور جو بات اُنہوں نے ''کتاب خرقی'' کی شرح میں کہی کہ خِداج کا معنی ''ذات میں نقصان'' ہے۔ پس یہی تو محلِ نزاع ہے، اگرچہ اسے لغت کے بعض اماموں نے حکایت کیا ہے۔ واللہ اعلم ہٰذا۔

(اور اللہ تعالیٰ سب سے بہتر جاننے والا ہے، اسے مضبوطی سے پکڑلو!)

اور جہاں تک تعلق ہے، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے دلیل حاصل کرنے کا: ''نماز، میرے اور میرے بندے کے درمیان تقسیم ہے'' آگے حدیث مکمل کرلیں۔ سو یہ بھی کسی اعتراض سے خالی نہیں ہے کیونکہ اس تقسیم کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ نماز میں سورۂ فاتحہ، فرض ہو۔ سو یہ اُس کا رُکن بن گئی، جس طرح یہ بات مخفی نہیں ہے۔

اور حضرت شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرمایا: یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس بات پر استدلال ہے کہ سورۂ فاتحہ کی قرأت فرض

ہے خواہ نمازی امام ہو یا مقتدی ہو۔

انہوں نے فرمایا: اس کی توجیہ یہ ہے کہ مراد سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہے اور کیونکہ کُل کا اطلاق جزء پر ہوتا ہے (یعنی کُل جزء پر مشتمل یا محمول ہوتا ہے) منع کرنے والوں نے اس (فاتحہ) کی شرط اس لیے لگائی ہے کہ یہ نماز کے اجزاء میں سے سب سے بڑا جزو ہے تو نماز کی صحت کا دارومدار اسی پر ہوگا' جس طرح حج کا دارومدار وقوفِ (میدانِ) عرفات پر ہے اور اس میں مقتدی وغیرہ کا فرق نہیں ہوگا۔ انتہیٰ!

اس میں پوشیدگی ہے' کیونکہ عربی لغت والوں کے طریقے پر یہ استدلال' حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان کے خلاف ہے' وہ اس کو معتبر نہیں سمجھیں گے اور یہ بات بھی ہے کہ اس میں نماز کا سورۂ فاتحہ پر مشتمل ہونا ہی کافی ہے اور نماز میں اس کا پڑھا جانا گرچہ سنت سمجھ کر پڑھی جائے' چہ جائیکہ یہ واجب ہو اور علاقہ' جزئیت میں منحصر نہیں ہوتا بلکہ اس میں جواز بھی کفایت کر جاتا ہے' جس طرح اپنے مقام پر اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ دلیل' اس طریقے سے حاصل کی گئی ہو' جب سورۂ فاتحہ کی یہ شان ہے تو ضروری ہے کہ نماز میں اسے حتمی طور پر پڑھا جائے۔ یا یہ کہا جائے کہ جب حدیث اس بات پر دلالت کر رہی ہے کہ ساری کی ساری نماز سورۂ فاتحہ ہی ہے تو کم از کم یہ اس کا جزو تو ضرور ہوگی۔ ان دونوں توجیہات میں جو بات ہے' وہ مخفی نہیں ہے۔ سو آپ غور و فکر کر لیں۔

دوسرا مقام: امام صاحب کے پیچھے مقتدی کا قرأت کرنا

پس ہمارا حق بنتا ہے کہ مذاہب ذکر کریں' پھر احادیث مبارکہ کا تذکرہ کریں' پھر ہم حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو ثابت کریں۔

تو آپ جان لیں کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب' مقتدی پر بھی سری و جہری

Scanned with CamScanner

دونوں نمازوں میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے اور سورۂ فاتحہ کے علاوہ کا پڑھنا بھی جائز ہے۔

اور ایک قول کے مطابق حضرات امام احمد، امام مالک اور امام شافعی رحمہم اللہ کا مذہب صرف سرّی نماز میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا ہے اور جہری نماز میں اپنے امام کی قرأت سننا ہی اسے کافی ہو گا اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے بعض شاگردوں کے نزدیک (مقتدی) سورۂ فاتحہ جہری نماز میں اس وقت پڑھے گا، جب امام سکتے کرے گا۔

اور ان میں سے بعض کے نزدیک اگر مقتدی اپنے امام صاحب سے دور یا ایک طرف ہونے کی وجہ سے قرأت نہیں سن پا رہا تو وہ سورۂ فاتحہ پڑھے گا۔ اس کا معنی ہے: جہری نماز میں اور اگر قرأتِ (فاتحہ) نہ بھی کی تو اس کی نماز مکمل ہو گی، کیونکہ جس آدمی کا کوئی امام ہو تو امام صاحب کی قرأت ہی اس کی قرأت شمار ہو گی، اور یہ واجب نہیں ہو گی اور یہی وہ چیز ہے جس پر نص قائم کی گئی ہے اور اُن کے شاگردوں کے نزدیک حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی اس حدیث کے عموم سے فائدہ حاصل کر کے یہی معروف ومشہور ہے، امام صاحب مقرر ہی صرف اس لیے کیے جاتے ہیں کہ ان کی اقتداء کی جائے۔ پس جب امام صاحب "اللہ اکبر" کہیں تو مقتدی بھی "اللہ اکبر" کہیں اور جب امام صاحب قرأت کرنے لگیں تو (قرآن کریم کے حکم پر عمل کرتے ہوئے) مقتدیوں کو خاموش رہنا چاہیے۔

اس حدیث کو (صحاح ستہ میں سے) امام ترمذی کے علاوہ پانچ حضرات نے روایت کیا اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے اس حدیث کو "صحیح" کہا ہے۔ شرح کتاب خرقی میں اسی طرح ہے۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب یہ ہے کہ مقتدی نہ تو سری نماز میں پڑھے گا اور نہ ہی جہری نماز میں پڑھے گا، اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

"اور جب قرآن پڑھا جائے تو اسے کان لگا کر سنو اور خاموش رہو تا کہ تم پر رحم کیا جائے" (اعراف:204)۔

اور حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا کہ اُنہوں نے فرمایا: تمام مفسرین کرام اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت نماز کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ایک قول یہ بھی ہے کہ یہ صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے اسّی (80) حضرات سے مروی ہے' ان میں سے چاروں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم ہیں۔ لیکن "ہدایہ شریف" میں صاحب کتاب نے فرمایا: احتیاط کے طریقے پر یہ مستحسن ہے۔ اس کے مطابق جو حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے روایت کی جاتی ہے' دوسرے دونوں حضرات کے نزدیک یہ مکروہ ہے۔ اس وجہ سے کہ اس میں وعید ہے' پھر یہ بات بھی ہے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک مقتدی سری طور پر پڑھے گا' اگرچہ جہری نماز میں ہو۔

اور حضرت شیخ رحمہ اللہ کی شرح میں ہے: تحقیق اُمت کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقتدی کیلئے بلند آواز سے سورۂ فاتحہ پڑھنا مکروہ ہے' اگرچہ وہ اپنے امام کی قرأت نہیں سن رہا ہے اور اماموں کے دلائل وہ حدیثیں ہیں جن کو ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ!

1071- اور ہماری دلیل آپ ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے: "جس آدمی کا امام ہو تو امام کی قرأت' اس کی قرأت ہے"۔

ہدایہ شریف میں صاحب ہدایہ نے فرمایا: اور اس پر حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے۔

حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: پس جب یہ صحیح ہے تو عمومِ حدیث کو مدمقابل کے طریقے سے مطابق مطلقاً خاص کرنا ضروری ہوا اور ہمارے طریقے کے مطابق تخصیص ہوگی' کیونکہ یہ ایسا عام ہے جس کے بعض افراد کو خاص کر لیا گیا اور وہ (فرد) اجماعی طور پر رکوع میں ملنے والا ہے۔ سو اس کے بعد مقتدی کے ساتھ اس کی

تخصیص مذکور حدیث سے آئی ہے' تمام دلیلوں کے درمیان تطبیق کرتے ہوئے بلکہ یوں کہا جائے گا: قرأت' مقتدی سے شرعی لحاظ سے ثابت ہے' کیونکہ امام صاحب کی قرأت اس کی قرأت ہے۔ پس اگر (اس کے بعد بھی) وہ قرأت کرے تو اس کی دو قرأتیں ہو جائیں گی اور یہ جائز نہیں۔ انتہی!

1072- اور حضرات ائمہ رحمہم اللہ نے حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے' وہ فرماتے ہیں: فجر کی نماز تھی اور ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے کھڑے ہونے کا شرف حاصل تھا۔ پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرأت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قرأت گراں ہوئی (یعنی بوجھل ہوئی)۔ سو جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (نماز سے) فارغ ہوئے تو فرمایا:

"یوں لگتا ہے' جیسے تم اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو؟ ہم نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم سورۂ فاتحہ کے علاوہ کچھ قرأت نہ کرو' کیونکہ جس نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھی' اس کی نماز نہیں ہو گی"۔

1073- اور ایک روایت میں ہے: میرا خیال ہے کہ تم اپنے امام کے پیچھے قرأت کرتے ہو' پس تم سورۂ فاتحہ کے سوا کچھ قرأت نہ کیا کرو' اس شخص کی نماز نہیں ہو گی جو سورۂ فاتحہ نہیں پڑھتا ہے اور یہ بھی ہے۔

1074- جب امام بلند آواز سے قرأت کر رہا ہو تو تم قرآن میں سے کوئی چیز قرأت نہ کرو۔

اس حدیث کو حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا اور انہیں سے روایت ہے: جو آدمی امام کے پیچھے نماز پڑھے' اسے چاہیے کہ وہ سورۂ فاتحہ پڑھے۔

اسے حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے۔

Scanned with CamScanner

1075- اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ایک نماز سے سلام پھیرا' جس میں آپ ﷺ نے بلند آواز سے قرأت کی تھی تو فرمایا: کیا ابھی تم میں سے کسی آدمی نے میرے ساتھ قرأت کی؟ تو ایک آدمی نے عرض کی: ہاں! اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا: میں (اپنے دل میں) کہہ رہا تھا: مجھے کیا ہے' قرآن کی قرأت میں میرے ساتھ مقابلہ کیا جا رہا ہے۔ راوی کا بیان ہے: پس لوگ آپ ﷺ کے ساتھ قرأت کرنے سے رُک گئے' صرف اُن نمازوں میں جن میں بلند آواز سے قرأت کی جاتی ہے' صرف اسی وقت جب وہ رسول کریم ﷺ سے قرأت سن رہے ہوتے تھے۔

اس حدیث کو حضرات امام مالک' احمد' ابوداؤد' ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا اور حضرت ابن ماجہ رحمہ اللہ نے اس جیسی روایت کی۔

مطلقاً قرأت منع: اور تحقیق ایسی احادیث بھی آئی ہیں جو قرأت سے مطلقاً منع کرتی ہیں۔ سو حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا: جب امام "اللہ اکبر" کہے تو تم بھی "اللہ اکبر" کہو اور جب وہ قرأت کرے تو تم خاموش رہو۔

اور اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے' لیکن وہ جہری نمازوں کے متعلق ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اور بیاضی رحمہ اللہ سے مروی ہے' وہ دونوں فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نمازی اپنے رب سے مناجات (سرگوشیاں) کرتا ہے' پس اسے چاہیے کہ وہ دیکھے' جس چیز کے ساتھ وہ اللہ سے مناجات کرتا ہے اور تم ایک دوسرے پر آواز بلند نہ کرو۔

اور ایک روایت میں ہے: تم اپنی آوازوں کو بلند نہ کرو' ایسا نہ ہو کہ تمہاری آوازیں ایمان والوں کیلئے تکلیف کا باعث ہوں۔

Scanned with CamScanner

اور اصل (روایت) جس میں ہمارے لیے اعتماد (واطمینان) کا سامان ہے، آپ ﷺ کا فرمان ہے: وہ شخص، جس کا امام ہو تو اس کے امام کی قرأت اس کی قرأت ہے۔

اس حدیث مبارکہ کی تصحیح کے حوالے سے کلام باقی رہ گیا۔ حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تحقیق یہ حدیث، کئی سندوں سے روایت کی گئی ہے، مرفوعاً حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُنہوں نے رسول کریم ﷺ سے روایت کی اور تحقیق اسے ضعیف قرار دیا گیا اور ضعیف قرار دینے والوں نے اس کے مرفوع ہونے کے باوجود اعتراف بھی کیا۔ مثلاً دارقطنی، بیہقی اور ابن عدی رحمہم اللہ نے کہ صحیح قول یہ ہے کہ یہ مرسل ہے، کیونکہ حفاظِ حدیث مثلاً دونوں سفیان، ابواحوص، شعبہ، اسرائیل، شریک، ابوخالد دالانی، جریر، عبدالحمید، زاید اور زہیر رحمہم اللہ نے اسے حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے روایت کیا، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے اور اُنہوں نے نبی کریم ﷺ سے روایت کیا۔ پس ان حضرات نے اسے مرسل روایت کیا اور ایک بار تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بھی اسے مرسل روایت فرمایا۔ اور مرسل حدیث، اکثر اہلِ علم کے نزدیک حجت ہے۔ سو وہ ہمیں کافی ہو گی۔ پس ہمارے قیاس کے مطابق اس پر عمل کرنے کو ترجیح دی جائے گی۔ اور مرسل کی حجیت پر اور اس کے حجت ہونے سے تنزل کی تقدیر پر دلیل قائم کرنے کے ساتھ الزام کے طریقے پر بھی۔

تحقیق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اسے سندِ صحیح کے ساتھ مرفوع بھی روایت کیا ہے۔

(حنفی امام) حضرت محمد بن حسن رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں روایت کیا، وہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے خبر دی، اُنہوں نے فرمایا: ہمیں

Scanned with CamScanner

حضرت ابوالحسن موسیٰ بن ابو عائشہ رحمہ اللہ نے خبر دی، اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن شداد رحمہ اللہ سے روایت کیا، اُنہوں نے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے اور اُنہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے کسی امام کے پیچھے نماز پڑھی تو بے شک امام کی قرأت، اس کی قرأت شمار ہوگی۔

اور ان حضرات کا قول کہ حفاظِ حدیث، جن کی اتنی تعداد ہے، اُنہوں نے اسے مرفوع روایت نہیں کیا، صحیح نہیں ہے، کیونکہ ان میں سے بعض جیسے دونوں سفیان، شریک، جریر اور زہیر رحمہم اللہ نے اسے سندِ صحیح کے ساتھ مرفوع روایت کیا ہے۔ بعض نے شیخین (بخاری و مسلم) رحمہم اللہ کی شرط پر اور بعض نے حضرت امام مسلم رحمہ اللہ کی شرط پر اور ثقہ راوی اگر اکیلا بھی ہو تو اس کا قول ثابت ہوتا ہے، کیونکہ رفع، ثقہ راوی کی زیادتی ہے اور وہ مقبول ہے، سو کیسے (قبول نہ ہوگی) جبکہ وہ اکیلا بھی نہیں ہے۔

1076- اور ثقہ راوی کبھی حدیث کو "مسند" ذکر کرتا ہے اور کبھی "مرسل" ذکر کرتا ہے اور اسے حضرت ابن عدی رحمہ اللہ نے ایک ترجمہ میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اس میں ایک قصہ کا ذکر بھی کیا اور اس قصہ کو حضرت ابوعبید حاکم رحمہ اللہ نے بھی روایت کیا، لیکن حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے حضرت موسیٰ بن ابی عائشہ رحمہ اللہ سے "مسند" ذکر کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے ایک آدمی تھا تو اس نے اپنی قرأت کی۔ سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان میں سے ایک صحابی اسے قرأت سے منع کرنے لگے۔

پس جب اُس آدمی نے سلام پھیرا تو دوسرا آدمی اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: کیا تُو مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے قرأت کرنے سے روکتا ہے؟ ان دونوں کا آپس میں جھگڑا ہو گیا، یہاں تک کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہِ عالیہ میں اس کا

Scanned with CamScanner

تذکرہ کیا گیا۔

1077- تو آپ ﷺ نے فرمایا: جو آدمی امام کے پیچھے نماز پڑھے تو بے شک اس کے امام کی قرأت‘ اس کی قرأت ہے۔

اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ یہ ظہر یا عصر میں تھا۔ اور حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ان میں سے بعض حضرات کا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت کو ضعیف قرار دینا‘ عجیب ہے‘ باوجود اس کے کہ روایت میں اسے انتہا تک لے جانا بھی مشکل ہے یہاں تک کہ اُنہوں نے جوازِ روایت کیلئے تذکّر کی شرط لگائی ہے‘ اس بات کا علم ہونے کے بعد کہ اُنہوں نے اسے یاد کیا حالانکہ حفاظِ حدیث نے اس بات کی شرط نہیں لگائی اور صاحبین رحمہما اللہ نے بھی ان کی موافقت نہیں کی (عجیب بات ہے)۔

پھر تحقیق مذکورہ سندوں کے علاوہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے کثیر سندوں کے ساتھ آنے کی وجہ سے یہ حدیث مضبوط وقوی ہو جاتی ہے‘ اگرچہ ضعیف ہے اور مذاہب صحابہ علیہم الرضوان سے یہاں تک کہ مصنف رحمہ اللہ نے یعنی صاحب فرمایا کہ اس پر صحابہ کرام علیہم الرضوان کا اجماع ہے۔

1078- اور مؤطا امام مالک رحمہ اللہ میں حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے‘ اُنہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت کیا کہ وہ امام کے پیچھے قرأت نہیں کیا کرتے تھے۔

اور اسے حضرت ابن عدی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ نے ”معجم الاوسط“ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کیا‘ وہ اسے مرفوع روایت کرتے ہیں۔

1079- حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے ”شرح معانی الآثار“ میں روایت کیا‘

Scanned with CamScanner

حضرات عبداللہ بن عمرٗ زید بن ثابت اور جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا گیا تو اُنہوں نے جواب دیا: وہ امام کے پیچھے نماز میں سے کوئی چیز نہیں پڑھے گا۔

1080- اور حضرت محمد بن حسن رحمہ اللہ نے اپنی ''مؤطا'' میں روایت کیا: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے امام کے پیچھے قرأت کے حوالے سے سوال کیا گیا؟ اُنہوں نے فرمایا: خاموش رہا کرٗ تجھے تیرا امام کافی ہے۔

1081- حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: کوئی آدمی امام کے پیچھے قرأت کرتا ہے، میری خواہش ہے، اس کے منہ میں آگ کا انگارہ ہو۔ اور ایک روایت میں ہے: اس کے منہ میں پتھر کا ٹکڑا ہو۔

1082- اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہےٗ وہ فرماتے ہیں: امام کے پیچھے قرأت کرنے والے کے منہ میں پتھر نہیں ہے (بلکہ ہونا چاہیے تاکہ وہ قرأت نہ کر سکے)۔

1083- اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے حضرت حماد بن سلمہ رحمہ اللہ عنہ سے روایت کیا، اُنہوں نے حضرت ابوجمرہ رحمہ اللہ عنہ سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا: کیا میں قرأت کر سکتا ہوں، اس حال میں کہ میرے سامنے امام موجود ہیں؟

اُنہوں نے جواب دیا: نہیں! اور حضرت ابن ابوشیبہ رحمہ اللہ نے اپنی مصنف میں روایت کیا۔

1084- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: امام کے پیچھے قرأت نہیں کی جائے گی خواہ وہ بلند آواز سے قرأت کرے یا آہستہ آواز سے قرأت کرے۔

1085- اور حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا، آپ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جس آدمی نے امام کے پیچھے

Scanned with CamScanner

قرأت کی تو وہ دینِ فطرت سے ہٹ گیا۔

اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور صاحب ہدایہ رحمہ اللہ کا قول ہے کہ بربنائے احتیاط مستحب ہے، بمطابق اس روایت کے جو حضرت محمد رحمہ اللہ سے کی جاتی ہے۔

یہ عبارت تقاضا کرتی ہے کہ یہ ان سے ظاہر روایت نہیں ہے اور یہ وہی ہے جو ''ذخیرہ'' میں ان کے قول سے ظاہر ہوتا ہے۔

اور ہمارے (احناف) کے بعض مشائخ رحمہم اللہ نے ذکر فرمایا کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے قول کے مطابق مکروہ نہیں ہے اور شیخین رحمہما اللہ کے قول کے مطابق مکروہ ہے۔ پھر انہوں نے چوتھی فصل میں فرمایا کہ مکروہ ہے۔ سو موافقت ہوگئی کہ حضرت محمد رحمہ اللہ کا قول، شیخین رحمہما اللہ کے قول کی طرح ہے، کیونکہ ان کی کتابوں میں ان کی عبارات میں اس کی صراحت موجود ہے۔

صاحب ''معانی الآثار'' رحمہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا: اور ہم اسی کو اختیار کرتے ہیں اور ہم امام کے پیچھے قرأت کرنے کی رائے نہیں رکھتے، خواہ اس میں بلند آواز سے قرأت کی جائے یا بلند آواز سے نہ کی جائے۔ پھر ''معانی الآثار'' کی اسناد میں استمرار ہے اور انہوں نے اپنی ''موطا'' میں قرأت سے منع کے بارے میں جو روایات کی گئیں، ان کے بعد فرمایا: جو روایت کیا گیا کہ امام کے پیچھے جہری و غیر جہری نماز میں قرأت کا تصور نہیں ہے، اسی کے ساتھ اخبار آئی ہیں۔

اور فرمایا: صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کئی ایک کے قول کے مطابق اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ دو دلیلوں میں سے قوی دلیل پر عمل کرنے میں ہی احتیاط ہے۔

یہ حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کا قول تھوڑا مختصر کر کے پیش کیا گیا ہے اور اُمید ہے

Scanned with CamScanner

کہ یہ مخل نہیں ہوگا۔ پھر ''مؤطا امام محمد'' میں حضرت محمد رحمہ اللہ کا کلام اس بارے میں اخبار و آثار سے بھرا ہوا ہے۔ سو آپ وہاں غور وفکر فرمائیں۔ واللہ اعلم!

تیسرا مقام: تسمیہ کے ساتھ جہر اور عدم جہر

1086- تحقیق احادیث' مختلف وارد ہوئیں اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ' حضرات ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ عنہما ''الحمد للہ رب العالمین '' سے (بلند آواز سے) نماز شروع کیا کرتے تھے (یعنی اس سے پہلے جو پڑھتے تھے' وہ آہستہ آواز میں ہی پڑھتے تھے)۔

اسے حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

حدیث کا ظاہری معنی تو یہی ہے کہ وہ حضرات ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' نہیں پڑھتے تھے' لیکن یہ مراد نہیں ہے کیونکہ نماز میں تسمیہ کے پڑھنے پر اجماع ہے' اس میں کسی ایک فرد نے بھی اختلاف نہیں کیا' خواہ یہ سورۂ فاتحہ کا جز ہو' جس طرح حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔ یا جزء نہ ہو' جس طرح ہمارے (احناف کے) نزدیک ہے' لیکن حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ کے نزدیک صرف نماز کی ابتداء میں۔ پس یہ نماز کی کنجی ہے' جس طرح ''اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم''۔

اور انہیں سے ایک روایت میں ہے اور وہی مذہب ان کے صاحبین کا ہے' (یعنی) ہر رکعت کی ابتداء میں' کیونکہ ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم '' قرأت کی کنجی ہے' اور ہر رکعت ایک مستقل نماز کی طرح ہے' اس میں بربنائے احتیاط (تسمیہ پڑھنا ہوگا)۔ علماء کرام کے اس اختلاف کی وجہ سے نہیں کہ یہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا جائز ہے یا سورۂ فاتحہ اور دوسری سورت کے درمیان فاصلہ ڈالنے کیلئے مگر حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک صرف اس نماز میں جو آہستہ آواز میں پڑھی جاتی ہے اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ کا مطلقاً مذہب یہی ہے۔

Scanned with CamScanner

سو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے حدیث میں تاویل کر کے معنی یہ بیان کیا کہ اس سے مراد ہے: وہ اس سورۃ سے (اپنی نمازوں کا) آغاز کیا کرتے تھے، جس طرح کہا جاتا ہے: ''قل ھو اللہ احد'' کی قرأت، یعنی وہ سورت جس کی ابتداء میں ''قل ھو اللہ احد'' ہے اور کہا جاتا ہے: ''الحمد للہ رب العالمین'' کی قرأت، یعنی وہ سورت جس سے پہلے ''الحمد للہ رب العالمین'' ہے اور یہ تاویل بعید از قیاس نہیں ہے۔

1087- اور اس حدیث کی ایک دوسری تاویل بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ راوی نے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' کی نفی کی روایت نہیں کی بلکہ اسے بلند آواز سے پڑھنے کی نفی کی ہے، کیونکہ نبی کریم ﷺ، صحابہ کرام علیہم الرضوان اور (خصوصاً) خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے بارے میں صحیح ثابت ہے کہ وہ بلند آواز سے تسمیہ نہیں پڑھتے تھے۔ اگرچہ جہری نماز ہی کیوں نہ ہوتی جس طرح ہمارا (احناف کا) اور حضرت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا مذہب ہے۔

حضرت شیخ علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض حفاظِ حدیث کا قول ہے: جہر کے بارے میں کوئی حدیث صریح نہیں ہے مگر اس میں محدثین کے نزدیک مقال ہے۔ اسی وجہ سے ''مسانید مشہورہ'' والوں نے اعراض کیا اور اُنہوں نے اس میں سے کچھ بھی روایت نہ کیا، ساتھ اس کے ان کی کتابیں احادیث ضعیفہ پر بھی مشتمل ہیں۔

اور حضرت دار قطنی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: جہر کے حوالے سے نبی کریم ﷺ سے کوئی صحیح حدیث مروی نہیں ہے، اور انہیں کے بارے میں یہ روایت بھی ہے کہ اُنہوں نے مصر میں بلند آواز سے ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھنے کے بارے میں ایک کتاب لکھی۔ پس بعض مالکی حضرات نے قسم اُٹھائی کہ اسے صحیح مشہور کریں، تو اُنہوں نے کہا: جہر کے بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں ہے۔

اور حضرت خارجی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جہر کی حدیثیں اگرچہ صحابہ کرام علیہم

الرضوان کے ایک گروہ سے مروی ہیں، لیکن ان میں سے اکثر شائبوں سے خالی نہیں ہیں (یا محفوظ نہیں ہیں)۔

1088- اور حضرات امام طحاوی اور ابو عمرو بن عبد الرحمٰن رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے جہر روایت کیا۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے بلند آواز سے بسملہ نہیں پڑھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کا وصال ہوا۔ پس حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت سے تعارض کی بظاہر ایک شکل ہوگی، سو اگر صحیح ثابت ہو جائے تو کبھی کبھی اس کے واقع ہونے پر، یعنی صحابہ کرام علیہم الرضوان کی تعلیم کیلئے ایسا کیا، کیونکہ یہ نماز (عشاء) میں اسے پڑھا جاتا تھا۔

1089- اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے حضرت امام مسلم رحمہ اللہ کی روایت میں ہے: میں نے نبی کریم ﷺ، حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں پڑھیں۔ سو میں نے ان میں سے کسی ایک ہستی کو بھی (بلند آواز سے) "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھتے ہوئے نہیں سنا۔

اسے حضرات امام احمد اور نسائی رحمہما اللہ نے ایسی سند کے ساتھ روایت کیا، جو صحیح کی شرط کے مطابق ہے۔

1090- اور اس میں ہے: میں نے نبی کریم ﷺ، حضرات ابوبکر، عمر اور عثمان رضی اللہ عنہم کے پیچھے نمازیں ادا کرنے کا شرف حاصل کیا اور وہ سارے کے سارے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" آہستہ آواز سے پڑھتے تھے۔

اسے حضرت ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1091- اور حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ نے اس حوالے سے روایت کی کہ رسول کریم ﷺ، حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم "بسم

Scanned with CamScanner

اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ‘‘ آہستہ آواز میں پڑھا کرتے تھے۔ اور متقدمین تابعین بھی اور یہی مذہب حضرات امام ثوری اور ابن مبارک رحمہما اللہ کا ہے۔ اور حضرات ابن عبدالبر اور ابن منذر رحمہما اللہ فرماتے ہیں: اور یہی حضرات ابن مسعود، ابن زبیر، عمار بن یاسر، عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم، حکم، حسن، شعبی، نخعی، اوزاعی، عبداللہ بن مبارک، قتادہ، عمر بن عبدالعزیز، اعمش، زہری، مجاہد، حماد، ابن ابوعبید، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ کا قول ہے۔

1092- اور حضرات امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُنہوں نے یزید بن عبداللہ بن مغفل رحمہ اللہ سے روایت کی کہ اُنہوں نے ایک امام کے پیچھے نماز پڑھی تو ’’بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ‘‘ بلند آواز سے پڑھی، پس اُنہوں نے آواز دی: اے اللہ کے بندے! بے شک میں نے رسول کریم ﷺ کے پیچھے نماز ادا کرنے کی سعادت پائی، حضرات ابوبکر صدیق، عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کے پیچھے بھی، میں نے ان میں سے کسی ایک ہستی کو بھی بلند آواز سے قرأت کرتے ہوئے نہیں سنا۔

1093- اور تحقیق صحیح ابن خزیمہ، ابن حبان اور نسائی رحمہم اللہ کی صحیح میں حضرت نُعیم رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے پیچھے نماز پڑھی تو اُنہوں نے ’’بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم ‘‘ پڑھی، پھر سورۂ فاتحہ پڑھی، یہاں تک کہ ’’ولا الضالین ‘‘ تک پہنچے، پھر کہا: ’’آمین‘‘۔ پھر جب سلام پھیرا تو کہا: قسم ہے اُس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے! بے شک تم سب کی نسبت میری نماز رسول کریم ﷺ کے زیادہ مشابہ ہے۔

حضرت ابن خزیمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی صحت میں اہلِ معرفت کے نزدیک کوئی شک نہیں ہے۔

لیکن یہ حدیث جہر کو مستلزم نہیں کیونکہ یہ بات بھی ممکنات میں سے ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے آہستہ پڑھنے کے باوجود حضرت نُعیم رحمہ اللہ کو سن لیا ہو، کیونکہ

Scanned with CamScanner

اس کا تعلق ایک ایسی بات سے ہے کہ جو متحقق اور ثابت ہے بشرطیکہ وہ (امام) اسے پوشیدہ کرنے میں مبالغہ نہ کرے' ساتھ یہ بات بھی ہے کہ مقتدی' امام کے قریب ہو اور جو معنی ''صریح'' ہے۔

1094- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' رسول کریم ﷺ بلند آواز سے ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھا کرتے تھے۔ اور جہر والی روایت کے بارے میں حضرت حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (یہ حدیث) بغیر کسی علت کے صحیح ہے اور حضرت دارقطنی رحمہ اللہ نے بھی اسے صحیح قرار دیا اور جہر میں یہ حدیث کی مثل ہے۔
حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ کا کلام ختم ہوا۔

1095- اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس کیلئے دو باب باندھے' ان میں سے ایک باب بلند آواز سے ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' ترک کرنے کے بارے میں ہے' سو حضرت ابن عبداللہ بن مغفل رحمہ اللہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: میرے والد گرامی نے سنا کہ میں ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' پڑھ رہا تھا۔ اُنہوں نے فرمایا: اے بیٹے! بدعت کو چھوڑ دے! اور فرمایا: میں نے نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے کسی ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو نہیں دیکھا' جس کے نزدیک اسلام میں بدعت اس سے زیادہ ناپسندیدہ ہو اور فرمایا: تحقیق میں نے نبی کریم ﷺ کی معیت' حضرات ابوبکر صدیق' عمر فاروق اور عثمان غنی رضی اللہ عنہم کی معیت میں نمازیں پڑھیں اور میں نے کسی ایک ہستی کو اسے پڑھتے ہوئے نہ سنا۔ پس اُنہوں نے تو اسے نہیں پڑھا' جب تُو نماز پڑھے تو کہا کر: ''الحمد للّٰہ رب العالمین''۔

حضرت ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مغفل رحمہ اللہ کی حدیث' حسن ہے۔ اور اکثر اہلِ علم کے نزدیک یہ معمول بہا ہے جن کا تعلق نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ہے' ان میں سے حضرات ابوبکر صدیق' عمر فاروق' عثمان

Scanned with CamScanner

غنی اور علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم وغیرہ ہیں اور ان کے بعد تابعین ہیں اور حضرات سفیان ثوری، ابن مبارک، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی یہی قول کرتے ہیں۔ ان کی رائے یہ نہیں ہے کہ بلند آواز سے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھا جائے، وہ فرماتے ہیں: اور وہ اسے اپنے دل میں پڑھے گا۔

اور ان دو میں سے دوسرا باب ہے: جن کی رائے میں "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" بلند آواز سے پڑھنا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز کا آغاز "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" سے کیا کرتے تھے۔

حضرت ابوعیسیٰ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ ایسی حدیث ہے جس کی سند اس معیار کی نہیں ہے، جبکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کرام علیہم الرضوان میں سے اہل علم نے یہ قول کیا ہے، جن میں سے حضرات ابوہریرہ، ابن عمر اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم ہیں اور ان کے بعد تابعین میں سے وہ جنہوں نے بلند آواز سے "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" پڑھنا روایت کیا اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ یہی قول کرتے ہیں، حضرات اسماعیل اور حماد رحمہم اللہ بھی، اور وہ ابن سلیمان اور ابوخالد والبی رحمہم اللہ ہیں اور ان کا نام "ھرمز" ہے اور وہ کوفی ہیں۔ حضرت امام ترمذی کا کلام ختم ہوا۔

اور متاخرین محدثین میں سے جنہوں نے اس بات کو پسند کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کبھی بلند آواز سے اور کبھی آہستہ آواز سے پڑھا کرتے تھے اور جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کہ یہ سنانے کیلئے ہوتا تھا تاکہ مقتدی جان لیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے پڑھا تھا۔ واللہ اعلم!

اور ہم نے (جان بوجھ کر) لمبا کلام کیا، لوگوں کے اس گمان کی وجہ سے کہ جہر ہی صحیح ہے اور ایک گروہ تو یہ بھی گمان کرتا ہے کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ بلند آواز

سے (تسمیہ) پڑھا کرتے تھے' حالانکہ بات اس کے بالکل برعکس ہے۔ سو یہ بات ظاہر ہوگئی کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب ہی زیادہ راجح اور زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم!

چوتھا مقام: بلند آواز سے یا آہستہ آواز سے آمین کہنے کے بارے میں

اور اس بات میں بالکل کوئی اختلاف نہیں ہے کہ نماز غیر نماز میں سورۂ فاتحہ کی قرأت کے بعد آمین کہنا مستحب ہے اور تحقیق ''غیر المغضوب علیهم ولا الضالین'' کی قرأت کے بعد نماز میں آمین کہنے کی فضیلت میں وارد ہوا' خواہ آدمی اکیلا' مقتدی یا امام ہو۔

1096- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جب امام ''غیر المغضوب علیهم ولا الضالین'' پڑھے تو تم ''آمین'' کہو' کیونکہ فرشتے بھی آمین کہتے ہیں اور امام بھی کہتا ہے: ''آمین''۔ سو جس آدمی کی آمین' فرشتوں کی آمین کے موافق ہوگئی تو اللہ تعالیٰ اس کے گذشتہ گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

اس حدیث کو حضرات امام احمد' عبدالرزاق اور ابن حبان رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1097- حضرت سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب امام ''غیر المغضوب علیهم ولا الضالین'' پڑھیں تو تم ''آمین'' پڑھو' اللہ تعالیٰ تمہیں محبوب بنائے گا۔

اسے حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1098- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یہودیوں نے تم سے اتنا حسد کسی بات پر نہیں کیا' جتنا ''آمین'' پر کیا۔ سو تم کثرت سے ''آمین'' کہا کرو۔

اسے حضرت ابن ماجہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا۔

Scanned with CamScanner

1099- حضرت عطاء رحمہ اللہ سے مروی ہے: یہودیوں نے تم پر آمین کہنے اور ایک دوسرے کو سلام کرنے پر حسد کیا ہے۔

1100- حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہودی ہم سے کس بات پر حسد کرتے ہیں' کیونکہ ہم سے اس قبلہ پر حسد کرتے ہیں جس کی طرف ہماری راہنمائی کی گئی اور انہیں اس سے گمراہ کر دیا گیا اور اس جمعہ پر جس کیلئے ہماری راہنمائی کی گئی اور انہیں اس سے گمراہ کر دیا گیا اور امام کے پیچھے ہمارے ''آمین'' کہنے پر بھی وہ حسد کرتے ہیں۔

اسے حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1101- اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ جب ''**غیر المغضوب علیهم ولا الضالین**'' تلاوت فرماتے تو ''آمین'' کہتے یہاں تک کہ پہلی صف والے سنتے' جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ملے ہوئے ہوتے تھے۔

اسے حضرت امام ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1102- اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ''**غیر المغضوب علیهم ولا الضالین**'' پڑھا تو پڑھا: ''آمین'' اور آواز بلند فرمائی۔

اور ایک روایت میں ہے: اپنی آواز پست رکھی۔

اس حدیث کو حضرات امام ترمذی اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

بلند آواز سے ''آمین'' کہنے کے حوالے سے علماء کرام کا اختلاف ہے۔ سو حضرات امام شافعی اور احمد رحمہما اللہ کا مذہب بلند آواز سے کہنا ہے اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ

کے مذہب میں اختلاف ہے اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا مذہب مطلقاً آہستہ پڑھنا ہے۔

اور ''جامع ترمذی'' میں دونوں حدیثیں وارد ہیں: (1) بلند آواز سے کہنا (2) آہستہ آواز سے پڑھنا۔ اور اُنہوں نے بلند آواز والی حدیث کو ترجیح دی ہے اور اسی طرح حضرت امام بخاری رحمہ اللہ سے بھی منقول ہے اور اُنہوں نے فرمایا: صحابہ کرام علیہم الرضوان اور تابعین علیہم الرحمۃ میں سے اکثر علماء اسی پر ہیں اور بعض علماء کرام نے آہستہ آواز والی حدیث کو بھی صحیح قرار دیا ہے۔

1103- اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ امام چار چیزیں پوشیدہ نہ کرے:

(1) تعوذ (اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم) (2) بسملہ (بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم) (3) آمین (4) ثناء: ''سبحانك اللّٰھم وبحمدك''۔

اور بعض روایت میں ہے: ''اللّٰھم ربنا لك الحمد'' بھی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اسی طرح مروی ہے۔

1104- حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: حضرات عمر فاروق اور علی المرتضٰی رضی اللہ عنہما درج ذیل تین چیزیں بلند آواز سے نہیں پڑھتے تھے:

(1) ''بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم'' (2) تعوذ: ''اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم'' (3) آمین۔

اس حدیث کو حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ اور حضرت ابن شاہین رحمہ اللہ نے ''السنہ'' میں روایت کیا۔

اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے ''اخفاء'' والی حدیث درج ذیل حضرات سے روایت کر کے وارد کی ہے:

(1) حضرت امام احمد رحمہ اللہ

(2) حضرت ابونعیم رحمہ اللہ

(3) حضرت طبرانی رحمہ اللہ

(4) حضرت دار قطنی رحمہ اللہ

(5) حضرت حاکم رحمہ اللہ نے "مستدرک" میں حضرت شعبہ رحمہ اللہ کی حدیث سے' اُنھوں نے درج ذیل حضرات سے روایت کی:

(1) حضرت علقمہ رحمہ اللہ (2) حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ (3) حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ (4) حضرت ترمذی رحمہ اللہ۔ اور ان دونوں کے علاوہ سے بھی حضرت سفیان رحمہ اللہ کی حدیث سے' اُنھوں نے جہر کے بارے میں حضرت ابووائل رضی اللہ عنہ سے روایت کی اور فرمایا: دونوں حدیثیں معلول ہیں جبکہ دارومدار حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث پر ہے۔

1105- اور آپ جان لیں! تحقیق بعض روایات میں آیا ہے: پس آپ ﷺ نے اپنی آواز کو بلند کیا اور بعض حضرات نے کہا: الف کو کھینچنے کی طرف اشارہ ہے' وہ جو الف کو کھینچنے میں اور میم کی تخفیف سے لفظ آمین کے حوالے سے حجازی لغت ہے۔

اور بعض روایات میں ہے: اپنی آواز بلند کرتے تھے اور یہ حدیث' جہر میں صریح ہے اور بعض میں ہے: "مسجد گونج اُٹھتی"۔ اور بعض میں ہے: "پہلی صف والوں میں سے صرف وہی سن سکتے تھے جو آپ ﷺ کے قریب ہوتے تھے"۔

اور کبھی بلند آواز والی اور آہستہ والی حدیثوں میں گمان کیا جاتا ہے کہ "خفض" سے مراد سخت آواز ہے۔

اور جہر سے مراد آواز کا گونجنا ہے۔ اور ظاہر بات ہے' دونوں فعلوں پر یعنی کبھی اس

پر اور کبھی اس پر محمول کیا جاتا تھا۔ واللہ اعلم!

پانچواں مقام: ''سمع اللّٰہ لمن حمده'' اور ''ربنا لك الحمد'' کو...... جمع کرنے کے بارے میں

1106- اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب امام صاحب ''سمع اللّٰہ لمن حمده'' کہیں تو تم ''ربنا لك الحمد'' کہو۔

اور یہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے قول: ''امام ''سمع اللّٰہ لمن حمده'' اور مقتدی ''ربنا لك الحمد'' کہے'' میں ان کی دلیل ہے اور یہ کہ امام صاحب ''سمع اللّٰہ لمن حمده'' اور ''ربنا لك الحمد'' دونوں کو جمع کریں' کیونکہ یہ (خدائی) تقسیم ہے اور تقسیم اور شرکت کے درمیان منافات ہے اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ مقتدی ''سمع اللّٰہ لمن حمده'' نہ کہے' کیونکہ (پھر) امام کی تحمید' مقتدی کی تحمید کے بعد واقع ہوگی اور وہ طریقۂ امامت وضع کرنے کے خلاف ہے اور وہ حدیث جسے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے' وہ حالت انفراد پر محمول ہوگی' اسی طرح ہدایہ شریف میں ہے۔

1107- اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک جس طرح اس بات کو حضرت طیبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا' امام اور اکیلا آدمی ان دونوں کو جمع کریں گے' اس کی دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: نبی کریم ﷺ ''اللّٰہ اکبر'' کہتے جب کھڑے ہوتے' پھر ''اللّٰہ اکبر'' کہتے جب رکوع فرماتے ہیں' پھر کہتے: ''سمع اللّٰہ لمن حمده'' جب رکوع سے اپنی پیٹھ اُٹھاتے' پھر حالتِ قیام میں ''ربنا لك الحمد'' کہتے' پھر جب نیچے (سجدے کیلئے) جاتے تو ''اللّٰہ اکبر'' کہتے' آگے حدیث مکمل کرلیں۔

Scanned with CamScanner

اور آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نماز اس طرح پڑھو جس طرح مجھے پڑھتا ہوا دیکھتے ہو''۔

اور یہ حدیث دونوں ذکروں کو جمع کرنے پر دلالت کرتی ہے' بے شک حالتِ انتقال کا ذکر ''سمع اللہ لمن حمدہ'' اور حالتِ قیام کا ذکر ''ربنا لک الحمد'' ہے۔

اور ہمارے مذہب والوں میں سے حضرت تمرتاشی رحمہ اللہ کی جامع میں ذکر کیا گیا' وہ فرماتے ہیں: پس اگر نمازی نے (رکوع سے سر) اُٹھانے کی حالت میں ''سمع اللہ لمن حمدہ'' نہیں پڑھا تو وہ سیدھا کھڑا ہونے کی حالت میں بھی نہیں پڑھے گا اور ایک قول ہے کہ وہ دونوں پڑھے گا۔

اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب بھی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی مثل ہے اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ کا مشہور مذہب بھی یہی ہے' جس کی دلیل مذکورہ حدیث ہے اور سوائے ابن ماجہ رحمہ اللہ اسے اصحابِ سنن نے روایت کیا ہے۔

اور حضرات امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کا مذہب یہ ہے کہ امام صاحب (دونوں کو) جمع کریں گے اور یہی حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ کا پسندیدہ مذہب ہے۔ اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے ایک روایت بھی ہے' لیکن ''ربنا لک الحمد'' اپنے دل میں آہستہ کہے گا' باقی رہا اکیلا آدمی تو وہ دونوں کو جمع کرے گا اور ان میں سے کسی ایک پر اکتفاء بھی روایت کیا ہے۔ اور اسی طرح حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔

چھٹا مقام: پہلی رکعت کو لمبا کرنے کے بارے میں

1108- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ ظہر کی نماز میں پہلی رکعت جتنی لمبی کرتے تھے' دوسری رکعت اتنی لمبی نہیں کرتے تھے اور اسی طرح عصر میں اور اسی طرح صبح کی نماز میں۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرات امام بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1109- اور یہ تمام نمازوں میں اماموں کا مذہب ہے اور ہمارے (احناف) اصحاب میں سے حضرت امام محمد رحمہ اللہ کے مذہب کی تصریح اس حدیث کی وجہ سے ظہر، عصر اور فجر میں ہی موجود ہے اور انہوں نے ان کے علاوہ نمازوں کو ان پر قیاس کیا ہے اور حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے حضرت معمر رحمہ اللہ سے اسی حدیث کے آخر میں روایت کیا ہے۔ سو ہم نے گمان کیا کہ اس سے وہ اس چیز کا ارادہ کرنے والے ہیں کہ (پیچھے رہ جانے والے آسانی سے) پہلی رکعت کو پالیں اور حضرات ابوداؤد اور ابن خزیمہ رحمہما اللہ کی روایت بھی اسی طرح ہے۔ حضرت علامہ ابہری رحمہ اللہ نے جو مشکوٰۃ شریف کی شرح تحریر کی ہے، اس میں اسی طرح ہے اور ان دونوں حضرات کے نزدیک صرف فجر کی نماز میں ہے تاکہ جماعت پانے پر لوگوں کی امداد ہو جائے، کیونکہ دونوں رکعتوں کا حقِ قرأت برابر ہے۔ سو وہ دونوں مقدار میں بھی برابر ہوں گی اور دوسری حدیث میں روایت بھی اس کی تائید کرتی ہے، فرمان ہے: فجر کے علاوہ ہر رکعت میں تیس (30) آیتیں ہیں۔

کیونکہ یہ نیند اور غفلت کا وقت ہوتا ہے اور حدیث کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ پہلی رکعت اس لیے لمبی ہو جاتی ہے کہ اس میں ثناء، تعوذ اور تسمیہ ہوتا ہے اور اس سے کم تین آیات ہیں۔

اور ''خلاصہ'' کتاب میں انہوں نے فرمایا کہ حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہی زیادہ پسندیدہ ہے۔ حضرت علامہ ابن ہمام کی شرح میں اسی طرح ہے۔

ساتواں مقام: دوسری دو رکعتوں میں قرأت کے بارے میں

1110- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ہم ظہر اور عصر کی نماز میں رسول کریم ﷺ کا قیام محفوظ کرتے تھے۔ سو ہم نے ظہر کی

Scanned with CamScanner

پہلی دو رکعتوں میں آپ ﷺ کا قیام سورت ''الم تنزیل سجدہ'' پڑھنے کی مقدار محفوظ کیا اور ایک روایت میں ہے: ہر رکعت میں تیس (30) آیات کی مقدار اور ہم نے ظہر کی آخری دو رکعتوں میں اور عصر کی آخری دو رکعتوں میں اس سے آدھا محفوظ کیا۔

اس حدیث کو حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

اور آپ رضی اللہ عنہ کا قول: ''الم تنزیل السجدہ'' پڑھنے کی مقدار سے یا تو دونوں رکعتوں کے مجموعے ہیں یا ہر رکعت میں پڑھنے کی مقدار ہے اور ان کا قول ایک روایت میں: ہر رکعت میں تیس (30) آیات پڑھنے کی مقدار سے بھی اس کی موافقت کرتا ہے، کیونکہ ''الم تنزیل السجدہ'' کی انتیس (29) آیات ہیں اور ان کا قول: ہم نے آپ ﷺ کے قیام کی حفاظت کی، آخر تک''۔ ظہر بلکہ عصر کی آخری دو رکعتوں میں بھی سورت کی قرأت کرنے پر دلالت کرتا ہے۔ اور یہ چاروں اماموں کے حکم کے منافی نہیں ہے اور پہلی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پر اکتفاء بھی جائز ہے بلکہ ہمارے (احناف کے) نزدیک اگر نمازی خاموش رہا یا اُس نے ''سبحان اللّٰہ'' (تین بار) پڑھا تو جائز ہے، لیکن قرأت افضل ہے۔ حضرات امام نخعی، امام سفیان ثوری اور دیگر تمام کوفی حضرات کا یہی قول ہے۔۔۔۔

اور ''محیط'' کتاب میں ہے: اگر وہ جان بوجھ کر خاموش رہے گا تو سنت کی مخالفت کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔

1111- اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ سے حضرت حسن رحمہ اللہ نے روایت کیا ہے: پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں (یا ایک رکعت) میں قرأت واجب ہے اور حضرات علی و ابن مسعود رضی اللہ عنہما کے بارے میں حضرت ابو اسحاق سبیعی رحمہ اللہ روایت کرتے ہیں کہ ان دونوں نے فرمایا: پہلی دو رکعتوں میں قرأت ضرور کریں اور

Scanned with CamScanner

دو رکعتوں میں (خواہ) تسبیح ہی پڑھ لیں۔ اسی طرح حضرت شمنی رحمہ اللہ نے ذکر کیا اور یہ بھی فرمایا: اگر دوسری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سورت پڑھ لی تو سجدۂ سہو نہیں کرے اور یہی سب سے زیادہ صحیح مسئلہ ہے' کیونکہ دوسری دو رکعتوں میں اکیلی سورۂ فاتحہ پڑھنا بھی سنت ہے' واجب نہیں ہے۔

1112- اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب کے حوالے سے دو روایتوں میں سے زیادہ صحیح روایت ہے کہ دوسری دو رکعتوں میں سورت پڑھنا مکروہ نہیں ہے' کیونکہ تحقیق نبی کریم ﷺ سے یہ بات آئی ہے کہ آپ ﷺ نے کبھی دوسری دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کی قرأت پر (سورت کا) اضافہ کیا' لیکن مستحب یہ ہے کہ لوگ اسے چھوڑ دیں۔

آٹھواں مقام:

بعض سورتوں کے ساتھ' بعض نمازوں کو مخصوص کرنے کے بارے میں ہے' جیسے جمعۃ المبارک کے دن کی فجر کی نماز ''الم السجدہ'' اور ''ھل اتی علی الانسان'' کے ساتھ' جمعہ شریف کی نماز' سورۂ جمعہ اور ''واذا جاء ك المنافقون'' کے ساتھ اور فجر کی سنتیں ''قل یا ایھا الکافرون'' اور ''قل ھو اللّٰہ احد'' کے ساتھ خاص ہیں۔

اس کا ظاہر تو اس بات کا فائدہ دیتا ہے کہ اس پر ہمیشگی اختیار کرنی ہے' کیونکہ مصلّی کی ذات کی طرف' نسبت کرنے کے ساتھ مذکورہ ابہام کی نفی کر دی گئی ہے۔ شیخ صاحب کا کلام ختم ہوا۔

(اللہ تعالیٰ کا) کمزور بندہ (اللہ تعالیٰ اس کی اصلاح فرمائے اور عیبوں سے محفوظ رکھے) اس بات میں تو یقیناً کوئی شک نہیں کہ نمازی کی ذات کی طرف نسبت کرنے کی وجہ سے تو مذکورہ ابہام کی نفی ہو گئی' لیکن غیر کی طرف نسبت کرنے کے اعتبار سے باقی ہے'

Scanned with CamScanner

لیکن ان میں جو ماثور ہیں اور شارع علیہ السلام سے ان کی روایت صحیح ہے، غیر معتبر ہے۔

پس کلام تو صحت میں ہے اور صحت (ثابت ہو جانے کے) بعد توقف کی مجال نہیں۔

سو حق یہ ہے کہ اس عمل کا دوام، رسول کریم ﷺ سے علمائے احناف کے نزدیک ثابت نہ ہو تو کوئی حرج نہیں کہ کبھی قرأت کر لی جائے بلکہ یہ افضل عمل شمار ہو۔ واللہ اعلم!

اور جمعہ مبارک کے دن کی فجر میں سورۂ ''الم السجدہ'' اور ''ھل اتی علی الانسان'' کی قرأت والی حدیث کو حضرات امام بخاری و امام مسلم رحمہما اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور اسے حضرات نسائی، ابوداؤد اور ترمذی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا۔ حضرات شوافع رحمہم اللہ نے اس کا التزام کیا اور اس پر مواظبت اختیار کی، اور حرمین شریفین اور ان کے علاوہ مقام پر (اُس وقت جب یہ کتاب لکھی جا رہی تھی) علی سبیل الدوّام اسی پر ان کا عمل ہے۔

اور صاحب سفر السعادہ رحمہ اللہ نے ذکر کیا: ان دو سورتوں کے ساتھ جمعہ کے دن کے خاص ہونے کا سبب یہ ہے کہ یہ دونوں مبدأ و معاد دخولِ جنت و دوزخ کے ذکر پر مشتمل ہیں۔ اور یہ اسباب جمعہ کے دن میں ہوتے ہیں اور قیامت کے روز اس میں قائم ہوں گے کہ قرآنی سورتوں میں سے کثیر ان اسباب و معانی پر مشتمل ہیں اور وہ صرف ان دو سورتوں سے مخصوص تو نہیں۔

مگر یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ان میں اکثر اور زیادہ پائے جاتے ہیں اور اس وجہ سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ ان دو سورتوں کی قرأت دائمی نہیں، بس نصیحت کرنے اور ڈر سنانے کے مقام پر ذکر کی جاتی ہے، جیسے سورت ''اقتربت'' اس بنیاد پر کہ آپ پہچانیں

Scanned with CamScanner

کہ ان جیسی احادیث میں ''کان'' کا کلمہ استمرار کیلئے نہیں ہے۔ آپ سمجھ لیں! واللہ اعلم!

نواں مقام: آیات کے جواب کے بارے میں

مثال کے طور پر جب ''سبح اسم ربك الاعلٰی'' پڑھے تو ''سبحان ربی الاعلٰی'' پڑھے اور جب ''الیس اللّٰہ باحکم الحاکمین'' پڑھے تو کہے: کیوں نہیں! ہم اس پر گواہوں میں سے ہیں اور اس کی مثالیں جو حدیثوں میں ذکر ہیں۔ علماءِ شوافع رحمہم اللہ نے انہیں نماز کی حالت پر محمول کیا ہے اور اس سے غیر نماز کا حال معلوم ہو گیا۔ سوانہوں نے نماز اور غیر نماز دونوں حالتوں میں انہیں پڑھنے کو جائز قرار دیا۔

(ہمارے (احناف کے) اور اسی مالکیہ کے نزدیک یہ غیر نماز پر محمول ہے۔

حضرت تورپشتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمارے (احناف کے) نزدیک محمول ہوں گی کہ نماز کے علاوہ حالت میں قرأتِ قرآن ہو۔ المختصر اس کے خطرات میں یہ ہے کہ جاہل آدمی گمان کرے گا کہ یہ بھی قرآن کا حصہ ہیں، اگرچہ نبی کریم ﷺ یہ کام نماز کے اندر کرنے والے تھے، جس طرح راوی نے اسے نقل کیا اور ان کے علاوہ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بھی اسے نقل کیا، آپ ﷺ سے حاصل ہونے پر اور اسے آگے پہنچانے پر سخت حریص ہونے کی وجہ سے اور کوئی گمان کرنے والا یہ گمان کرے کہ یہ نماز کی حالت میں ہے، حدیث کے ظاہری معنی کی طرف جاتے ہوئے۔ ہم کہیں گے: ہم اسے فرائض کے علاوہ پر محمول کریں گے بمطابق اس کے جو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: جب وہ اپنی نماز رات کے وقت شروع کرتے اور رحمت والی آیت پر آتے تو ٹھہر کر اللہ تعالیٰ سے اس کا سوال کرتے اور عذاب والی آیت پر آتے تو ٹھہر کر اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے اور فرائض میں سے جہری نمازوں میں ان میں سے کوئی چیز منقول نہیں باوجود اس کے کہ فرائض پڑھنے والوں کی کثرت ہوتی۔ واللہ اعلم!

Scanned with CamScanner

1113- آپ جان لیں! کہ اس باب کے تحت مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت مذکور ہے اور اس میں حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا قصہ مذکور ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز ادا کیا کرتے تھے، اس کے بعد اپنی قوم (میں آ کر ان) کی امامت فرمایا کرتے تھے اور سورۂ بقرہ سے آغاز فرماتے، قرأت کی مناسبت سے، حدیث مکمل کر لیں۔

یہ وہ حدیث ہے، جس سے حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اس مسئلہ میں دلیل پکڑی ہے کہ فرض پڑھنے والا، نفل پڑھنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے۔ سو زیادہ مناسب بات یہ تھی کہ اسے امامت کے ابواب میں ذکر کیا جاتا اور جو مقتدیوں کے حال اور ان کی کمزوری کی رعایت امام پر لازمی اور ضروری ہے۔

اور تحقیق دوبار نماز پڑھنے والے کے باب میں اس حدیث کی مزید سندیں ذکر کی گئی ہیں، لیکن وہاں اس قصہ کا ذکر نہیں ہے جو یہاں ذکر ہے۔

اور ہماری رائے یہ ہے کہ اس حدیث کا ذکر، امام کی رعایت اور تخفیف کے تحت ''باب الامامت'' میں ہو تو زیادہ مناسب ہے۔ پس ہم اسے ذکر کریں گے جو اللہ تعالیٰ نے چاہا اور کلام میں سے جو آسان ہوا، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا، جو بادشاہ اور بہت جاننے والا ہے۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

رکوع وسجود کا بیان ☆

1114- حضرت سالم بن سُراد رحمہ اللہ سے مروی ہے، ہم حضرت ابومسعود (انصاری) رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو ہم نے درخواست کی، ہمیں رسول کریم ﷺ کی نماز کے متعلق حدیث بیان فرمائیں۔ سو وہ ہمارے درمیان اُٹھ کھڑے ہوئے، اُنہوں نے "اللّٰہ اکبر" کہا۔ پس جب اُنہوں نے رکوع کیا تو اپنے ہاتھ کی ہتھیلیوں کو اپنے گھٹنوں پر رکھا اور اپنی کہنیوں کو (اپنے پہلوؤں سے) جدا رکھا یہاں تک کہ ان کا ہر عضو برابر اپنی جگہ پر آ گیا، پھر "سمع اللّٰہ لمن حمدہ" پڑھا تو کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ان کا ہر عضو برابر اپنی جگہ پر آ گیا۔

☆ رکوع وسجود کا باب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) "اے وہ لوگو، جو ایمان لائے ہو، (اپنی نمازوں میں) رکوع اور سجدہ کیا کرو" (الحج:77)۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) "اور اعتکاف کرنے والوں اور رکوع (اور) سجود کرنے والوں کیلئے خوب ستھرا رکھیں" (البقرہ:125)۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) "اور (جماعت میں) رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو"۔ (البقرہ:43)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) "پس تم سجدہ کیا کرو اور اس کی عبادت کرو"۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) "اور جب ان (مشرکوں) سے کہا جاتا ہے کہ رحمٰن کو سجدہ کرو، وہ کہتے ہیں: اور رحمٰن کیا ہے؟ کیا ہم اسے سجدہ کریں، جس کا تم ہمیں حکم دیتے ہو؟ اور اس حکم نے انہیں نفرت میں بڑھا دیا" (الفرقان:60)۔

اور اللہ فرماتا ہے: (ترجمہ:) "اے مریم! اپنے رب کیلئے فرمانبرداری کر اور (جماعت میں) رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کر" (آل عمران:43)۔

Scanned with CamScanner

حضرات ابوداؤد اور نسائی رحمہما اللہ روایت کرنے والے ہیں۔

1115- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے: رسول کریم ﷺ نے مجھے رکوع و سجود کی حالت میں قرآن کریم کی قرأت سے منع فرمایا، اور میں یہ نہیں کہتا: آپ ﷺ نے تمہیں منع فرمایا۔

اس حدیث کو حضرات ابوداؤد اور مسلم نے روایت کیا۔

ایک روایت میں ہے: مجھے آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ میں قرأت کروں، اس حال میں کہ میں رکوع کرنے والا ہوں یا میں سجود کرنے والا ہوں۔

ایک اور حدیث میں ہے: آپ ﷺ نے مجھے منع فرمایا کہ میں قرآن کی تلاوت کروں، جبکہ میں رکوع کرنے والا ہوں، سجود کا ذکر نہیں ہے۔

1117- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: بے شک ضرور میں تمہیں اس طرح نماز پڑھاؤں گا، جس طرح میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ہمیں نماز پڑھاتے تھے۔

اور حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ ﷺ جو کرتے تھے، میں نے تمہیں وہ کام کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ کی عادت مبارکہ تھی کہ جب رکوع سے سر مبارک بلند کرتے تو سیدھے کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ (آپ کے اعضاء مبارک معتدل ہو جاتے اور) کہنے والا اپنے دل میں کہتا: تحقیق آپ ﷺ بھول گئے ہیں اور جب سجدے سے اپنا سر مبارک اُٹھاتے تو ٹھہر جاتے یہاں تک کہ کہنے والا کہتا: (یوں لگتا ہے) آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔

اور ایک روایت میں اُنہوں نے فرمایا: اور جب آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان اپنا سر مبارک اُٹھاتے۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرات بخاری، مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1118- اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ سے زیادہ مختصر نماز پڑھانے والے کسی آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی، جب آپ ﷺ "سمع اللہ لمن حمدہ" کہتے تو کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ ہم کہتے: آپ ﷺ بھول گئے ہیں، پھر "اللہ اکبر" کہتے اور سجدہ کرتے اور آپ ﷺ دو سجدوں کے درمیان بھی بیٹھ جایا کرتے تھے یہاں تک کہ ہم کہتے: آپ ﷺ بھول گئے ہیں۔

1119- اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: رکوع و سجود سیدھا کیا کرو، قسم بخدا! بے شک میں تمہیں پیچھے سے دیکھتا ہوں، یا فرمایا: پیٹھ پیچھے سے دیکھتا ہوں، جب تم رکوع کرتے ہو اور تم سجدہ کرتے ہو۔

اس حدیث کو حضرات بخاری، مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا ہے۔

1120- اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے فرمایا: کیا میں تمہیں رسول کریم ﷺ کی نماز سے آگاہ نہ کروں۔ راوی کا بیان ہے: حالانکہ کسی نماز کا وقت نہیں تھا، سو اُنہوں نے وضو کیا، پھر رکوع کیا تو اللہ اکبر کہا، پھر اپنا سر اُٹھایا تو کچھ دیر یوں ہی کھڑے رہے۔

اس حدیث کو حضرات بخاری، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1121- حضرت ابن جبیر رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: میں نے رسول کریم ﷺ کے ظاہری وصال کے بعد کسی آدمی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی جس کی نماز اس نوجوان یعنی حضرت بن عبدالعزیز رحمہ اللہ سے زیادہ رسول کریم ﷺ کی نماز کے مشابہ ہو۔ راوی کا بیان ہے: پس ہم نے ان کے رکوع کو شمار کیا، وہ دس بار "سبحان ربی

Scanned with CamScanner

العظیم ''تھا' اوران کے سجدے کوشمار کیا تو وہ بھی دس بار ''سبحان ربی الاعلٰی'' تھا۔
اس حدیث کو حضرات ابوداؤد ونسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1122- حضرت سعدی رحمہ اللہ کے والد گرامی یا اُن کے چچا سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو حالتِ نماز میں دیکھا' آپ ﷺ اپنے رکوع اور سجود میں ٹھہر جاتے تھے' تین بار ''سبحان اللہ وبحمدہٖ'' کہنے کی مقدار۔

اسے حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1123- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ کا رکوع' سجودٗ دوسجدوں کا درمیان اور جب آپ ﷺ رکوع سے سر بلند فرماتے (قومہ) سوائے قیام وقعود کے تقریباً برابر ہوتا تھا' اسی طرح مشکوٰۃ شریف میں ہے اور صاحب جامع الاصول نے بھی فرمایا۔

1124- اور ایک روایت میں ہے: وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد مصطفٰی ﷺ کی معیت میں نماز دیکھی۔ سو میں نے آپ ﷺ کا قیام' رکوع' رکوع کے بعد اعتدال' سجدہ' دوسجدوں کے درمیان جلسہ' پس آپ ﷺ کا سجدہ اور جلسہ جو سلام اور واپس لوٹنے کے درمیان ہوتا تھا' وہ تقریباً برابر تھے۔

1125- حضرت عبدالرحمٰن بن ابی لیلٰی رحمہ اللہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا: رسول کریم ﷺ کی نماز یعنی قیام' رکوع اور جب رکوع سے سر بلند فرماتے' سجود اور جو (جلسہ) دوسجدوں کے درمیان ہوتا تھا' تقریباً برابر ہوتے۔

یہ حضرات بخاری ومسلم رحمہما اللہ کی روایت ہے۔

1126- میں نے رسول کریم ﷺ کو نماز (کی حالت) میں دیکھا' سو میں

Scanned with CamScanner

نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا قیام، آپ ﷺ کے رکوع اور سجدہ کی طرح تھا، اور رکوع میں آپ ﷺ کا اعتدال سجدے کی طرح ہوتا تھا اور دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے اور سلام اور واپس لوٹنے (یا کوئی دوسری نماز شروع کرنے) کے درمیان بیٹھنے کی مقدار تقریباً برابر ہوا کرتی تھی۔

1127- اور حضرات ترمذی و نسائی رحمہما اللہ کی روایت میں ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ کی نماز تھی، جب آپ ﷺ رکوع فرماتے اور رکوع سے اپنا سر مبارک بلند فرماتے اور جب سجدہ کرتے اور سجدہ سے اپنا سر مبارک اُٹھاتے، تقریباً برابر ہوتے۔

1128- اور حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو دیکھا، اس حال میں کہ وہ نماز پڑھ رہا تھا تو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: کتنے عرصے سے اس طرح نماز پڑھ رہے ہو؟ اُس نے جواب دیا: چالیس (40) سال سے۔

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: (گویا) تُو نے چالیس (40) سال سے نماز پڑھی ہی نہیں، اگر تیرے اوپر موت آ جائے اس حال میں کہ تُو اس طرح نماز پڑھتا ہے تو تُو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے دین کے علاوہ پر مرے گا۔ پھر فرمایا: بے شک آدمی تخفیف تو کرتا ہے لیکن تکمیل اور تحسین کرتا ہے۔

اس حدیث کو حضرت امام نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1129 - اور ایک روایت میں ہے: اور بخاری رحمہ اللہ، حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کے علاوہ حالت پر فوت ہوئے۔

1130- اور ایک روایت میں ہے: اگر تجھے موت آ جائے تو فطرتِ اسلام کے علاوہ حالت پر مرے گا، جس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو پیدا کیا۔

Scanned with CamScanner

1131- اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے ہمیں نماز سکھائی، سو آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور اپنے ہاتھوں کو بلند کیا۔ پس جب رکوع کیا تو اپنے دونوں گھٹنوں کے درمیان اپنے ہاتھوں کی تطبیق کی (یعنی دونوں ہتھیلیوں کو ملا کر اپنے گھٹنوں کے درمیان رکھ لیا)۔

راوی کا بیان ہے: حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو یہ بات پہنچی تو اُنہوں نے فرمایا: میرے بھائی نے سچ فرمایا، ہم یہی کچھ کیا کرتے تھے۔ اس کے کچھ عرصہ بعد آپ ﷺ نے اس، یعنی دونوں ہاتھوں کے ساتھ دونوں گھٹنوں کو پکڑنے کا حکم دیا۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد اور نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1132- اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تمہارے لیے گھٹنوں کو سنت بنایا گیا، پس تم گھٹنوں کو پکڑو۔ اور ایک روایت میں ہے: سنت تو بس گھٹنوں کو پکڑنا ہے۔

اور یہ حضرت نسائی رحمہ اللہ کی روایت ہے

1133- اور ترمذی کی روایت ہے: یہ حضرت ابوعبدالرحمٰن سلمی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ہمیں فرمایا کہ گھٹنے تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہیں، پس تم اپنے گھٹنوں کو پکڑ لیا کرو۔

1134- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب سجدہ فرماتے تو اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتے اور جب اُٹھاتے تو اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے اُٹھاتے۔

اس حدیث کو حضرات ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ اور دارمی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1135- اور ابوداؤد شریف کی روایت میں ہے، وہ فرماتے ہیں: پس جب آپ

Scanned with CamScanner

ﷺ سجدہ کرتے تو اپنے دونوں گھٹنے اپنے دونوں ہاتھ رکھنے سے پہلے رکھتے۔
جب سجدہ کرتے تو اپنی پیشانی اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھتے اور اپنے بازوؤں کو (اپنے پہلوؤں سے) دور رکھتے۔

1136- اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی سجدہ کرے اس طرح نہ بیٹھے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے اور اپنے ہاتھوں کو اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھے۔

اسے حضرات ابوداؤد ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1137- حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب آپ سجدہ کریں تو اپنی ہتھیلی (زمین پر) رکھیں اور اپنی کہنیوں کو بلند رکھیں۔

اس حدیث کو حضرت امام مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1138- اور ترمذی شریف کی روایت میں ہے: راوی فرماتے ہیں: میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ سے عرض کی: نبی کریم ﷺ اپنی پیشانی کہاں رکھتے تھے جب سجدہ کرتے؟ تو اُنہوں نے فرمایا: اپنے دونوں ہاتھوں کے درمیان۔

1139- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: میں رسول کریم ﷺ کے پیچھے سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1140- اور حضرت عبداللہ بن بُحینہ رحمہ اللہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ جب سجدہ فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو کشادہ فرماتے ہیں یہاں تک کہ آپ ﷺ کی بغلوں کی سفیدی ظاہر ہو جاتی۔

Scanned with CamScanner

اور اس حدیث کو حضرات امام بخاری و امام مسلم رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1141- اور حضرت امام نسائی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی اس حالت میں بیٹھے کہ وہ اپنے ہاتھوں پر سہارا لیے ہوئے ہو۔

1142- اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی اپنی نماز میں ہاتھوں پر سہارا لے۔

1143- ایک اور روایت میں ہے: آپ ﷺ نے منع فرمایا کہ آدمی اپنے ہاتھوں پر سہارا لے' جب وہ نماز سے اوپر اُٹھنے لگے۔ اور اسے حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1144- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اُنھوں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ اپنی نماز کے وتر میں تھے تو آپ ﷺ اوپر نہیں اُٹھے یہاں تک کہ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے۔

اسے حضرات بخاری' ابوداؤد' ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1145- حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما جب سجدہ کرتے تو اپنے ہاتھوں کی ہتھیلیاں اسی جگہ پر رکھتے' جس جگہ وہ اپنی پیشانی رکھتے۔

حضرت نافع رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور البتہ تحقیق میں نے سخت سردی کے دن میں انہیں دیکھا اس حال میں کہ آپ رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں کو بڑی چادر سے باہر نکالے ہوئے تھے یہاں تک کہ اپنے دائیں کو اپنے بائیں پر رکھا۔

اس حدیث کو امام مالک نے اپنی مؤطا میں روایت کیا۔

1146- حضرت اصبہان بن اوس رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت فجراہ بن زاہر سے مروی ہے' اس حال میں کہ ان کے گھٹنوں کو درد تھا اور جب وہ سجدہ کرتے تھے

تو اپنے گھٹنوں سے نیچے تکیہ رکھ لیتے تھے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے روایت کیا۔

1147- حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمایا کرتے تھے: جب کوئی نمازی مریض ہو اور وہ سجدہ کرنے کی طاقت نہ رکھتا ہو تو اپنے سر سے اشارہ کرے، لیکن اپنی پیشانی کی طرف کوئی چیز اُٹھا کر بلند نہ کرے۔

اس حدیث کو امام مالک نے اپنی مؤطا میں روایت کیا۔

1148- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سجدوں میں اعتدال سے کام لو اور تم میں سے کوئی آدمی اپنے بازو اس طرح نہ پھیلائے، جس طرح کتا پھیلاتا ہے۔

اس حدیث کو حضرات بخاری، مسلم، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1149- حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی آدمی اپنی نماز خوبصورت طریقے سے پڑھے، اس کے رکوع اور سجود مکمل کرے تو نماز دعا کرتی ہے: اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے! جس طرح تُو نے میری حفاظت کی، اسے اوپر اُٹھا لیا جاتا ہے (وہ نماز مقبول ہوتی ہے)۔ پس جب کوئی آدمی بُرے طریقے سے نماز پڑھتے، اس کے رکوع، سجود مکمل نہ کرے، تو نماز اسے بددعا دیتی ہے، اللہ تعالیٰ تجھے ضائع کرے، جس طرح تُو نے مجھے ضائع کیا، سوا سے اس طرح ضائع کر دیا جاتا ہے، جس طرح پرانے کپڑے کو ضائع کر دیا جاتا ہے، پس وہ اس کے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

اس حدیث کو ابوداؤد طیالسی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1150- اور حضرت علی بن سنان رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے مسلمانوں کے گروہ! جو آدمی رکوع و سجود میں اپنی پیٹھ

Scanned with CamScanner

سیدھی نہیں کرتا، اس کی نماز نہیں ہوتی۔

اس حدیث کو امام ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1151- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، رسول کریم ﷺ اپنے عمامہ مبارک کے کنارے پر سجدہ کرلیا کرتے تھے۔

1152- حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، وہ فرماتی ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو نہیں دیکھا کہ آپ ﷺ نے سجدہ کرتے وقت کسی چیز کو اپنے چہرے کی طرف اُٹھایا ہو۔

ان دونوں حدیثوں کو امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1153- اور انہیں سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھے تو اپنے عمامہ کو اپنی پیشانی سے ہٹالے۔

اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1154- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: سخت گرمی کے موسم میں ہم رسول کریم ﷺ کی معیت میں نماز پڑھتے تھے، سو جب ہم میں سے کوئی آدمی زمین پر اپنی پیشانی رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا تھا تو وہ اپنا کپڑا بچھا کر اس کے اوپر سجدہ کرتا۔

اس حدیث کو امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1155- اور حضرت ابوقلابہ رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ ہمارے پاس تشریف لایا کرتے تھے تو فرماتے: کیا میں تمہیں رسول کریم ﷺ کی نماز کے متعلق حدیث نہ سناؤں، پس وہ نماز کے اوقات کے علاوہ میں ہی نماز پڑھنا شروع کر دیتے تھے۔ جب وہ پہلی رکعت کے دوسرے سجدہ سے اپنا سر اُٹھاتے تو سیدھے بیٹھ جاتے، پھر فرمایا: اور وہ سہارا لیتے۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1156- حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اُنہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی بندہ سجدہ کرتا ہے تو اس کے سات اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں:

(1) چہرہ (2,3) دو ہاتھ (4,5) دو گھٹنے (6,7) دو پاؤں۔

اس حدیث کو حضرات ابوداؤد، مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1157- اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سات اعضاء پر سجدہ کریں:

(1) چہرہ (2,3) دو ہاتھ (4,5) دو گھٹنے (6,7) دونوں پاؤں کے کنارے۔

اور ایک روایت میں ہے: مجھے حکم دیا گیا کہ میں چہرے (اور اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے ناک کی طرف اشارہ کیا) دونوں ہاتھوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کے کناروں پر سجدہ کروں اور میں اپنے کپڑوں اور بالوں کو نہ چھوؤں۔

مؤطا کے علاوہ چھ کتابوں میں اسے روایت کیا گیا۔

1158- اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم اپنی ناک نیچے رکھو تا کہ میرے ساتھ (درست طریقے سے) سجدہ کرسکو۔

اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1160- اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی نماز نہ ہوگی جس کی ناک زمین میں سے ایک جگہ کو نہیں چھوتی، جسے اس کی پیشانی چھوتی ہے۔

اس حدیث کو امام بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

Scanned with CamScanner

1161- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: سجدے میں اپنی آنکھیں بند نہ کیا کرو' کیونکہ یہ یہودیوں کا کام ہے۔

اس حدیث کو دیلمی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1162- اور حضرت عبداللہ اشعری رحمہ اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو نمازی اپنا رکوع و سجود مکمل نہیں کرتا تو اس کی مثال جھوٹے آدمی کی طرح ہے' پس وہ ایک یا دو کھجور کھاتا ہے' لیکن وہ اسے فائدہ نہیں دیتیں۔

اس حدیث کو ابن تمام اور ابن عساکر رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

تنبیہ: اس باب میں کلام چار مقامات پر ہے' ان میں سے ایک مقام ہاتھوں سے پہلے گھٹنے رکھنا اور سجدے کیلئے گھٹنوں سے پہلے ہاتھوں کو رکھنا ہے۔

1163- حضرات ائمہ رحمہم اللہ کا اس بارے میں اختلاف ہے' ان میں سے جمہور کا مذہب' امام اعظم ابوحنیفہ' امام شافعی' امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہم اجمعین کا مذہب پہلی صورت ہے' حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث پر عمل کرتے ہوئے۔ وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو اپنے مبارک گھٹنے' اپنے مبارک ہاتھوں سے پہلے رکھے۔ اور اس بنیاد پر یہ اصول سامنے آتا ہے کہ جو اعضاء زمین سے قریب ہیں' ان کو پہلے رکھا جائے' سو آدمی پہلے اپنے گھٹنے رکھے' پھر اپنے ہاتھ رکھے' پھر پیشانی' پھر ناک' لیکن ان دو اعضاء کے درمیان ہر ترتیب لازمی نہیں' کیونکہ یہ دونوں ایک عضو کے حکم میں ہیں' یہ دونوں چہرے کی وضع میں شامل ہیں۔

حضرت شمنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگرچہ گھٹنوں سے پہلے ہاتھ رکھنا' مشکل ہی

Scanned with CamScanner

کیوں نہ ہو۔

اور حضرات امام مالک، امام اوزاعی اور ائمۂ حدیث کے ایک گروہ سے ایک روایت میں حضرت امام احمد رحمہم اللہ کا مذہب دوسری صورت ہے، جس کی وجہ نیچے والی حدیث پر عمل کرنا ہے۔

1164- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی سجدہ کرے تو وہ اس طرح نہ بیٹھے جس طرح اونٹ بیٹھتا ہے اور اسے چاہیے کہ وہ اپنے گھٹنوں سے پہلے اپنے ہاتھ رکھے۔

اور انہوں نے فرمایا: حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے زیادہ ثابت ہے اور جب دو حدیثیں اس طرح مختلف ہوں کہ ان کا مفہوم ایک دوسرے کے مخالف ہو تو طریقہ یہ ہے کہ ان میں سے زیادہ قوی حدیث کو لیا جاتا ہے۔

اور حضرت شیخ ابن حجر رحمہ اللہ کی شرح مشکوٰۃ شریف میں ہے حضرت امام نووی رحمہ اللہ سے نقل کرتے ہوئے کہ انہوں نے فرمایا: میرے لیے سنت کے لحاظ سے دونوں مذہبوں میں سے کسی ایک کو دوسرے پر ترجیح دینے کی بات ظاہر نہیں ہوئی۔ انتہیٰ!

1165- اور صحیح ابن خزیمہ رحمہ اللہ میں آیا ہے: رسول کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو گھٹنوں سے آغاز کرتے۔

1166- اور حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا، جس طرح اسے امام ابن ابی شیبہ اور بیہقی رحمہما اللہ نے بعض شروح کی سنن میں روایت کیا۔

1167- حضرت ابوسعید رحمہ اللہ کی روایت میں ہے: ہم اپنے ہاتھ، اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھا کرتے تھے۔ سو ہمیں حکم ہوا کہ اپنے گھٹنے، اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھا کرو۔

سو اس بناء پر حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ

Scanned with CamScanner

عنہ کی حدیث کی ناسخ ہوئی' جس طرح صاحب مشکوٰۃ رحمہ اللہ نے فرمایا: اور مصابیح کے بعض شارحین نے اس عبارت: ''پہلے ہم اس طرح کرتے تھے' پھر ہمیں اس طرح کرنے کا حکم دیا گیا'' کی نسخ پر دلالت کو منع کیا' اس احتمال کے پائے جانے کی وجہ سے کہ ممکن ہے پہلا کام' بغیر حکم کے عادت کے طور پر ہو' ہاں! اگر وہ کہیں: پہلے کام کا بھی ہمیں حکم دیا گیا تھا' پھر ہمیں اس سے منع کر دیا گیا اور ہمیں دوسرے کام کا حکم دیا گیا تو اس طرح صریح طور پر نص سمجھا جائے گا' یہ بات بھی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ:

1168- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: جب تم میں سے کوئی آدمی سجدہ کرنے لگے تو اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے اور اسے اپنے ہاتھ' اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھنے چاہئیں' فی نفسہ یہ دونوں حدیثیں متناقض ہیں۔ گویا بعض راویوں کو وہم ہوا' انہوں نے ''لَا یَضَعُ'' کی جگہ ''لِیضع'' لکھ دیا' کیونکہ جب وہ اپنے ہاتھ اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھے گا تو وہ اونٹ کے بیٹھنے کی طرح بیٹھنے والا ہو گا' کیونکہ اونٹ (ہمیشہ) بیٹھنے کے وقت اپنے ہاتھ' اپنے گھٹنوں سے پہلے رکھتا ہے' پس وہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے موافق ہو جائے گی' اس بنیاد پر کہ آیا ہے۔

1169- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ بات بھی مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی سجدہ کرنے لگے تو اسے گھٹنوں سے ابتداء کرنی چاہیے اور وہ اونٹ کے بیٹھنے کی طرح نہ بیٹھے۔

اسے حضرت تورپشتی اور صاحب سفر السعادۃ رحمہما اللہ نے ذکر کیا۔

اور بعض حضرات نے یہ جواب دیا: انسان کے گھٹنے' اس کی ٹانگوں میں ہیں جبکہ چوپائے کے گھٹنے اس کے ہاتھوں میں ہوتے ہیں۔ پس جب انسان' اپنے گھٹنے' اپنے ہاتھوں سے پہلے رکھتا ہے تو وہ اس اونٹ کی مانند ہوتا ہے جو اپنے گھٹنوں کے بل بیٹھتا ہے۔ پس اونٹ کی طرح بیٹھنے سے نہی۔ اور ہاتھ' گھٹنے سے پہلے رکھنے والی حدیث کے

Scanned with CamScanner

درمیان تطبیق ہو جاتی ہے' کیونکہ اونٹ کی طرح بیٹھنے کا مفہوم "گھٹنے رکھنا" ہے تو انسان ٹانگیں رکھے گا اور اونٹ ہاتھ رکھے گا' تو یہ مفہوم واضح ہو گا۔

اور حضرت صاحب سفر السعادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ وہم ہے' غلط ہے اور ائمہ لغت کے قول کے مخالف ہے۔

اور صاحب قاموس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "رُکْبَۃٌ" کاف کے ضمہ کے ساتھ ہو' اس کا معنیٰ ہے: وہ جوڑ' جو ران کے نیچے والے اطراف اور پنڈلی کے اوپر والے کناروں کے درمیان ہوتا ہے اور اس بات میں کوئی شک نہیں ہے کہ ران اور پنڈلی' ٹانگ میں ہوتی ہیں نہ کہ ہاتھ میں۔ سو آدمی کو کچھ تو غور و فکر کر لینا چاہیے۔

اور دوسرا مقام: سات اعضاء پر سجدہ کے بارے میں ہے

1170- آپ جان لیں کہ تحقیق مسلم' ابوداؤد اور نسائی کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت میں آیا ہے کہ اُنہوں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب آدمی سجدہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ سات اعضاء بھی سجدہ کرتے ہیں: اس کا چہرہ' اس کی دونوں ہتھیلیاں' اس کے دونوں گھٹنے اور اس کے دونوں پاؤں۔

یہ حدیث مؤطا کے علاوہ چھ کتابوں کی روایت کے ساتھ ہے۔

1171- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' مجھے حکم دیا گیا کہ میں پیشانی اور ہاتھوں سمیت سات ہڈیوں پر سجدہ کروں۔

1172- اور ایک روایت میں ہے: نبی کریم ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم سات اعضاء پر سجدہ کریں۔

1173- اور ایک روایت میں ہے: پیشانی پر اور اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنی ناک کی طرف اشارہ کیا' دو ہاتھوں' دو گھٹنوں اور دو پاؤں پر۔

1174- اور تحقیق حضرات ابوداؤد' نسائی اور ترمذی رحمہم اللہ کی حدیث میں آیا ہے

Scanned with CamScanner

کہ رسول کریم ﷺ جب سجدہ کرتے تو اپنی پیشانی اور ناک (زمین پر) رکھ دیتے۔

1175- اور حضرات ابویعلیٰ اور طبرانی رحمہما اللہ کی روایت میں ہے: ناک، پیشانی کے ساتھ زمین پر رکھنی ہے۔ سو اس سے معلوم ہوا کہ سجدہ اُس وقت ہوتا ہے جب پیشانی اور ناک دونوں اکٹھی زمین میں رکھی جائیں اور بے شک سات اعضاء میں سے ایک عضو چہرہ ہے اور پیشانی اور ناک دونوں اس کے اجزاء ہیں۔ اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور اسی پر اہلِ علم کا عمل ہے۔ اور اگر کسی نمازی نے ناک کو چھوڑ کر اکیلے پیشانی پر سجدہ کیا (بغیر کسی عذر کے) تو علماء کے ایک گروہ نے فرمایا: تو جائز نہ ہوگا۔ اور اکثر علماء اس پر ہیں کہ سجدہ ہو جائے گا جبکہ بعض احادیث میں صرف پیشانی پر اکتفاء کرنے پر وعید بھی آئی ہے۔

اور حنفی علماء رحمہم اللہ کا مذہب یہ ہے کہ پیشانی اور ناک کے ساتھ سجدہ کرنا افضل ہے اور ان میں سے ایک (پیشانی) پر اکتفاء بھی جائز ہے۔ سو اگر صرف پیشانی پر سجدہ ہو تو امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ سب کے نزدیک۔ ایک روایت میں بغیر کسی کراہت کے جائز ہے اور دوسری روایت میں ہے: ''کراہت کے ساتھ جائز ہے''۔ اور اگر صرف اکیلے ناک پر ہو تو صاحبین رحمہما اللہ کے نزدیک جائز نہیں اور امام صاحب رضی اللہ عنہ سے بھی ایک روایت میں یہی حکم ہے۔ اور اُن سے دوسری روایت میں جائز ہے، لیکن مکروہ ہے اور اس کی دلیل یہ ہے کہ سجدہ کا معنی ''چہرے کا رکھنا'' ہے اور مشہور لغت میں یہی بات ذکر کی گئی ہے جبکہ تمام چہرے کا رکھنا ممکن نہیں، کیونکہ ناک اور پیشانی دو اُبھری ہوئی ہڈیاں ہیں، جو چہرے کا کچھ حصہ رکھنے سے روکتی ہیں اور جب سارے کا سارا چہرہ رکھنا مشکل ہے تو حکم یہ ہوگا کہ بعض رکھ لو جبکہ چہرے کے کئی اجزاء ہیں: (مثلاً) پیشانی، ناک، دو رخسار (گال) اور ٹھوڑی، لیکن رخسار اور ٹھوڑی رکھنا جائز نہیں۔ اس وجہ سے کہ

Scanned with CamScanner

شارع علیہ السلام نے پیشانی (اور ناک) کو متعین کر دیا اور یہ بھی ہے کہ رخسار (زمین پر) رکھنے کیلئے قبلہ سے منہ پھیرنا پڑتا ہے اور ٹھوڑی (زمین پر) رکھنے کو عرف عام میں تعظیم شمار نہیں کیا جاتا۔ سو پیشانی اور ناک متعین ہو گئے۔

پس اگر دونوں (زمین پر رکھنے) کے ساتھ سجدہ ہو تو بغیر کسی شک وشبہ کے افضل ہے اور اگر صرف پیشانی (زمین پر رکھنے) کے ساتھ ہو تو بھی جائز ہے' اس وجہ سے بعض حدیثوں میں اسے مستقل سجدہ کہا گیا ہے اور اگر صرف ناک (زمین پر رکھنے) کے ساتھ ہو تو بھی جواز کی صورت موجود ہے' کیونکہ یہ بھی چہرے کا بعض حصہ ہے اور (دوسری بات یہ بھی ہے کہ) اس کا (زمین پر رکھنا) تعظیم کو شامل ہے' لیکن صرف اکیلی پیشانی کے ساتھ سجدہ کا جائز ہونا' ان مسائل میں سے ہے جن پر سوائے امام مالک' اوزاعی اور نووی رحمہم اللہ کے جمہور علماء کا اتفاق ہے۔

1176- اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ چہرے اور دیگر اعضاء کی روایت ثابت ہے' پیشانی والی روایت کی صحت میں کوئی جرح قدح نہیں کی جاتی' کیونکہ یہ چہرے سے متعارض نہیں ہے بلکہ اس کا حاصل' اس چیز کا بیان ہے جو چہرے سے مراد ہے' اس بات کے یقین ہونے کی وجہ سے کہ تمام چہرہ مراد نہیں ہے' اس وجہ سے کہ رخسار اور ٹھوڑی مراد نہیں ہے۔ پس اس کی مراد واضح ہے۔

اور تحقیق حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے بذاتِ خود اس حدیث کو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب کرتے ہوئے روایت کیا' وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: انسان سات ہڈیوں پر سجدہ کرتا ہے' اپنی پیشانی' اپنے دو ہاتھ' اپنے دو گھٹنے اور اپنے دو قدموں کے کنارے' پس اکیلی پیشانی کے ساتھ (سجدہ) صحیح ہو گا جبکہ اللہ تعالیٰ کی کتاب میں جس چیز کا حکم دیا گیا' وہ سجدہ ہے' جس کا معنی پیشانی (زمین پر) رکھنا اور اس کے ساتھ کوئی دوسرا جز در کھنے کو لازم کرنا' خبر واحد کے ذریعے

Scanned with CamScanner

(خاص کتاب اللہ پر) زیادتی ہوگی۔ پس پیشانی پر اکتفاء کرنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے' جس پر ہمارے مشائخ میں سے تینوں (ائمہ) کا اجماع ہے۔ ہدایہ شریف (کی عبارت) سے یہی ظاہر ہے' جہاں اُنہوں نے اپنے اس قول: پس اگر کسی نمازی نے دونوں میں سے کسی ایک پر اکتفاء کیا' امام صاحب رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہے۔ فرمایا: اور صاحبین رحمہما اللہ فرماتے ہیں: ناک پر اکتفاء کرنا' بغیر کسی عذر کے جائز نہیں۔

1177- اور کتاب الخرقی کی شرح میں مذکور ہے کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ کا مشہور مذہب ہے کہ پیشانی اور ناک پر سجدہ کرنا واجب ہے اور ایک قول یہ ہے کہ پیشانی کے علاوہ کسی عضو پر سجدہ جائز نہیں ہے' کیونکہ اگر کوئی آدمی پیشانی کے علاوہ کوئی عضو (زمین پر) رکھے تو اسے ''سجدہ کرنے والا'' نہیں کہا جائے گا' اگرچہ اس کے علاوہ کو اختیار کیا گیا۔

باقی رہی ناک کی بات' تو اس بارے میں مشہور دو روایتیں ہیں:

ان میں سے ایک: پیشانی کی طرح ناک بھی (زمین پر) رکھنا فرض ہے۔

حضرت قاضی رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت ابوبکر اور ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے اسی کو پسند کیا اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: اس آدمی کی نماز نہ ہوگی' جو اپنی ناک زمین پر نہیں رکھے گا۔

اسے حضرت دارقطنی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

دوسری روایت یہ ہے کہ فرض نہیں ہے۔

اسے حضرت قاضی رحمہ اللہ نے پسند کیا۔

1178- کیونکہ آپ ﷺ سے صحیح روایت ہے کہ سجدہ کے اعضاء سات ہیں اور صحیح میں اس کے بغیر انہیں گنوایا۔

باقی رہا' ہاتھوں اور گھٹنوں کا رکھنا' تو علمائے احناف اور شوافع رحمہم اللہ کے نزدیک سنت ہے' کیونکہ سجدہ ان کے بغیر بھی ثابت ہے۔ اور امر سے مراد ایسا معنی ہے جو وجوب

Scanned with CamScanner

اور ندب (استحباب) کو بھی شامل ہے اور اس کا حقیقی معنی: ''طلب فعل'' ہے اور فقیہ ابولیث (سمرقندی) رحمہ اللہ کے نزدیک پسندیدہ یہ ہے کہ جب نمازی نے اپنے گھٹنے زمین پر نہ رکھے تو کافی نہ ہوگا' اسی طرح حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی شرح میں ہے۔

باقی رہا: قدموں کا رکھنا تو حضرت امام قدوری رحمہ اللہ نے اسے فرض فرمایا' اسی طرح ہدایہ شریف میں ہے' کیونکہ پاؤں اُٹھا کر سجدہ کرنا' تعظیم کے نہیں' کھیل کے زیادہ مشابہ ہے اور اگر ایک انگلی بھی (دونوں پاؤں میں سے) رکھنا' جواز میں کفایت کر جائے اور دونوں پاؤں میں سے ایک (بالکل ہی زمین سے) اُٹھا لیا تو کراہت کے ساتھ جائز ہوگا' اسی طرح حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کی شرح میں ہے۔ اور ''حاوی'' میں مذہب شافعی کے مطابق ایک پاؤں اور ایک گھٹنا رکھنا' سنتوں میں سے شمار کیا گیا اور حضرات امام مالک و امام احمد رحمہما اللہ کا ظاہر مذہب رکھنے کا وجوب ہے' جو سات اعضاء پر سجدہ کرنے والی حدیث کا مقتضیٰ ظاہر ہے۔ واللہ اعلم!

تیسرا مقام:

عمامہ کے کنارے یا بچے ہوئے کپڑے پر سجدہ کرنے کے بارے میں کلام ہے اور یہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز کو توڑنے والا ہے۔

1179- صاحب ہدایہ رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر کسی نمازی نے اپنے عمامہ کے کنارے یا اپنے بچے ہوئے کپڑے پر سجدہ کیا تو جائز ہے' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے (بذاتِ خود) اپنے مبارک عمامہ کے کنارے پر سجدہ فرمایا۔

1180- اور روایت کیا گیا ہے کہ آپ ﷺ صرف ایک کپڑے میں ہی نماز ادا فرما لیا کرتے تھے اور اسی کے بچے ہوئے حصے سے زمین کی گرمی اور سردی سے بچتے تھے۔

1181- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کے بارے میں (لکھی گئی کتاب)

Scanned with CamScanner

''حاوی'' میں ہے: اور نماز کے ارکان میں سے ایک رکن (زمین پر) بے پردہ اپنی پیشانی رکھ کر سجدہ کرنا ہے اور اُنہوں نے اِس کی شرح میں فرمایا: اور کشف (بلا پردہ ہونا) حاصل ہوگا' جب اس کے اور سجدے والی جگہ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہ ہو۔ (بلکہ) اس سے ملا ہوا ہو' اس کے اُٹھنے سے اُٹھ جائے۔ پس اگر کسی نے کپڑے کی طرف یا عمامہ شریف کے کنارے پر سجدہ کیا تو جائز نہ ہوگا' کیونکہ اس کی پیشانی' سجدے والی جگہ بلاحجاب نہیں لگی۔

اور مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: اپنی پیشانی' زمین سے لگا دے اور حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کسی آدمی کی پیشانی پر زخم ہو اور وہ اس پر پٹی باندھ لے اور اس پٹی پر (اس سمیت) سجدہ کرے تو جائز ہوگا۔ معتبر مذہب کے مطابق اس پر دوبارہ نماز پڑھنا واجب نہ ہوگی' جب اعادہ عذر کی وجہ سے اشارہ کر لینے کے ساتھ ساقط ہو جاتا ہے تو اس میں بدرجۂ اولیٰ ساقط ہو جائے ہوگا۔ اور فرمایا: اور اپنے اوپر کیے ہوئے لباس پر سجدہ جائز نہ ہوگا جب وہ حرکت کرے اور اس کی شرح میں فرمایا: جب وہ اپنے مجہول جیسے اپنی آستین یا دامن (جھولی) پر سجدہ کرے' پس اگر وہ اس کی حرکت سے حرکت کرے' خواہ حالتِ قیام یا حالتِ قعود میں تو بھی جائز نہ ہوگا' عمامہ کے کنارے پر قیاس کرتے ہوئے' اگر وہ لمبا ہو اور وہ حرکت نہیں کرتا تھا تو کوئی حرج نہیں ہے' کیونکہ وہ اس سے جدا چیز کے حکم میں ہے۔ پس یہ اس سجدے کے مشابہ ہوگا' جو غیر کے دامن پر پایا جاتا ہے اور ان کے قول ''محمول'' سے سمجھا جا سکتا ہے کہ ایسے تخت پر بھی سجدہ جائز ہے' جو اس کی حرکت سے حرکت کرتا ہے۔ انتہیٰ!

1182- حضرت عیاض بن عبداللہ قرشی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنے عمامہ کے کنارے پر سجدہ کر رہا تھا' تو اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کیا کہ اپنا عمامہ اُٹھا لے اور اس کی پیشانی کی

طرف اشارہ کیا۔

1183- حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی پیشانی کے اوپر والے بالوں کے گچھے پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

ان دونوں حدیثوں کے راوی ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ ہیں۔

1184- آپ جان لیں کہ صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ نے عمامہ شریف کے کونے پر سجدہ کرنے کا جواز مطلقاً ثابت کیا ہے اور اس کی کراہت کا ذکر تک نہیں کیا' اور نہ ہی اسے مکروہات میں شمار کیا ہے' لیکن علامہ شمنی رحمہ اللہ اور نہایہ کے بعض شارحین نے اسے مکروہات میں ذکر کیا اور حضرت علامہ شمنی رحمہ اللہ نے فرمایا: لیکن نماز کی صحت کو نہیں روکتا' کیونکہ جو چیز عمامہ شریف سے جدا ہے اور اس سے الگ ہے تو اگر اس پر سجدہ کیا تو بالاتفاق جائز ہے۔

پس اسی پر اسے قیاس کیا جائے گا' جو اس سے متصل ہے۔

اور فرماتے ہیں: حضرت حافظ ابوقاسم رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الفوائد'' میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں روایت کیا کہ اُنہوں نے فرمایا: رسول کریم ﷺ اپنے مبارک عمامہ کے کنارے پر سجدہ فرمالیا کرتے تھے اور فرمایا: اگر یہ حدیث صحیح ثابت ہو جائے تو آپ ﷺ سے اس کا وقوع ضرورت (و مجبوری' عذر) کی وجہ سے ہوگا' کیونکہ یہ بات تو ممکن نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ناپسندیدہ کام کیا ہو' اسی طرح انہوں نے فرمایا۔

اور میں کہتا ہوں: بعض حضرات نے یہ بات کہی ہے کہ جواز کی اصل کو بیان کرنے کی خاطر شارع سے بھی مکروہ فعل کا صدور جائز ہے' جس میں کھڑے ہو کر پانی پینے کے حوالے سے قول کیا جاتا ہے۔

Scanned with CamScanner

اور حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ نے عمامہ شریف کے کونے اور بچے ہوئے کپڑے پر سجدہ کرنے کے جواز میں احادیث و آثار کا ایک سلسلہ چلایا ہے۔ حضرت ابونعیم رحمہ اللہ نے (اپنی کتاب) ''حلیہ'' میں حضرت ابراہیم بن ادھم رحمہ اللہ کے ترجمہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث روایت کی۔

1185- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مبارک عمامہ کے کونے پر سجدہ کرلیا کرتے تھے اور اسے ''الاوسط'' میں حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ نے اپنی سند سے روایت کیا۔

1186- حضرت عبداللہ بن ابی اوفیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو اپنے مبارک عمامہ (کے کونے) پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور اسے حضرت ابن عدی رحمہ اللہ نے ''الکامل'' میں حضرت عمرو بن شمس کی حدیث سے روایت کیا' اُنہوں نے جابر جعفی رحمہ اللہ سے اور اُنہوں نے حضرت عبدالرحمٰن بن ثابت رحمہ اللہ سے روایت کیا۔

1187- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو اپنے مبارک عمامے کے کونے پر سجدہ کرتے ہوئے دیکھا اور عمرو بن شمس اور جابر جعفی کذاب کو ضعیف قرار دیا۔ اور اسے حضرت حافظ ابوا قاسم تمام بن محمد مرازی رحمہ اللہ نے ''فوائد'' میں اپنی سند کے ساتھ روایت کیا۔

1188- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنے مبارک عمامہ کے کونے پر سجدہ کرلیا کرتے تھے۔

اس حدیث کو سنن بیہقی میں روایت کیا گیا ہے۔

1189- وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سجدہ کرتے تھے اس حال میں کہ ان کے ہاتھ ان کے کپڑوں (گرم چادر وغیرہ) میں ہوتے

Scanned with CamScanner

تھے اور ان میں سے کوئی صحابی رضی اللہ عنہ اپنے عمامہ شریف (کے کونے) پر بھی سجدہ کر لیا تھا۔

اسے صحیح بخاری میں تعلیقاً روایت کیا گیا۔

1190- اور حضرت حسن رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عمامہ (کے کونے) پر اور ٹوپی (کے زائد حصے) پر سجدہ کرتے تھے اور ان میں سے کوئی آدمی تو یوں بھی سجدہ کر لیتا تھا کہ اس کے دونوں ہاتھ اس کی آستین میں موجود ہوتے تھے۔

1191- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک ہی کپڑے میں زمین کی گرمی اور سردی سے اس کے زائد حصے کے ذریعے بچتے ہوئے نماز ادا فرمائی۔

حضرات احمد، اسحاق بن راہویہ، ابویعلیٰ، طبرانی، ابن عدی فی الکامل اور واعلۃ بن عبداللہ، ابن معین رحمہم اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا۔

نسائی اور مدنی نے فرمایا: وہ میرے نزدیک ثقہ ہیں اور جوان کی حدیث لکھتا ہے تو میں اس کی حدیث کو منکر نہیں پاتا۔

1192- اور اسی کی ہم معنی وہ حدیث ہے جسے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اصحاب ستہ نے روایت کی، ہم سخت گرمی کے موسم میں نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز ادا کرنے کا شرف حاصل کیا کرتے تھے، پس جب ہم میں سے کوئی آدمی اپنا چہرہ زمین پر نہ رکھ سکتا تو اپنا کپڑا بچھا دیتا اور اس پر سجدہ کرتا۔

اور اس بات پر اتفاق ہے کہ حائل چیز سجدے میں مانع نہیں ہے اور جس مسئلے کے بارے میں ہم بحث کر رہے ہیں، وہ اس کے ساتھ متصل ہونے کے ساتھ ہی زائد ہے، اور اس کا تاثر فساد میں صرف اس صورت میں منع کرتا ہے، اگر وہ منقولات سے خالی ہو۔ سو

Scanned with CamScanner

کیسے ہو سکتا ہے جبکہ اس میں وہ روایت موجود ہو' جسے میں نے خود سماعت کیا اور اگر ان میں سے کسی حدیث میں کسی محدث نے کلام (اعتراض) کیا تو دوسرے نے آ کر اس کا جواب دے دیا۔

اور اگر ساری ضعیف ہوں تو سندوں کی تعداد زیادہ ہونے اور ان کی کثرت کی وجہ سے وہ ''حسن'' بن جاتی ہے اور کئی سندوں سے مروی ہے' جنہیں ہم نے ذکر بھی کیا ہے جبکہ صرف وہی ایک روایت ہی کافی ہو جاتی ہے' جسے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے رسول کریم ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کر کے ذکر کیا اور اسی کے ساتھ مرفوعات کی صحت کا ظن کافی ہو جاتا ہے' کیونکہ ضعیف کا معنیٰ: حقیقت میں وہ حدیث نہیں جو باطل ہو بلکہ وہ حدیث ہے جو معتبر شرائط کے ساتھ محدثین کے نزدیک ثابت نہ ہو' ساتھ اس کے نفس الامر میں اس کا صحیح ہونا بھی جائز ہو۔ سو یہ بھی ممکن ہے کہ اس کے ساتھ کوئی قرینہ مل جائے جو اسے ثابت کر دے اور بے شک اس متن میں ضعیف راوی بھی آیا ہے' گویا اُس نے بلا حجاب سجدہ کیا اور (بلا وضو) اپنی آستین کے ساتھ قرآن پاک کو ہاتھ لگانا بھی جائز نہ ہوگا' جس طرح بغیر پردہ اپنے ہاتھ کے ساتھ اسے چھونا جائز نہیں ہوتا۔ اور علامہ اَلیم کی طرف سے ''تجنیس'' میں جو مذکور ہے کہ عمامہ شریف کے کونے پر سجدہ جائز نہیں' کیونکہ اس میں تعظیم مراد نہیں ورنہ درست نہ ہوتا بلکہ ممنوع ہوتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ''رکن'' ایک ایسا فعل ہے' جسے تعظیم کیلئے وضع کیا گیا ہے کیونکہ آدمی کے پیشانی کو عمامہ میں رکھنے سے عام مشاہدہ یہ ہے کہ مابعد کے علاوہ کو پلٹانے والا ہے' برائے تعظیم یعنی کشادہ حائل میں اس کی تعظیم ہے۔

لیکن حائل' وہ چیز' جو اس کا بعض ہو تو (اس میں) علماء نے اختلاف کیا۔ سو اگر وہ اپنی ہتھیلی پر سجدہ کرے' جبکہ ہتھیلی زمین پر ہو تو ایک قول یہ ہے کہ جائز نہیں ہے اور جواز کی تصحیح کی گئی یا اُس نے اپنی ران پر (سجدہ کیا) تو ایک قول یہ ہے کہ عذر کے ساتھ بھی جائز

نہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ بغیر عذر کے بھی جائز ہے' لیکن یہ کوئی ایسی چیز نہیں' جس کی طرف توجہ دی جائے۔ بلکہ میرے نزدیک اس کی نقل مخل نہیں تا کہ مشہور نہ ہو۔اور جواز کو عذر کے بغیر نہیں بلکہ عذر کی صورت میں صحیح قرار دیا گیا ہے اور اپنے گھٹنے پر (سجدہ کرنا) دونوں صورتوں (عذر و بلا عذر) میں جائز نہیں اور اس میں کوئی اختلاف کم از کم ہماری معلومات سے باہر ہے' لیکن اگر عذر کی صورت میں ہو تو کافی (اور جائز) ہے' اس اعتبار سے جو اس کے ضمن میں اشارہ ہے اور اس میں بھی اختلاف نہیں' جس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ' گھٹنے کے ایک کنارے پر ہی ہوتا ہے اور وہ پیشانی (زمین پر رکھنے) کے واجب میں سے واجب کی مقدار اختیار نہیں کرتا ہے۔

اور "تجنیس" کتاب میں ہے: اگر کسی آدمی نے چھوٹے سے پتھر پر سجدہ کیا (جیسے اہل تشیّع خاکِ کربلا مُعلّٰی پر کرتے ہیں) اگر تو وہ زمین پر جتنی مقدار پیشانی رکھی جاتی ہے' اس سے بڑا ہو' پھر تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب کے بارے تحریر کی گئی کتاب "خرقی" کی شرح میں ہے کہ سجدہ کے اعضاء میں سے کسی عضو کے ساتھ نمازی کی مباشرت واجب نہیں جبکہ وہ پاؤں اور گھٹنوں کے بارے میں اجماع ہے اور جمہور علماء کا قول ہاتھوں کے بارے میں ہے۔

اور اسی پر دلالت کرتا ہے' وہ جو حضرت عبداللہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے حضرات امام احمد اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے روایت کیا۔ وہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ ہمارے پاس تشریف لائے۔ سو بنو عبد اشہل کی مسجد میں ہمیں نماز پڑھائی' میں نے آپ ﷺ کو اپنے کپڑے میں ہاتھ رکھے ہوئے دیکھا' جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا۔

Scanned with CamScanner

باقی رہی پیشانی تو اس کے ساتھ مباشرت کے بارے میں دو مشہور قول ہیں:
دونوں ہی حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے مروی ہیں' ان دونوں سے زیادہ صحیح وہ روایت ہے جو حضرت ابو برکات رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔ اسے حضرات ابوبکر اور قاضی رحمہ اللہ نے پسند کیا ہے۔

(1) واجب نہیں ہے' اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی' وہ فرماتے ہیں: ہم سخت گرمی کے موسم میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کیا کرتے تھے۔ سو ہم میں سے کوئی آدمی گرمی کی شدت کی وجہ سے سجدے والی جگہ میں اپنے کپڑے کی ایک طرف ڈال لیتا تھا۔

اسے امام بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

(2) مباشرت واجب ہے' اگر کوئی عذر نہ ہو' اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے روایت کی گئی ہے' وہ فرماتے ہیں: ہم نے رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں اپنی پیشانیوں اور اپنی ہتھیلیوں میں جلتی ریت (سخت گرمی) کی شکایت کی' لیکن آپ ﷺ نے ہماری شکایت کی التفات نہ فرمائی۔

اور اس میں ان دونوں روایتوں کا محل اُس وقت ہے جب وہ اپنے عمامہ کے کونے' یا اپنے دامن پر سجدہ کرے' جو حائل ہو اور اس سے جدا ہو۔ یہ کلام' حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب کے بارے میں موجود ہے' لیکن ہم نے حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب میں کوئی کلام نہیں پایا۔

اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: فرض نماز میں سنت ہے کہ جب آدمی پہلی دو رکعتوں میں (سجدے سے) اُٹھے تو زمین پر سہارا نہ لے مگر اس صورت میں کہ وہ بڑا بوڑھا آدمی ہو' وہ اس کی طاقت نہ رکھتا ہو۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرت ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

اور ظاہر' اطلاق ہے۔ واللہ اعلم!

اور تحقیق اس مقام پر دونوں اماموں کا طویل اور لمبا کلام موجود ہے اور اسی کی مثل اس کتاب میں بھی واقع ہوا اور وہ حق کا فائدہ دیتا ہے اور درست بات کا الہام کرتا ہے۔

چوتھا مقام: جلسۂ استراحت کے بارے میں کلام ہے

اور تحقیق اس بارے میں بھی اختلاف ہے' سو ہمارے (احناف کے) نزدیک جب نمازی' کسی نماز کی طاق رکعت میں مثلاً وہ پہلی رکعت یا تیسری مکمل کرنے پر اپنا سر اُٹھا رہا ہو تو صرف اپنی رانوں پر سہارا لے' اور اپنے پاؤں کے کناروں پر سیدھا کھڑا ہو جائے' نہ تو بیٹھے اور نہ ہی اپنے ہاتھوں کے ساتھ زمین پر سہارا لے مگر اس صورت میں کہ اس پر مشکل ہو تو زمین پر سہارا لے کر کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور اسی طرح حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے بارے لکھے ہوئے حضرت ابن ابوزید رحمہ اللہ کے رسالہ میں ہے' پھر زمین سے آپ اپنے ہاتھوں پر سہارا لیتے ہوئے کھڑے ہوئے' لوٹ کر بیٹھے نہیں تاکہ بیٹھ کر پھر اُٹھیں۔

اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک چھوٹا سا جلسہ کر سکتا ہے' پھر زمین پر سہارا لے کر اس طرح لیں' جس طرح آٹا گوندھنے والا' اور کھڑا ہو جائے۔

1193- ان کی دلیل حضرت مالک بن حویرث رحمہ اللہ کی حدیث ہے' جو نبی کریم ﷺ کی نماز کے طریقہ کے بارے میں ہے کہ جب آپ ﷺ اپنی نماز کی طاق رکعت میں ہوتے تو اُس وقت نہ اُٹھتے یہاں تک کہ برابر بیٹھ جاتے۔

1194- اور ایک روایت میں ہے: جب آپ ﷺ اپنا سر مبارک دوسرے سجدہ سے اُٹھاتے تو (ایک بار سیدھے) بیٹھ جاتے' پھر زمین پر سہارا لیتے (اور کھڑے ہو جاتے)۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرات بخاری، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1195- ''حاوی'' میں وہ فرماتے ہیں: سنت میں سے ایک جلسۂ استراحت ہے، یعنی ہاتھوں کو زمین پر رکھنا جیسے کھڑا ہونے کیلئے آٹا گوندھنے والا کرتا ہے اور اس کی شرح میں اُنہوں نے فرمایا: اس کی دلیل وہ حدیث ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب اپنی نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے مبارک ہاتھوں کو زمین پر رکھتے، جس طرح آٹا گوندھنے والا رکھتا ہے۔

اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے دو روایتیں ہیں: ان میں سے ایک یہ ہے کہ جلسۂ استراحت نہ کرے اور یہ دونوں روایتوں میں سے پسندیدہ ہے اور حضرات عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور ابن مسعود رضی اللہ عنہم کا یہی قول ہے۔ اسے حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے انہیں حضرات سے حکایت کیا ہے اور حضرت ابن منذر رحمہ اللہ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ذکر کیا اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور احادیث میں سے زیادہ اسی بات پر ہیں اور حضرت ابوزناد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور یہی سنت ہے۔

اور دوسری روایت ہے کہ استراحت کیلئے بیٹھ سکتا ہے، اسے حضرت ابوبکر عبدالعزیز رحمہ اللہ اور ان کے استاد محترم نے پسند کیا اور خلال کا گمان ہے کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے پہلی روایت سے حضرات ابوحمید، مالک بن حویرث کی حدیث کے سبب رجوع کر لیا تھا۔ اور اس روایت کے مطابق وہ اپنے پاؤں اور سرین کے بل بیٹھے گا اور ان کے ساتھ زمین کو مَس کرے گا۔ مروزی رحمہ اللہ کی روایت میں اس پر نص وارد ہے تاکہ اس جلسہ اور دو سجدوں کے درمیان والے جلسے میں فرق ہو جائے اور اسی پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول: ''دونوں پاؤں پر بیٹھنا، تمہارے نبی ﷺ کی سنت ہے'' کو محمول کیا جائے گا۔ اور حضرت آمدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ اپنے دونوں پاؤں پر بیٹھے گا اس حال میں کہ اس کی سرین زمین سے متصل نہ ہو اور گمان کیا گیا ہے کہ اصحاب اس

Scanned with CamScanner

بارے میں اختلاف نہیں کرتے۔ حضرت قاضی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: یہ بھی احتمال ہے کہ وہ (دونوں پاؤں) پھیلا کر بیٹھے، جس کی دلیل حضرت ابوحمید رحمہ اللہ کی حدیث ہے۔

انتہی!

1196- صاحبِ ہدایہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور ہماری دلیل حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی نماز میں اپنے پاؤں کے کناروں پر کھڑے ہوا کرتے تھے۔ اور وہ حدیث جو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔ وہ بڑھاپے کی حالت پر محمول ہوگی۔ اور اس کی عقلی دلیل یہ ہے کہ چونکہ یہ جلسہ برائے آرام ہے اور نماز اس واسطے نہیں بنائی گئی (مجبوری و معذوری ایک الگ چیز ہے)۔ اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث، حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔

1197- حضرت توأمہ کے آزاد کردہ غلام حضرت صالح رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز میں اپنے پاؤں کے کناروں پر کھڑے ہوتے تھے۔ اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث پر میں اہلِ علم کے نزدیک عمل کرنا معتبر ہے اور خالد بن ایاس، جنہیں ابن بیاس بھی کہا جاتا ہے۔ اہلِ علم کے نزدیک ضعیف ہے اور اسی طرح اس کی تعلیل کی ہے ابن عدی نے، اور حضرت ابن عدی فرماتے ہیں: وہ ضعیف ہونے کے باوجود ان کی حدیثیں لکھا کرتا تھا۔ حضرت ابن قطان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جس کی وجہ سے حضرت خالد کو معلول قرار دیا گیا ہے، وہ صالح میں بھی موجود ہے اور وہ ہے: ''اختلال'' سو تخصیص کا کوئی معنی نہیں ہے، اور معنی کے ساتھ ہی تو انتہا ہوتی ہے۔

اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہلِ علم کے نزدیک اس پر عمل، قوتِ اصلیہ کا تقاضا کرتا ہے، اگرچہ اس سند کا خصوص ضعیف ہے۔

Scanned with CamScanner

1198- اور اسی طرح حضرت ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ آپ ﷺ نماز میں اپنے پاؤں کے کناروں کے بل کھڑے ہوتے تھے اور بیٹھتے نہیں تھے۔

1199- اور حضرت شعبی رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرات عمر فاروق، علی المرتضیٰ اور نبی کریم ﷺ کے دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز میں (بغیر بیٹھے) اپنے قدموں کے کناروں پر کھڑے ہوتے تھے اور حضرت نعمان بن ابو عیاش رحمہ اللہ سے مروی ہے، میں نے بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پایا، پس جب ان میں سے کوئی صحابی رضی اللہ عنہ پہلی اور تیسری رکعت میں سجدہ سے اپنا سر اُٹھاتا جس حالت پر ہوتا بیٹھے بغیر کھڑا ہو جاتا، اور حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے اسے حضرات ابن عباس، ابن مسعود اور ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا اور امام بیہقی رحمہ اللہ نے اسے حضرت عبدالرحمٰن بن زید رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ اُنہوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو دیکھا اور مذکور کی ہم معنی حدیث ذکر کی۔

پس تحقیق اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہوا، جو سب سے زیادہ رسول کریم ﷺ کے قریب تھے اور آپ ﷺ کے آثار کو لازم پکڑا اور ہمیشہ آپ ﷺ کی صحبت میں رہے۔

1200- اور حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ کی حدیث اس کے خلاف ہے جو اُنہوں نے کہا۔ پس اسے مقدم کرنا واجب ہے اور اس وجہ سے اہلِ علم کے نزدیک عمل اسی پر ہے، جس طرح آپ نے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کا قول سماعت کیا، اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا کہ کوئی آدمی اپنے ہاتھوں پر سہارا لے جب وہ نماز میں اُٹھے۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

Scanned with CamScanner

1201- اور حضرت وائل رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ جب کھڑے ہوتے تو اپنی رانوں (گھٹنوں) پر (ہاتھ رکھ کر) سہارا لیتے۔ پس تطبیق کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

پس جو اُنہوں نے روایت کی' اسے بڑھاپے کی حالت پر محمول کیا جائے گا' اسے یاد کرلیں۔ اور اُٹھنے کے وقت دونوں پاؤں میں سے ایک کو مقدم کرنا مکروہ ہو گا اور دائیں کے ساتھ نیچے (زمین پر) جانا اور بائیں کے ساتھ اوپر اُٹھنا مستحب ہو گا۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

تشہد اور اشارہ کا باب☆

1202- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: مجھے رسول کریم ﷺ نے اس طرح سکھایا' اس حال میں کہ میرا ہاتھ آپ ﷺ کے ہاتھ میں تھا' جس طرح آپ ﷺ مجھے قرآن کی سورت سکھاتے تھے: (ترجمہ:) ''تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے ہیں' سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں' سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر' میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں''۔

1203- اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں بیٹھے تو التحیات پڑھے' آپ ﷺ کے ذکر اور اللہ کے نیک بندوں کے ذکر کے بعد' کیونکہ جب تم نے یہ کام کرلیا تو تم نے آسمان و زمین میں موجود ہر نیک بندے پر سلام کرلیا' پھر وہ سوال عرض کرنے میں مختار ہے' جو چاہے (کرے)۔ اور ایک روایت میں ہے: پھر دعا کے حوالے سے اسے اختیار ہے' جو اسے پسند ہے' وہ کرے۔

اسے حضرات بخاری و مسلم رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

☆ باب التشہد: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) ''(اے حبیب!) کہہ دیجئے! سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں اور اس کے بندوں پر (اللہ کا) سلام' جنہیں اُس نے (اپنے دین کی خدمت کیلئے) چُن لیا''۔ (النمل:54) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) ''تمہارا رب عزت والا رب' اُن تمام باتوں سے پاک ہے جو یہ (اس کیلئے بیوی و اولاد و شریک کا ہونا) بیان کرتے ہیں اور پیغمبروں پر (اللہ کا) سلام ہو اور سب تعریفیں اللہ سارے جہانوں کے پروردگار کیلئے ہیں''۔ (الصافات:182-181-180)

Scanned with CamScanner

اور حضرت نسائی رحمہ اللہ نے یہ روایت کی مگر انہوں نے "میرا ہاتھ آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں تھا" کی بجائے کہا: "میں آپ ﷺ کے سامنے موجود تھا"۔

یہ امام نسائی اور امام ترمذی رحمہما اللہ کے الفاظ ہیں۔

1204- اور ہمیں رسول کریم ﷺ نے سکھایا کہ جب ہم دو رکعتوں میں بیٹھیں تو کہیں: "تمام قولی عبادتیں......" اور مکمل حدیث ذکر کی۔

1205- اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے: ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں نماز کے اندر قعدہ کرتے تھے تو اللہ کے بندوں فلاں اور فلاں پر سلام سے پہلے کہتے تھے: اللہ پر سلام۔ (تو اس سے منع کر دیا گیا) آگے مکمل حدیث، جس طرح مشکوٰۃ شریف میں مذکور ہے۔

1206- اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: جب تُو نے یہ کہہ لیا، یا تُو نے یہ کام کرلیا تو تیری نماز مکمل ہوگئی، اگر اُٹھنا چاہے تو اُٹھ کھڑا ہو اور اگر بیٹھنا چاہے تو بیٹھ جا۔

ایک اور روایت میں ہے: حضرت علقمہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے عبداللہ کا ہاتھ پکڑا اور اسے نماز میں پڑھا جانے والا تشہد سکھایا اور "جامع الاصول" میں دیگر روایات بھی موجود ہیں۔

1207- اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ ہمیں تشہد سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ پڑھا کرتے تھے: "برکتوں والی تمام قولی عبادتیں، تمام فعلی، مالی عبادتیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو! اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں بھی، اور اللہ کے نیک

Scanned with CamScanner

بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں''۔

اسے حضرات مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

مگر امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: الف لام کے بغیر ''سلام علیک'' فرمایا اور انہوں نے، یعنی ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے یہ الفاظ روایت کیے: ''جس طرح آپ ﷺ ہمیں قرآن سکھاتے''۔ اور حضرت نسائی رحمہ اللہ کے الفاظ حضرت ترمذی رحمہ اللہ کی مثل ہیں۔

1208- اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، لوگوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی تو انہوں نے فرمایا: بے شک رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی قعدہ میں ہو تو تم میں سے کسی کا پہلا قول یہ ہونا چاہیے: (ترجمہ:) ''تمام قولی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں، تمام فعلی، تمام مالی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں، سلام ہو آپ پر'' آگے حدیث مکمل اور اس کے آخر میں ہے: (ترجمہ:) ''میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں''۔

اس حدیث کو حضرات نسائی، مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1209- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول کریم ﷺ تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے: ''اللہ کے نام سے شروع اور اللہ کے ساتھ، تمام قولی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں، تمام فعلی اور تمام مالی عبادتیں بھی، سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور اُس کی برکتیں'' حدیث مکمل کرلیں اور اس کے آخر میں ہے: (ترجمہ:) ''میں جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں''۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرت نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1210- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تشہد کے بارے میں رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''تمام قولی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی بھی، اور سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے اس میں ''وَحْدَہٗ لَا شَرِیْكَ لَہٗ'' کا اضافہ کیا۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1211- اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی برسرِ منبر تشہد ہمیں اس طرح سکھاتے تھے جس طرح مدرسے میں معلم چھوٹے بچوں کو (کوئی چیز) سکھاتا ہے۔

اس حدیث کو حضرات مسدد اور طحاوی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1212- حضرت ابوعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو اس وقت دیکھا جب وہ نماز میں بیٹھا، وہ تشہد سے پہلے الحمدللہ پڑھ رہا تھا تو اُنہوں نے اسے ڈانٹا۔ فرمانے لگے: تشہد سے ابتداء کرو۔

اس حدیث کو حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1213- اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ ہمیں کلام یا کلمات کے ابتدائیے یا جامع کلمات یا فواتح کلمات سکھایا کرتے تھے۔

1214- اور ایک روایت میں ''فواتح الخیر''، ''جوامع الخیر'' اور ''خواتم الخیر'' کے الفاظ ہیں۔ اور بے شک ہم نہیں جانتے تھے کہ ہم اپنی نمازوں میں کیا کہیں، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ہمیں سکھایا، آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو: (ترجمہ:) ''تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے

بندوں پر سلام ہو۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے رسول ہیں"۔

اسے حضرات مسلم، ابوداؤد، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

مگر امام ترمذی رحمہ اللہ نے فرمایا: الف لام کے بغیر "سلام علیك" فرمایا اور اُنہوں نے، یعنی ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے یہ الفاظ روایت کیے: "جس طرح آپ ﷺ ہمیں قرآن سکھاتے"۔ اور حضرت نسائی رحمہ اللہ کے الفاظ حضرت ترمذی رحمہ اللہ کی مثل ہیں۔

1208- اور حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، لوگوں نے ان کے ساتھ نماز پڑھی تو اُنہوں نے فرمایا: بے شک رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی آدمی قعدہ میں ہو تو تم میں سے کسی کا پہلا قول یہ ہونا چاہیے: (ترجمہ:) "تمام قولی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں، تمام فعلی، تمام مالی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں، سلام ہو آپ پر" آگے حدیث مکمل اور اس کے آخر میں ہے: (ترجمہ:) "میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں"۔

اس حدیث کو حضرات نسائی، مسلم اور ابوداؤد رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1209- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: ہمیں رسول کریم ﷺ تشہد اس طرح سکھاتے تھے جس طرح قرآن کی سورت سکھاتے تھے: "اللہ کے نام سے شروع اور اللہ کے ساتھ، تمام قولی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں، تمام فعلی اور تمام مالی عبادتیں بھی، سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں اور اُس کی برکتیں" حدیث مکمل کرلیں اور اس کے آخر میں ہے: (ترجمہ:) "میں جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں"۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرت نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1210- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما تشہد کے بارے میں رسول کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں: ''تمام قولی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی بھی، اور سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ کی رحمتیں''۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا: میں نے اس میں ''وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ'' کا اضافہ کیا۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1211- اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی برسرِ منبر تشہد ہمیں اس طرح سکھاتے تھے جس طرح مدرسے میں معلم چھوٹے بچوں کو (کوئی چیز) سکھاتا ہے۔

اس حدیث کو حضرات مسدد اور طحاوی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1212- حضرت ابوعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ایک آدمی کو اس وقت دیکھا جب وہ نماز میں بیٹھا، وہ تشہد سے پہلے الحمدللہ پڑھ رہا تھا تو اُنہوں نے اسے ڈانٹا۔ فرمانے لگے: تشہد سے ابتداء کرو۔

اس حدیث کو حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1213- اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ ہمیں کلام یا کلمات کے ابتدائیے یا جامع کلمات یا فواتح کلمات سکھایا کرتے تھے۔

1214- اور ایک روایت میں ''فواتح الخير''، ''جوامع الخير'' اور ''خواتم الخير'' کے الفاظ ہیں۔ اور بے شک ہم نہیں جانتے تھے کہ ہم اپنی نمازوں میں کیا کہیں، یہاں تک کہ آپ ﷺ نے ہمیں سکھایا، آپ ﷺ نے فرمایا: یوں کہا کرو: (ترجمہ:) ''تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کیلئے

Scanned with CamScanner

ہیں، سلام ہو آپ پر اے نبی! اور اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں، سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر، میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1215- اور انہیں سے روایت ہے: ہم رسول کریم ﷺ کے عہد میں استخارہ اور تشہد والی حدیثوں کے علاوہ نہیں لکھتے تھے۔

اس حدیث کو حضرت ابن ابوشیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1216- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا اور اُنہوں نے گمان کیا کہ رسول کریم ﷺ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں تشہد سکھایا: (ترجمہ تشہد:) ”تمام قولی عبادتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہیں، فعلی عبادتیں اور برکتوں والی مالی عبادتیں بھی“۔

اس حدیث کو حضرات دارقطنی اور حاکم رحمہما اللہ نے روایت کیا اور فرمایا: یہ سند حسن ہے۔

1217- اور حضرت عبدالرحمٰن بن عبد قاری رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا اس حال میں کہ وہ منبر پر براجمان تھے اور وہ لوگوں کو یوں تشہد سکھا رہے تھے: ”بسم اللہ الخیر الاسماء! اللہ تعالیٰ کے بہتر ناموں کے ساتھ شروع، تمام قولی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں، تزکیے اللہ کیلئے ہیں، فعلی عبادتیں، مالی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں، اے نبی! آپ پر سلام ہو“ آگے حدیث مکمل کر لیں۔

اس حدیث کو حضرات مالک و شافعی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1218- حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

Scanned with CamScanner

تشہد پڑھے بغیر نماز جائز نہیں ہوتی اور فرمایا: جس نے تشہد نہ پڑھا' اس کی نماز نہ ہوئی۔

اس حدیث کو حضرات عبدالرزاق' ابن ابوشیبہ' مسدد' حاکم اور بیہقی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1219- حضرت ابوتوکل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے تشہد کے حوالے سے دریافت کیا تو اُنہوں نے فرمایا: (ترجمہ:) ''تمام قولی عبادتیں' فعلی عبادتیں اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں۔ اے نبی! آپ پر سلام ہو''۔ آگے مکمل حدیث۔ تو حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم قرآن اور تشہد کے علاوہ کچھ نہیں لکھا کرتے تھے۔

اس حدیث کو حضرت ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1220- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب وہ تشہد پڑھے تو یوں کہے: ''اللہ تعالیٰ کے نام سے شروع اور اللہ کے ساتھ''۔

اس حدیث کو حضرت بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1221- حضرت ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں: مجھے حضرت عطاء رحمہ اللہ نے خبر دی کہ نبی کریم ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم یوں سلام پڑھتے تھے' اس حال میں کہ نبی کریم ﷺ ظاہری حیاتِ طیبہ کے ساتھ موجود تھے: ''اے نبی! آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں''۔ اور حضرت عطاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور نبی کریم ﷺ نے بیان فرمایا: میں (اللہ کا) رسول ہونے سے پہلے (اللہ کا) بندہ ہوں' پس آپ کہیں: اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس حدیث کو عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

Scanned with CamScanner

1222- حضرت علی بن معافری رحمہ اللہ سے مروی ہے: حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں نماز ادا کی۔ پس میں نے کنکریوں کو الٹ پلٹ کیا تو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا: کنکریوں کو الٹ پلٹ مت کر، کیونکہ کنکریوں کو الٹنا پلٹنا شیطان کا کام ہے، سوائے ایسے کر جیسے میں نے رسول کریم ﷺ کو کرتے ہوئے دیکھا۔ میں نے عرض کی: آپ نے رسول کریم ﷺ کو کیسے کرتے ہوئے دیکھا؟ تو جواب دیا: اس طرح! اور آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا دایاں پاؤں گاڑ دیا اور بایاں پاؤں بچھا دیا اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھا اور اپنا بایاں ہاتھ اپنی بائیں ران پر رکھا اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا۔

1223- اور ایک روایت میں ہے: اپنی اس انگلی سے قبلہ کی طرف (اشارہ کیا) جو انگوٹھے سے ملی ہوئی ہے اور اپنی غصے والی نگاہ کے ساتھ اس کی طرف گھور کر دیکھنے لگا۔ پھر فرمایا: اس طرح میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا اور اس حدیث کی متعدد روایات ہیں جو ''جامع الاصول'' میں مذکور ہیں۔

1224- اور ایک روایت میں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ جب تشہد میں بیٹھتے تھے تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر رکھتے اور اپنا دایاں ہاتھ اپنے دائیں گھٹنے پر رکھتے تھے۔ ترپن کی شکل بناتے اور سبابہ (شہادت والی انگلی) سے اشارہ فرماتے تھے۔

اسے حضرت بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ چھ حضرات نے روایت کیا۔

1225- حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ جب نماز میں بیٹھتے تو اپنا بایاں ہاتھ اپنے بائیں گھٹنے پر اور اپنا دایاں ہاتھ اپنی دائیں ران پر رکھتے اور اپنی انگلی سے اشارہ کرتے۔ راوی کا بیان ہے: اور ہمیں حضرت عبدالواحد رحمہ اللہ نے سمجھایا اور سبابہ انگلی سے اشارہ کیا۔

Scanned with CamScanner

1226- اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی انگلی سے اشارہ کیا کرتے تھے' جب دعا کرتے اور اسے (زیادہ) حرکت نہیں دیتے تھے (جس طرح آج کل بعض لوگ سلام تک اپنی انگلی کو ہلاتے ہی رہتے ہیں)۔ اور ایک روایت میں ہے: ان کی نگاہ' ان کے اشارہ سے آگے نہیں بڑھتی تھی۔

اس حدیث کو حضرات ابوداؤد' نسائی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1227- حضرت عاصم بن کلیب حرمی رحمہ اللہ کے دادا جان فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ کی بارگاہ میں میری حاضری ہوئی اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اور آپ ﷺ نے اپنا بایاں ہاتھ' اپنی بائیں ران پر اور اپنا دایاں ہاتھ' اپنی دائیں ران پر رکھا ہوا تھا۔ (باقی) انگلیاں اکٹھی کی ہوئی تھیں اور شہادت کی انگلی پھیلائی ہوئی تھی۔ اور یہ دعا مانگ رہے تھے: اے دلوں کو پلٹنے والے! میرے دل کو اپنے دین پر ثابت رکھ۔

یہ حدیث حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کی ہے۔

1228- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: نماز میں شہادت کی انگلی اُٹھانا' شیطان پر لوہے (کے گرز) سے زیادہ سخت ہے۔

اس حدیث کو حضرت ابن نجار رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1229- حضرت ابن تیمی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے آدمی کے اپنی انگلی کو نماز میں حرکت دینے کے بارے میں دریافت ہوا تو اُنہوں نے فرمایا: یہ اخلاص ہے۔

اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: رسول کریم ﷺ نماز میں چوکڑی مار کر بیٹھنے کو ناپسند فرمایا کرتے تھے۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1230- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ تشہد میں چوکڑی مار کر بیٹھے تو آپ ﷺ کی خدمت عالیہ میں (تعجبانہ انداز میں) عرض کی گئی: آپ بھی اس طرح بیٹھتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے: پس ایک آدمی نے اعتراض کیا، جس نے آپ ﷺ کے پہلو میں نماز پڑھی، تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک میں (ہی ایسا کرتا ہوں)۔

1231- اور ایک روایت میں ہے: بے شک میں بیمار ہوں۔ اور مؤطا کی حضرت مغیرہ بن حکیم رحمہ اللہ سے روایت میں ہے کہ اُنہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ اُنہوں نے دو سجدوں (کے درمیان) میں اپنے پاؤں کے کناروں پر چوکڑی ماری، پس جب اُنہوں نے سلام پھیرا تو ذکر ہوا۔ اُنہوں نے فرمایا: بے شک یہ سنت نہیں ہے، میں تو صرف اس لیے یہ کر رہا ہوں کہ میں بیمار ہوں۔

تنبیہ

اس باب میں کلام دو جگہوں پر ہے، پہلا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے تشہد پر عمل کرنے کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد کے ساتھ عمل کرنے پر ترجیح دینے کے بارے میں ہے۔

1232- صاحب ہدایہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسے اختیار کرنا زیادہ بہتر ہے کیونکہ اس میں امر کا صیغہ ہے اور اس کا کم سے کم درجہ استحباب ہے اور "امر" سے ان کی مراد "قُل" ہے کیونکہ اُنہوں نے فرمایا: رسول کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے تشہد سکھایا، بعینہٖ اسی طرح جس طرح آپ ﷺ مجھے قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: کہہ! "اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ الٰی آخرہٖ"۔

1233- اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور چھ حضرات نے روایت

Scanned with CamScanner

کیا اور الفاظ حضرت امام مسلم رحمہ اللہ کے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے مجھے تشہد سکھایا اس حال میں کہ میرا ہاتھ' آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں میں تھا' جس طرح آپ ﷺ مجھے قرآن کی سورت سکھایا کرتے تھے اور آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں قعدہ کرے تو اسے چاہیے کہ وہ کہے: "التحیات للّٰہ والصلوات الخ"۔ اور حضرت نسائی رحمہ اللہ کے الفاظ میں ہے: جب تم ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کرو تو یوں کہو۔ انہوں نے فرمایا: یہ بھی امر ہے۔ روایت کے اعتبار سے "معروف" ہے۔ انتھیٰ!

اور لفظ سلام میں الف لام اور یہ دونوں استغراق کیلئے ہیں اور سلام (الف لام کے بغیر) نکرہ ہو تو ایک کو شامل ہوگا اور "التحیات للّٰہ والصلوٰت والطیبات" میں "واؤ" کی زیادتی' یہ تجدید کلام کیلئے ہے۔ جس طرح قسم میں ہوتا ہے کیونکہ معطوف سے مراد معطوف علیہ کا غیر ہوتا ہے' سو اس طرح ہر ثناء علیحدہ ہو جائے گی اور بغیر واؤ کے ساری ہی ایک ثناء بن جائے گی' جس طرح قسم میں ہوتا ہے' کیونکہ جس نے "واللّٰہ' والرحمٰن' والرحیم لأفعلن کذا" (بخدا! میں ضرور ایسا ہی کروں گا) سو اس نے کر دیا تو اس پر تین قسم کے کفارے واجب ہوں گے۔

اور اگر اس نے کہا: "واللّٰہ الرحمٰن الرحیم" میں ضرور ایسا نہیں کروں گا' اور اس نے کر دیا تو اس پر ایک ہی کفارہ لازم ہوگا۔

1234- اور حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: الف لام' حضرات مسلم' ابوداؤد اور ابن ماجہ رحمہم اللہ کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت میں ہے اور حضرات ترمذی اور نسائی رحمہما اللہ کی روایت میں (بغیر الف لام کے) نکرہ کے ساتھ ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے شاگردوں کا عمل اس روایت پر ہے۔ سو ان کے مذہب پر ترجیح صحیح ہوگی۔

Scanned with CamScanner

باقی رہی واؤ کی زیادتی تو وہ تمام روایات میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد میں نہیں ہے اور تعلیم کی تاکید، یعنی آپ ﷺ نے اپنے مبارک ہاتھوں سے ان کے ہاتھ کو پکڑا، یہ تاکید کی زیادتی کیلئے ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد میں یہ بھی نہیں ہے اور ''کَانَ'' کا لفظ ''کَانَ يُعَلِّمُنَا التَّشَهُّدَ كَمَا يُعَلِّمُنَا السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ'' اور ''كان يقول: التحيات لله الٰی آخره''۔ سو حضرت امام زیلعی رحمہ اللہ کا قول ہے، بہرحال حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد میں بھی تعلیم، ترجیح کی اس وجہ سے دُور کرنے والی ہے، (لیکن) وارد نہیں ہے۔

حضرت شیخ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ترجیح کی وجوہات میں سے ایک یہ بھی ہے کہ چھ امام لفظاً اور معناً اس حدیث پر اکٹھے ہوئے ہیں، جبکہ یہ چیز کمیاب ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تشہد حضرت امام مسلم رحمہ اللہ کے افراد (راویوں) میں ہی محدود و منحصر ہے۔ اگرچہ حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کے علاوہ اصحابِ ستہ نے اسے روایت کیا اور علماء کے نزدیک حدیثِ صحیح کے درجات میں سے اعلیٰ درجہ کی صحیح وہ ہے جس پر شیخین (بخاری و مسلم) متفق ہوئے ہوں۔ اگرچہ اس کی اصل میں ہوں (یعنی الفاظ ایک جیسے نہ ہوں، البتہ معنیٰ و مفہوم ایک ہو) سو کیا حال ہوگا، جب شیخین اس کے الفاظ پر بھی متفق ہوں اور جب علماء کرام نے اس پر اجماع کر لیا کہ یہ باب میں سب سے زیادہ صحیح حدیث ہے۔

حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: تشہد کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے سب سے زیادہ صحیح حدیث حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہے۔ اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے نزدیک اسی پر عمل ہے، پھر حضرت خصیف رحمہ اللہ سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں: میں نے نبی کریم ﷺ کو خواب میں دیکھنے کی سعادت حاصل کی تو میں نے عرض کی: بے شک ''تشہد'' (کے الفاظ) کے بارے میں

لوگوں کا اختلاف ہے' تو آپ ﷺ نے فرمایا: تیرے اوپر حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا تشہد پڑھنا لازم ہے۔

اور حضرات خطابی اور ابن منذر رحمہما اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے جنہوں نے اس روایت کے مرفوع ہونے میں موافقت کی' وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

حضرت امام طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا: وہ بر سر منبر لوگوں کو نبی کریم ﷺ سے روایت کردہ تشہد' برابر سکھایا کرتے تھے: ''التحیات للہ الخ''۔

''سنن بیہقی'' میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' وہ فرماتی ہیں: یہ نبی کریم ﷺ کا تشہد ہے: ''التحیات للہ الخ'' ہے۔

حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کی سند عمدہ اور سالم ہے۔ حضرت امام طبرانی اور بزاری رحمہما اللہ نے حضرت ابوراشد رحمہ اللہ سے روایت کیا۔ حضرت حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت سلمان رضی اللہ عنہ سے تشہد کے بارے میں سوال کیا تو انہوں نے فرمایا: میں تمہیں اسی طرح سکھاتا ہوں' جس طرح مجھے رسول کریم ﷺ نے سکھایا: ''التحیات للہ والصلوات الخ'' برابر۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضرت حماد بن سلیمان رحمہ اللہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے تشہد سکھایا اور حضرت حماد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابراہیم رحمہ اللہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے تشہد سکھایا۔ اور حضرت ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے تشہد سکھایا اور حضرت علقمہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے تشہد سکھایا اور حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور تشہد سکھایا' جس طرح آپ ﷺ مجھے قرآن کی سورت سکھاتے تھے۔

Scanned with CamScanner

یہ صورتیں جو ہدایہ شریف میں مذکور ہیں، ترجیح کیلئے ہیں، ہم نے انہیں جامع الشرح کی امتیازی صفت کی طرح ذکر کیا۔

علماء کرام رحمہم اللہ نے اس کی اور صورتیں بھی بیان فرمائی ہیں۔

آپ ﷺ نے اس کے ساتھ تمام صلوٰۃ کو معلق فرمایا۔ پس یہ اس پر دال ہے کہ تشہد کے بغیر نماز مکمل نہ ہوگی۔

اللہ کے نام کو مقدم کیا، کیونکہ جب کلام کی ابتداء میں ممدوح کا نام مقدم ہو تو وہ کلام متعین ہو جاتا ہے اور اگر مؤخر کیا جاتا تو محتمل ہوتا اور احتمال کا زالہ اوّل کلام کے ساتھ زیادہ مناسب ہے۔

اور تیسری یہ ہے کہ ان کا قول ''التحیات'' عام ہے، ہر نماز والی عبادات اور غیر نماز والی عبادات کو شامل ہے۔ پس جب بغیر واؤ کے ''الصلوٰۃ'' کہا تو تخصیص اور اس بات کا بیان ہو گیا کہ اُنہوں نے اس سے نماز مراد لی ہے، اس کے علاوہ کوئی چیز مراد نہیں لی۔

اور چوتھی یہ ہے کہ یہ واؤ کے ساتھ ذکر ہو تو ثناء کے ذکر کے موافق ہوگا۔

یہ ایسی وجوہات ہیں، جن سے ترجیح کی توجیہات کی اصلاح کی جا سکتی ہے اور قابلِ اعتماد چیز صحیح ہونا ہی ہے۔ اسناد کی مضبوطی اور صحابہ و تابعین کا پسند کرنا، جس طرح ہم نے ذکر کیا۔

1235- اور تحقیق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے تشہد کو ترجیح صرف اس بنیاد پر دی گئی کہ اس کے کلمۂ شہادت میں الفاظ زیادہ ہیں اور وہ ''المبارکات'' اور ہم کہتے ہیں: ہماری بیان کردہ حدیث میں کوئی واؤ اور الف زیادہ ہیں، اور ایک کلمہ بھی زیادہ ہے اور وہ ہے ان کا قول: ''عبدہ'' اور عبد ہونا، آپ ﷺ کی مخصوص ترین صفات سے ہے جو رسالت پر بھی مقدم ہے۔ اسی وجہ سے آپ ﷺ نے جب کسی آدمی کو یوں کہتے ہوئے سنا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ کے

Scanned with CamScanner

رسول اور اس کے بندے ہیں''۔ تو فرمایا: میں رسول ہونے سے پہلے ''عبد'' ہوں۔ یوں کہہ! میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ان کا تشہد قرآن کے الفاظ کے موافق و مشابہ ہے جہاں فرمایا: ''تَحِيَّةً مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ مُبٰرَكَةً طَيِّبَةً''۔

ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں: (صرف الفاظ میں) قرآن کی موافقت و مشابہت اسے اولیٰ نہیں بنا سکتی' کیونکہ قعدہ کی حالت میں تو قرآن کی قرأت ہے ہی مکروہ' جس طرح رکوع و سجود میں (مکروہ ہے) اسی طرح حدیث میں وارد ہو تو وہ چیز جو (قرآن نہیں) قرآن کے مشابہ ہے' وہ مستحب کیسے ہو سکتی ہے؟

اور تیسری وجہ یہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں مذکور سلام' بغیر ''الف لام'' کے ہیں' مثلاً ''سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ'' اور ''قَالُوْا سَلٰمًا''، ''قَالَ سَلٰمٌ'' (کہا: سلام) اور ''سَلٰمٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ'' (پیغمبروں پر اللہ کا سلام ہو) اور ''سَلٰمٌ عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ'' (اس پر سلام ہو جس نے پیروی کی) اور ''سَلٰمٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ'' (اس پر اللہ کی طرف سے سلامتی ہے (اسی دن سے) جس دن میں وہ پیدا ہوا)۔

1236- پس دو جوابوں میں سے ایک تو وہ ہے جو ہم نے ذکر کیا۔ دوسرا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (قرآن میں) الف لام کے ساتھ بھی ''سلام'' ذکر فرمائے۔ (مثلاً) ''والسلام علی من اتبع الھُدٰی''۔

اور الف لام سے مزین سلام بھی جائز ہے۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خبر' حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی خبر سے متاخر ہے' کیونکہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی عمر چھوٹی تھی تو گویا وہ شریعت کا متاخر حکم ہی نقل کرتے ہیں۔ ہم اس کا جواب یہ دیتے ہیں کہ جو ذکر ہوا' وہ لازمی نہیں۔ انہوں نے خود کہا کہ بعد میں

اسلام لانے والے صحابی کی روایت نسخ کو مستلزم نہیں ہے اور چھوٹے صحابہ کرام میں سے کسی کی روایت کو بڑے صحابہ کی روایت پر ترجیح نہیں دی گئی اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہجرت بھی مقدم ہے' ان کی صحبت بھی دائمی ہے اور ان کا تعلق اکابر صحابہ کرام علیہم الرضوان سے ہے۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میں اپنی اُمت کیلئے اسی چیز پر راضی ہوں جس کے ساتھ ابن اُم عبد (ابن مسعود رضی اللہ عنہ) راضی ہیں۔ سو ہمارے (احناف) علماء کرام رحمہم اللہ کے اقوال اولیٰ اور خوبصورت ہیں۔

اور کتاب ''الخرقی'' میں مذکور ہے کہ حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے مذہب میں بھی پسندیدہ تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ہے' اگرچہ اس کے علاوہ ہر وہ تشہد جو آپ ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسے حضرات ابن عباس' ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہم اور ان کے علاوہ حضرات کے تشہد بھی جائز ہیں' اس پر نص ہے۔ اسے صرف اس لیے پسند کیا ہے کہ (اس پر) شیخین متفق ہیں۔ (ہر جگہ) الفاظ ایک جیسے ہیں' اکثر اہلِ علم اسی پر ہیں' اس کے علاوہ کے برعکس اس میں امر (قُل) ہے اور کوئی نص' خاص نہیں ہے کہ آپ ﷺ نے اس کی تعلیم کا حکم دیا ہو۔ سو ''مسند امام احمد رحمہ اللہ'' میں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ یہ (تشہد) لوگوں کو سکھایا کرو۔

اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے بارے میں تحریر کردہ ''رسالہ ابن ابی زید'' میں یہ تشہد مذکور ہے: (ترجمہ:) ''تمام قولی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں' تزکیے اللہ کیلئے ہیں' تمام مالی' فعلی عبادتیں اللہ کیلئے ہیں' آپ پر سلام ہو اے نبی! الخ''۔ یہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا ''تشہد'' ہے جسے حضرت طیبی رحمہ اللہ نے ذکر کیا۔

حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صرف فضیلت میں اختلاف ہے' جواز

Scanned with CamScanner

میں کوئی اختلاف نہیں۔

دوسرا مقام: اشارہ اور (انگلیوں کو) باندھنے کے بارے میں ہے

اگرچہ یہ مختلف فیہ مسائل میں سے نہیں ہے کیونکہ تمام ائمہ اس کے کرنے پر متفق ہیں لیکن ہم نے اس کا تذکرہ صرف اس لیے کیا کہ ہمارے مذہب والوں میں سے متاخرین کے اندر اس میں کچھ اختلاف پایا گیا۔ آپ جان لیں! انگلیوں کو باندھنا اور (شہادت کی انگلی کا) اشارہ صحیح احادیث میں وارد ہے اور تحقیق ''جامع الاصول'' میں چھ کتابوں سے ایسی احادیث لائی گئی ہیں جن میں سے بعض میں عقد اور اشارہ دونوں کا ذکر ہے اور ان میں سے بعض میں صرف اشارہ کا ذکر ہے اور محدثین وفقہاء میں سے ائمہ اور صحابہ وتابعین میں سے کثیر کا مذہب اسی پر ہے۔ اور انہوں نے کہا: حق بات یہ ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ اور ان کے دونوں ساتھیوں کا مذہب اس طرح ہے اور متقدمین میں سے کثیر تعداد نے اسی کی وضاحت بیان کی ہے اور ان میں سے متاخرین میں کچھ اختلاف ظاہر ہوا۔ سو ان میں سے بعض کہتے: ہم نے تو (بھائی!) اسے ترک کر دیا ہے کیونکہ یہ رافضیوں کی نشانیوں میں سے ہے۔

میں نے حضرت شیخ رحمہ اللہ کو کہتے ہوئے سنا وہ اپنے شیخ سے نقل کر رہے تھے یہ کلام کمزور ہے کیونکہ جب یہ بات ثابت ہے کہ یہ صحیح سنت ہے تو انہیں کیا ہے وہ اس طرح کے عذر کی وجہ سے اسے ترک کرتے ہیں حالانکہ سنتوں میں سے بہت ساری رافضی کرتے ہیں اور اسے اس وجہ سے کوئی نہیں چھوڑتا کہ رافضیوں کا شعار اپنانا ممنوع ہے یہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ علماء اہل سنت اسے کرتے ہیں۔

حضرت علامہ نجم الدین ظاہری رحمہ اللہ سے منقول ہے: جب ہمارے اصحاب رحمہم اللہ سے روایت کردہ احادیث متفق ہیں تو اس سے اس کا سنت ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسی طرح کوفیوں اور مدینہ والوں سے (منقول روایات ہیں) اور جب اخبار و آثار کی

Scanned with CamScanner

کثرت ہو جائے تو اس پر عمل کرنا ہی زیادہ بہتر ہوتا ہے۔

1237-اور حضرت علامہ شمنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے (اپنی کتاب) ''الامالی'' میں ذکر کیا کہ وہ خنصر اور اس کے ساتھ ملی ہوئی انگلی کو باندھتے تھے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بناتے تھے اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے تھے۔ اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ اشارہ فرمایا کرتے تھے اور ہم وہی کام کرتے ہیں' جو آپ کرتے تھے' اور فرمایا: یہی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

اور فتاویٰ ''ظہیریہ'' میں ہے: ''تشہد میں کب (اشارہ کرنا) شروع کرے گا' پس وہ اپنے اس قول: ''اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ'' پر پہنچے تو کیا اپنے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی سے اشارہ کرے' اس میں مشائخ کا اختلاف ہے' پھر اشارہ کرتے وقت کیا طریقہ اختیار کرے۔ حضرت فقیہ ابو جعفر رحمہ اللہ سے نقل کیا گیا کہ اُنہوں نے فرمایا: خنصر اور بنصر کو باندھے (اکٹھا کرے) اور درمیانی انگلی کو انگوٹھے کے ساتھ ملا کر حلقہ بنائے اور شہادت کی انگلی کے ساتھ اشارہ کرے۔ اور ''منیۃ المفتی'' میں ہے: ''اشارہ مکروہ ہے''۔ حضرت علامہ شمنی رحمہ اللہ کے کلام کا اختتام ہوا۔

اور حضرت شیخ علی متقی رحمہ اللہ کا ایک پورا رسالہ ہے' جو اُنہوں نے اسی مسئلہ کے بارے میں تصنیف کیا ہے اور حنفی علماء رحمہم اللہ سے روایات نقل کی ہیں' جن میں سے اکثر اس بارے میں ہیں کہ یہ سنت ہے اور ان میں سے بعض کراہت کے بارے میں ہیں۔ پھر اُنہوں نے احادیثِ صحیحہ اور روایاتِ صریحہ کے ساتھ اس کے سنت ہونے کی تائید کی ہے اور (خوب طریقے سے) اس بات کو ثابت کیا ہے کہ اس کا کرنا بہتر ہے۔ اسی طرح ''کفایہ'' میں فرمایا۔

اور ہم محقق حنفیہ اور ان کے مذہب کو ثابت کرنے والے شیخ کمال الدین ابن ہمام

Scanned with CamScanner

رحمہ اللہ کا کلام نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اور اسی پر اختتام کریں گے۔
اُنہوں نے فرمایا: کوئی شک نہیں ہے کہ انگلیوں کو اکٹھا کر کے ہتھیلی کو رکھنا حقیقی طور پر ثابت نہیں کیا جا سکتا۔ پس اصل مراد اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتا ہے۔ ہاتھ کو رکھنا' پھر اس کے بعد اشارہ کے وقت انگلیوں کو اکٹھا کر لینا' حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے اشارہ کے طریقہ میں یہی بات روایت کی گئی ہے اور اُنہوں نے فرمایا: وہ اپنی خنصر اور اس کے ساتھ ملی ہوئی انگلی (بنصر) کو اکٹھا کرے گا اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنائے گا اور مسبحہ (تسبیح والی شہادت کی انگلی) کو کھڑا رکھے گا اور اسی طرح حضرت امام یوسف رحمہ اللہ سے ''الامالی'' میں مروی ہے اور یہ اشارہ کو صحیح قرار دینے کی فرع ہے اور مشائخ میں بہت سارے حضرات بالکل اشارہ نہیں کرتے تھے' جبکہ یہ درایت کے خلاف ہے۔ پس حضرت امام محمد رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اشارہ کے طریقہ کے بارے میں ہم نے جو نقل کیا' اس میں سے اُنہوں نے جو ذکر کیا وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے اور حضرت علامہ حلوانی رحمہ اللہ سے مروی ہے: ''نمازی ''لا الٰہ...... '' کے وقت انگلی کھڑی کرے گا اور ''الا اللّٰہ '' کے وقت رکھ دے گا' کیونکہ نفی کیلئے اُٹھانا ہوتی ہے اور اثبات کیلئے رکھنا ہوتی ہے اور چاہیے کہ انگلی کا کنارہ گھٹنے کے اوپر ہو' اس سے دُور نہ ہو۔
حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کا کلام اختتام پذیر ہوا۔

اور اس سے پھیلانا اور اکٹھی کرنا دونوں چیزیں سمجھی جا سکتی ہیں کہ وہ (پہلے) پھیلائے' پھر اکٹھی کرے' اور اپنے قول: ''لا الٰہ الا اللّٰہ '' کے وقت اشارہ کرے۔ پس آپ غور کر لیں۔

پھر باندھنے کے طریقے میں اُنہوں نے اختلاف کیا ہے۔ پس حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک ترپین (53) کی شکل باندھے گا اور اس کی صورت یوں بنے گی کہ وہ اپنے ہاتھ کی انگلیاں سوائے شہادت والی انگلی کے اکٹھی کر کے اپنے دائیں گھٹنے پہ رکھ

Scanned with CamScanner

لے گا اور اپنے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو شہادت والی انگلی کے نیچے اپنی ہتھیلی پر رکھ لے گا۔

اور تین اور پچاس کی تفسیر وہی ہے جو حضرت عبداللہ بن صلاح نے ذکر کی ہے اور وہی اس کی تعبیر ہے (یعنی تین (3) کی شکل ایک طرف والی انگلیوں سے اور پانچ (5) کی شکل انگوٹھے اور درمیان والی انگلی سے بنے گی) حضرت شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے شرح مشکوٰۃ میں اسی طرح ذکر فرمایا۔ اور بعض شرحوں میں ہے کہ حلقہ بنانے کے طریقے میں شافعی حضرات کے نزدیک دو صورتیں ہیں: ان دونوں میں سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ ان دونوں کے سروں کے ساتھ حلقہ بنائے گا اور دوسری صورت یہ ہے کہ درمیانی انگلی کا پورا، انگوٹھے کی دونوں گانٹھوں کے درمیان رکھے گا۔

اور ہمارے نزدیک نوے (90) کی شکل میں باندھنا ہے اور اس کی صورت (وشکل) یہ ہے کہ خنصر اور بنصر کو اکٹھا کرے اور شہادت کی انگلی کو پھیلائے اور انگوٹھے کو درمیانی انگلی پر رکھے اور حلقہ (دائرہ) بنائے اور اسی طرح حضرت امام مسلم رحمہ اللہ کی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت کردہ حدیث میں آیا ہے۔ اسے امام احمد وابوداؤد رحمہ اللہ نے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حضرات امام احمد کا مذہب اور امام شافعی رحمہ اللہ کے قدیم قول کے مطابق مذہب مختار یہی ہے۔

اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک اپنے دائیں ہاتھ کی ساری انگلیاں اکٹھی کر لے گا اور شہادت والی انگلی کو پھیلا دے گا اور حضرات شافع رحمہ اللہ کا حلقہ بنانے کے طریقہ میں ایک اور صورت ہے اور وہ ہے: درمیانی انگلی کا پورا، انگوٹھے کی گانٹھوں کے درمیان رکھنا اور انہیں سے ایک تیسری روایت بھی ہے۔ تمام انگلیاں قبلہ رُخ پھیلائے رکھے گا (اور درمیان سے شہادت والی انگلی کو اُٹھا کر پھر رکھ دے گا)۔

اور فقہاء کرام رحمہم اللہ نے فرمایا: شہادت والی انگلی کو اس (اُٹھانے) کے ساتھ

خاص کرنے میں نکتہ یہ ہے کہ اسے دل کے ساتھ اتصال حاصل ہے اور ساری کی ساری حضورِ قلب کا سبب ہیں اور اس کی ایک خوبصورت وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ اس کا نام ''سبابہ'' (انگوٹھے سے ملی ہوئی شہادت والی انگلی) اور شہادت والی انگلی رکھا جاتا ہے۔سو یہ کام اسی کے مناسب ہے۔اسرار کو زیادہ جاننے والا اللہ ہی ہے۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

نبی کریم ﷺ پر درود اور اس کے فضائل کا باب ☆

1238- حضرت ابو مسعود بدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ کی ہمارے ہاں تشریف آوری ہوئی، اس حال میں کہ ہم حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے تو حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کی مجلس میں تھے تو حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ پر درود پڑھنے کا حکم دیا ہے، سو ہم کیسے آپ پر درود پڑھیں۔ راوی کا بیان ہے: رسول کریم ﷺ ٹھہر گئے یہاں تک کہ ہم نے تمنا کی کہ وہ آپ ﷺ سے سوال نہ ہی کرتا (تو اچھا تھا) پھر رسول کریم ﷺ یوں گویا ہوئے: تم کہا کرو! (ترجمہ:) ''اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر رحمتوں کا نزول فرما، جس طرح تُو نے حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم پر رحمتیں نازل فرمائیں اور حضرت محمد ﷺ کو برکتیں عطا فرما، جس طرح تُو نے حضرت ابراہیم اور آلِ ابراہیم کو برکتیں عطا فرمائیں، بے شک تُو تعریف کیا گیا، بزرگ و برتر ہے اور سلام

☆ نبی کریم ﷺ پر درود اور اس کے فضائل کا باب: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) ''بے شک اللہ اور اُس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں، اس نبی (محمد ﷺ) پر، اے ایمان والو! تم (بھی) ان پر درود اور خوب سلام بھیجا کرو''۔ (الاحزاب:56)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) ''نوح پر سارے جہانوں میں سلام ہو''۔ (الصافات:79)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) ''(ہماری طرف سے) ابراہیم (علیہ السلام) پر سلام ہو''۔ (الصافات:109)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ:) ''موسیٰ اور ہارون پر (ہمارا) سلام ہو''۔ (الصافات:120)

اور ان کے علاوہ اسلام والی آیات۔

Scanned with CamScanner

اسی طرح (پڑھنا ہے، جس طرح) تمہیں (پہلے ہی) معلوم ہے۔

اس حدیث کو حضرت مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1239- مؤطا، ترمذی، ابوداؤد اور نسائی کی روایت میں یہ الفاظ ہیں: اے اللہ! حضرت محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ پر رحمتیں فرما جس طرح تُو نے حضرت ابراہیم پر رحمتیں فرمائیں اور حضرت محمد ﷺ اور آلِ محمد ﷺ کو برکتیں عطا فرما، جس طرح تُو نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سارے جہانوں پر برکتیں عطا فرمائیں، بے شک تُو تعریف کیا گیا، بزرگ ہے۔ اور سلام، جس طرح تم جانتے ہو۔ اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ کے نزدیک ''السلام کما علمتم'' کے الفاظ بھی نہیں ہیں اور ان سے ایک دوسری روایت میں ہے: تم کہا کرو! اے اللہ! نبی اُمّی حضرت محمد ﷺ اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر درود بھیج۔ اس حدیث کی سندیں بہت ہیں، جن کا ذکر اپنے مقام پر کیا گیا ہے۔

1240- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز لوگوں میں سب سے زیادہ میرے قریب، سب سے زیادہ مجھ پر درود پڑھنے والا ہوگا۔

اس حدیث کو حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1241- وہی فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کے زمین میں سیر کرنے والے فرشتے ہیں، جو میری اُمت کا سلام مجھے پہنچاتے ہیں۔

اس حدیث کو حضرت نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1242- حضرت عبداللہ بن دینار رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھا کہ وہ رسول کریم ﷺ کے مزارِ پُرانوار پر کھڑے تھے۔ پس وہ نبی کریم ﷺ، ابوبکر اور عمر رضی اللہ عنہما پر درود کے گجرے پیش کر

Scanned with CamScanner

رہے تھے۔

اس حدیث کو موطا میں روایت کیا گیا ہے۔

1243- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: روشن رات اور چمکتے دن میں مجھ پر درود کی کثرت کرو' کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو حضرات بیہقی' ابن عدی از انس رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1244- حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جمعہ والے دن میرے اوپر کثرت سے درود پڑھا کرو' کیونکہ یہ حاضری والا دن ہے' اس دن فرشتے (کثرت سے) حاضر ہوتے ہیں (اور درود پڑھنے والوں کی حاضری لگاتے ہیں) کیونکہ کوئی آدمی ہرگز مجھ پر درود نہیں پڑھے گا مگر اس کا درود مجھ پر پیش کیا جائے گا۔

اس حدیث کو حضرت ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1245- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اور بخیل سارے کا سارا بخیل وہ ہے جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اُس نے مجھ پر درود نہیں پڑھا۔

اس حدیث کو بیہقی رحمہ اللہ نے از منصور روایت کیا۔

1246- حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جفاء کی نشانی یہ ہے کہ کسی آدمی کے پاس میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔

اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1247- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے

فرمایا: جس کے پاس میرا ذکر کیا گیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا تو وہ بد بخت ہوا۔

اس حدیث کو حضرت ابن سنی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1248- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو مجھ پر درود پڑھنا بھول گیا' وہ جنت کا راستہ بھول گیا۔

1249- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس نے میرے مزارِ اقدس کے پاس مجھ پر درود پڑھا' میں نے اسے سن لیا' اور جس نے غائبانہ مجھ پر درود پڑھا' وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے۔

اس حدیث کو حضرت بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1250- اور حضرت خطیب رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا' وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جو آدمی میرے مزارِ اقدس کے پاس مجھ پر سلام کہتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو مجھے (اس کا سلام) پہنچاتا ہے اور وہ اس کی آخرت اور دنیا کے کاموں کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے اور میں اس کا گواہ اور قیامت کے دن اس کی سفارش کرنے والا ہوں گا۔

اس حدیث کو بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1251- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: میری بارگاہِ عالیہ میں حضرت جبریل امین علیہ السلام آئے تو اُنہوں نے عرض کی: اے محمد! آپ کی اُمت میں سے جس بندے نے آپ پر درود پڑھا تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کی خاطر دس نیکیاں لکھواتا ہے' اس کی دس بُرائیاں مٹواتا ہے اور اس کے بدلے دس درجات بلند فرماتا ہے۔

راوی کا بیان ہے: اور فرشتہ' اس سے کہتا ہے جو کہتا ہے۔ میں نے کہا: اے جبریل! وہ فرشتہ کون ہے؟ اُنہوں نے جواب دیا: بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی تخلیق سے آپ

Scanned with CamScanner

کی بعثت تک آپ کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے' آپ کی اُمت میں سے جو بھی آپ پر درود پڑھتا ہے تو وہ کہتا ہے: اللہ تعالیٰ تیرے اوپر رحمت فرمائے۔

اس حدیث کو حضرت طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1252- حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے' جسے اللہ تعالیٰ نے تمام بندوں کی آواز سننے کی طاقت عطا فرمائی۔ سو کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو مجھ پر درود پڑھے مگر وہ مجھے پہنچا دیا جاتا ہے اور بے شک میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ جو بندہ میرے اوپر درود پڑھے تو تُو اس پر اس کی مثل دس رحمتیں نازل فرما۔

اس حدیث کو حضرت طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1253- اور وہی فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں میں سے ایک فرشتے کو تمام مخلوقات کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے' پس وہ قیامت کے دن تک میرے مزارِ مقدس پر کھڑا ہے جو بھی کوئی آدمی میرے اوپر درود پڑھتا ہے' وہ اس کا نام اور اس کے والد کا نام لیتا ہے اور کہتا ہے: اے احمد! آپ پر فلاں (بن فلاں) نے درود پڑھا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے مجھے ضامن بنایا ہے کہ میں اس پر ہر ایک درود کے بدلے دس لوٹاؤں۔

اس حدیث کو حضرت ابن نجار رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1254- حضرت رویفع بن ثابت رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کہا: اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر درود بھیج اور قیامت کے دن انہیں اپنے قریب بیٹھنے کی کرسی عطا فرما' اس کیلئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

1255- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے

Scanned with CamScanner

فرمایا: قیامت کے روز تمہارا میرے اوپر دنیا میں کثرت سے درود پڑھنا ہی نجات دے سکے گا۔

اس حدیث کو حضرت دیلمی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1256- حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی کو کل (قیامت کے دن) اللہ تعالیٰ سے خوشی خوشی ملنا پسند ہے، وہ مجھ پر درود کی کثرت کرے۔

اس حدیث کو حضرت دیلمی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1257- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے ایک دن میں سو بار میرے اوپر درود پڑھا، اللہ تعالیٰ اس کی سو ضرورتیں پوری فرمائے گا، ان میں سے ستر (70) اس کی آخرت کیلئے ہوں گی اور ان میں سے تیس (30) اس کی دنیا کیلئے ہوں گی۔

اس حدیث کو حضرت ابن نجار رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1258- حضرت علی بن حسین بن علی رضی اللہ عنہم نے اپنے والد گرامی سے، اُنہوں نے ان کے دادا جان سے روایت کیا، وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے جمعہ والے دن میرے اوپر سو بار درود پڑھا، قیامت کے روز وہ اس حال میں آئے گا کہ اس کے ساتھ نور ہو گا، اگر وہ ساری کی ساری مخلوقات کے درمیان تقسیم کیا جائے تو ان سے زیادہ ہو جائے۔

اسے ابونعیم رحمہ اللہ نے حلیہ میں روایت کیا۔

1259- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے کتاب (لکھتے وقت اس) میں مجھ پر درود پڑھا (یا لکھا) تو (اللہ تعالیٰ کے) فرشتے لگاتار اس کیلئے استغفار کرتے رہیں گے جب تک میرا نام اس کتاب

Scanned with CamScanner

میں موجود رہے گا۔

اس حدیث کو امام طبرانی رحمہ اللہ نے اوسط میں روایت کیا۔

1260- حضرت عبداللہ بن جراد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مجھے حضرت جبریل امین علیہ السلام نے عرش سے نداء دی تو کہا: اے محمد! اللہ رحمٰن تبارک وتعالیٰ آپ سے فرماتا ہے: جس آدمی کے سامنے آپ کا ذکر ہوا اور اس نے آپ پر درود نہ پڑھا تو وہ دوزخ میں داخل ہوگا۔

اس حدیث کو حضرت دیلمی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1261- حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تین مواقع پر میرا ذکر نہ کریں: (1) چھینک کے وقت (2) ذبح کے وقت (3) تعجب کے وقت۔

اور ایک روایت میں چوتھے موقع کا ذکر بھی ہے: (4) کھانے کے وقت۔

1262- حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ پر درود' خطاؤں کو اس طرح مٹا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے اور نبی کریم ﷺ پر سلام' کئی غلام آزاد کرنے سے زیادہ فضیلت کا باعث ہے اور رسول کریم ﷺ کی محبت' اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔

اسے حضرات خطیب' اصفہانی نے ترغیب میں روایت کیا۔

1263- حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: دعا' آسمان و زمین کے درمیان ٹھہری رہتی ہے اور اس کا کوئی جزء اوپر نہیں چڑھتا یہاں تک کہ تُو اپنے نبی پر درود پڑھے۔

اس حدیث کو حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1264- حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں مسجد میں داخل

Scanned with CamScanner

ہوا تو میں نے دیکھا کہ رسول کریم ﷺ مسجد سے باہر تشریف لا رہے تھے' سو میں آپ ﷺ کے پیچھے چلتے ہوئے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اور (میرے خیال کے مطابق) آپ ﷺ مجھے محسوس نہیں کر رہے تھے' پھر کھجور کے باغ میں داخل ہوئے۔ سو آپ ﷺ نے قبلہ کی طرف منہ کیا اور سجدے میں چلے گئے' سجدے کو لمبا فرمایا' اس حال میں کہ میں آپ ﷺ کے پیچھے تھا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا وقت پورا فرما دیا ہے' میں نے چلنا شروع کیا یہاں تک کہ میں (بالکل آپ ﷺ کے قریب) آیا۔ میں نے خود کو جھکایا تا کہ آپ ﷺ کے چہرے کے آثار دیکھوں تو آپ ﷺ نے اپنا مبارک سر بلند فرمایا اور کہا: اے عبدالرحمٰن! تجھے کیا ہے؟

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! جب آپ نے اپنے سجدے کو لمبا کیا تو مجھے اس بات کا خطرہ لاحق ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کا وقت پورا فرما دیا ہے' پس میں (آپ کے قریب) آیا تا کہ دیکھوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: جب تُو نے مجھے دیکھا کہ میں کھجور کے باغ میں داخل ہوا تو حضرت جبریل امین علیہ السلام سے میری ملاقات ہو گئی۔ اُنہوں نے کہا: میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جس نے آپ کو سلام کہا' میں اس پر سلام کروں گا اور جس نے آپ پر درود پڑھا' میں اس پر اپنی رحمتیں نازل کروں گا۔

اور بعض روایتوں میں ہے: میں اس پر دس سلام کروں گا اور اس پر دس رحمتیں نازل فرماؤں گا۔

اس حدیث کو حضرت ابن نجار رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ اور اسی قصہ کی مثل حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بھی آیا ہے۔

1265- حضرت حبان بن منقذ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی:

Scanned with CamScanner

اے اللہ کے رسول! میں اپنے اوقات کا تہائی حصہ آپ پر درود پڑھنے کیلئے مقرر کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (ٹھیک ہے لیکن زیادہ کر لے) اگر تُو چاہے۔

اس نے عرض کی: دو تہائی (مقرر کرتا ہوں)۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! (ٹھیک ہے لیکن زیادہ کر لے) اگر تُو چاہے۔ اُس نے عرض کی: میں (فرائض کی ادائیگی کے علاوہ) سارے کا سارا وقت ہی آپ پر درود پڑھتا رہوں گا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: پھر تو اللہ تعالیٰ تیرا مقصد پورا کرے گا (یا غم غلط کرے گا) خواہ اس کا تعلق تیری دنیا یا تیری آخرت سے ہے۔

اس حدیث کو حضرات طبرانی اور ابونعیم رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1266- حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ کی حاضری کا شرف ملا جبکہ آپ ﷺ کے مبارک چہرے کے پوشیدہ آثار چمک رہے تھے۔

میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! (کیا بات ہے) میں آپ کو خوش دیکھ رہا ہوں اور آج کے دن کم ہی کسی کا چہرہ آپ سے زیادہ چمکدار ہو گا؟

تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا ہے' میں خوش نہ ہوؤں (تو اور کون خوش ہو) اور میری خواہش ظاہر نہ ہو جبکہ ابھی اسی گھڑی حضرت جبریل امین علیہ السلام میرے پاس سے گئے ہیں۔ اُنہوں نے بتایا: اے محمد! آپ پر آپ کی اُمت میں سے جو آدمی درود پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے دس نیکیاں لکھے گا اور اس سے دس بُرائیاں مٹائے گا اور اس کے بدلے اللہ تعالیٰ اس کے دس درجے بلند کرے گا۔

اس حدیث کو حضرت طبرانی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

تنبیہ

نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے کے فضائل کثیر ہیں' انہیں شمار میں نہیں لایا جا -

Scanned with CamScanner

سکتا اور اس کی تحقیق میں آخری حد تک نہیں جایا جا سکتا' جبکہ اس فقیر کو کئی مقامات پر ان کے ذکر کا شرف نصیب ہوا۔ پس میں نے یہاں بھی احادیث ذکر کی ہیں۔ اور یہاں وہ مشہور حدیث ذکر کر دینا کافی ہوگا' نماز میں جس کا حکم دیا گیا' لیکن علماء کرام نے نماز و غیر نماز کی حالت میں یہاں اس کے بعض فضائل مطلقاً ذکر کیے' تاکہ برکت حاصل ہو اور بزرگی ملے۔ اور ہم نے بھی انہیں کی پیروی کرتے ہوئے انہیں ذکر کیا۔ اس باب میں ائمہ کے درمیان کسی قسم کا کوئی اختلاف نہیں سوائے اس کے کہ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نماز کے آخری تشہد میں نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا فرض ہے اور اسی طرح ایک روایت میں حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک بھی اور دوسری میں واجب ہے اور ان کا پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ سنت ہے' جس طرح ہمارا (احناف کا) مذہب ہے۔

تفصیلی کلام

یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو نبی کریم ﷺ پر درود و سلام کا حکم دیا ہے اور تحقیق علماء رحمہم اللہ نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ یہاں امر' وجوب کیلئے ہے (اگرچہ امر کے سولہ (16) معانی اصول وفقہ کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں)۔ سو المختصر نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنا واجب ہے۔ ایک قول یہ ہے: واجب ہے۔ جب بھی آپ ﷺ کا تذکرہ ہو اور ایک قول یہ ہے کہ وہ واجب جس کی ادائیگی سے فرض کے ترک کا گناہ ساقط ہو جاتا ہے تو وہ (زندگی بھر میں) ایک بار بجا لانا ہے جیسے آپ ﷺ کی نبوت کی گواہی دینا اور اس کے علاوہ مستحب ہے' اس میں ترغیب دلائی جاتی ہے' اس کا تعلق اسلام کی سنتوں اور اہلِ اسلام کے شعار سے ہے۔

اور حضرت قاضی ابوبکر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر مقرر کر دیا کہ وہ اس کے نبی ﷺ پر درود پڑھیں اور سلام ضرور پڑھیں اور اس کیلئے کوئی

Scanned with CamScanner

وقت متعین نہیں (کیونکہ حکم مطلق ہے) سو ضروری ہے کہ آدمی اس کی کثرت کرے اور اس سے غفلت نہ برتے۔

اور حضرت قاضی عیاض مالکی تحصی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

1267- حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اس حوالے سے سختی سے کام لیا اور اجماع علمائے اُمت کی مخالفت کی اور فرمایا: نبی کریم ﷺ پر درود آخری تشہد کے بعد (نماز میں) سلام سے پہلے واجب (قطعی) ہے اور جس نے درود نہ پڑھا' اس کی نماز فاسد ہے' اگرچہ اس نے آپ ﷺ پر اس سے پہلے درود پڑھ بھی لیا تو جائز نہ ہو گا اور اس کے ترک کی وجہ سے وہ نماز لوٹائے گا۔ اور حضرت اسحاق رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہاں! اگر بھول کر درود چھوڑا تو کوئی حرج نہیں' لیکن اگر جان بوجھ کر درود ترک کیا تو دوبارہ نماز پڑھنا واجب ہے۔ اس میں حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کیلئے اس سے پہلے کی کوئی دلیل نہیں ہے' جس کی وجہ سے ان کی اقتداء کی جائے اور نہ کوئی سنت ہے جس کی پیروی کی جائے اور ایک گروہ نے اس مسئلہ میں اجماع اور اخبار کی مخالفت کرنے کی وجہ سے ان پر اعتراضات کرنے میں مبالغہ سے کام لیا ہے اور جو بات حدیث شریف میں وارد ہوئی: ''جس نے اپنی نماز میں مجھ پر درود نہیں پڑھا' اس کی نماز نہیں ہوئی''۔ اور اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی آپ ﷺ سے مروی حدیث میں آیا: ''جس آدمی نے نماز پڑھی' لیکن اس میں مجھ پر درود نہیں پڑھا اور میری اہل بیت پر تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی''۔ سو تمام محدثین کے نزدیک یہ ضعیف ہے اور اگر اسے صحیح تسلیم کر بھی لیا جائے تو مراد' کمال کی نفی ہے۔ حضرت قاضی عیاض مالکی رحمہ اللہ نے ''شفاء شریف'' میں جو کلام کیا' یہ اس کا حاصل (اور خلاصہ) ہے۔ اس میں ان پر جن حضرات نے اعتراض کیا' ان میں سے طبرانی اور قشیری رحمہما اللہ ہیں اور اہلِ مدینہ میں سے حضرت خطابی رحمہ اللہ نے ان کی مخالفت کی اور فرمایا: (کم از کم) میں اس میں کوئی نمونہ

نہیں جانتا ہوں۔ اور حضرات ابن عباسؓ ابن مسعودؓ ابو ہریرہؓ جابرؓ ابو سعیدؓ ابو موسیٰ اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم سے مروی تشہدات میں بھی اس کا تذکرہ نہیں۔

1268- اور حضرت علامہ شمنی رحمہ اللہ نے امام نووی رحمہ اللہ سے نقل فرمایا کہ اُنہوں نے کہا: تحقیق ہمارے بعض اصحاب رحمہم اللہ نے تشہد میں درود کی فرضیت حضرات عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے صاحبزادہ صاحب سے روایت کی ہے اور حضرت شیخ ابو حامد رحمہ اللہ نے اسے حضرات ابن مسعود اور ابو سعید خدری رضی اللہ عنہما سے نقل کیا اور اسے بیہقی وغیرہ نے شعبی سے روایت کیا اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے دو روایتوں میں سے ایک یہی ہے۔ پس اس حدیث کا شاذ ہونا ختم ہو گیا۔

اور اس کے سنت ہونے کے اثبات میں بلکہ آپ ﷺ کی سنت ہے، فرمایا: یہ وہی ہے، جسے حضرات ابن حبان اور حاکم رحمہما اللہ نے اپنی اپنی صحیح میں حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کیا کہ اُنہوں نے عرض کی: ہم آپ پر کیسے درود پڑھیں، جب ہم آپ پر اپنی نمازوں میں درود پڑھ رہے ہوں تو آپ ﷺ نے فرمایا: تم کہا کرو! اے اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر رحمتیں نازل فرما...... آگے حدیث مکمل۔ انتہیٰ!

اور میں کہتا ہوں: حضرت قاضی رحمہ اللہ کی مراد ایسی سنت کی نفی ہے، جو سیاق کی دلالت کی وجہ سے اس کی فرضیت پر دلالت کرنے والی ہو، (ان کی مراد) مطلق سنت نہیں ہے کیونکہ وہ بالاتفاق احادیث و آثار سے ثابت ہے، جو اس بارے میں مروی ہیں۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

تشہد میں دعا کا باب

1269- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی ''تشہد'' پڑھے تو اسے چاہیے: چار چیزوں سے اللہ کی پناہ طلب کرے: (ترجمہ:) اے اللہ! بے شک میں جہنم کے عذاب' قبر کے عذاب' زندوں اور مُردوں کے فتنہ کے شر اور مسیح دجال کے فتنہ کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

یہ الفاظ حضرت مسلم رحمہ اللہ کے ہیں۔ اور حضرت بخاری رحمہ اللہ نے استعاذہ پر ان کی موافقت کی ہے' لیکن اُنہوں نے ''تشہد'' کا ذکر نہیں کیا۔

1270- حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے' وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی ''تشہد'' سے فارغ ہو تو چار چیزوں سے اللہ کی پناہ مانگے' اُنہوں نے ان کا ذکر کر کے اضافہ بھی کیا۔

1271- نسائی' پھر اسے چاہیے کہ وہ اپنی ذات کیلئے دعا کرے جو اس کی مرضی ہو اور اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس جیسی روایت آئی ہے۔

1272- حضرت ابوصالح رحمہ اللہ' رسول کریم ﷺ کے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے ایک آدمی سے فرمایا: تُو نماز میں دعا کیسے پڑھتا ہے؟ اس نے عرض کی: تشہد پڑھ کر یہ دعا کرتا ہوں: اے اللہ! میں تجھ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور میں دوزخ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1273- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ انہیں ''تشہد'' کے بعد دعا سکھایا کرتے تھے: (ترجمہ:) اے اللہ! ہمارے دلوں کو بھلائی پر

Scanned with CamScanner

جوڑ دے اور ہمارے معاملات کی اصلاح فرما' اسلام کے راستوں کی طرف راہنمائی فرما' ہمیں تاریکیوں سے نجات دے اور روشنیاں عطا کر' فواحش سے ہمیں دور فرما اور فتنوں سے جو ان میں سے ظاہر ہیں اور جو باطن ہیں۔ ہماری سماعتوں میں اور ہماری آنکھوں میں برکتیں عطا فرما' ہمیں اور ہماری ازواج کو طاقتیں عطا فرما' ہماری توبہ قبول فرما' بے شک تُو ہی توبہ قبول فرمانے والا' ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے اور ہمیں اپنی نعمتوں کا شکر ادا کرنے والا' ان کی تعریف کرنے والا' انہیں قبول کرنے والا اور ہم پر اپنی نعمتوں کی تکمیل فرما۔

1274- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ تشہد اور سلام سے پہلے جو آخری دعا کرتے تھے: (ترجمہ:) اے اللہ! میرے پہلے اور بعد والے پوشیدہ اور ظاہر اور جنہیں تُو مجھ سے زیادہ جاننے والا ہے' تُو ہی پہلے اور تُو ہی پیچھے ہے' تیرے سوا کوئی سچا معبود نہیں۔

اس حدیث کو حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

تنبیہ

اس باب میں کلام دو مقامات پر ہے۔ پہلا مقام دعا اور سلام کے طریقے کے بارے میں ہے' آپ جان لیں! اس باب میں دعائیں تو بہت زیادہ ہیں اور تحقیق حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ثابت ہو چکا ''پھر اسے دعا میں اختیار ہے' جو اسے زیادہ پسند ہو اور ماثورہ دعاؤں کے علاوہ مانگنا بھی جائز ہے' لیکن اس بات میں شک نہیں کہ ماثورہ دعاؤں کے ساتھ دعا کرنا افضل ہے' تمام و مکمل ترین ہے کیونکہ وہ تمام مطالب و مقاصد کو جمع کرنے والی ہیں۔

اور بعض علمائے حنابلہ رحمہم اللہ کے کلام کا ظاہری معنی ہے کہ دعا ہائے ماثورہ کے علاوہ کوئی دعا مانگنا جائز ہی نہیں ہے۔ تو ان کے نزدیک مراد یہ ہوگا کہ آدمی کو اختیار ہے

کہ ماثورہ دعاؤں میں سے جو اسے زیادہ پسند ہو، وہ دعا کرے اور اُنہوں نے فرمایا اگر اس کے علاوہ دعا کرے تو چاہیے کہ محض دنیا کی طلب اور اس کی شہوات کی طرف رجوع نہ کرے جس کی مثال یوں بن سکتی ہے کہ کوئی دعا کرے: اے اللہ! مجھے ایک خوبصورت لڑکی اور سبز عمدہ لباس دے اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے اس کا جواز مروی ہے۔ اُنہوں نے فرمایا: جب وہ اپنی نماز میں اپنی ضرورتوں کے حوالے سے دعا کرے گا تو میں اُمید کرتا ہوں کہ اسے حرج (نقصان نہیں ہوگا) اور اس کی دلیل حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے جو گزر چکی۔

1275- اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب یہ ہے کہ ہر وہ دعا جو وہ نماز سے باہر مانگنا چاہتا ہے، نماز میں (مانگنا اس کیلئے) جائز ہے اور اس کی دلیل مذکورہ حدیث ہے، کیونکہ آپ ﷺ فجر کی پہلی رکعت میں دعائے قنوت پڑھتے تھے اور کہتے تھے: اے اللہ! ولید بن ولید، سلمہ بن ہشام اور عباس بن ابوربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ! مضر قبیلے پر سختی فرما اور ان پر حضرت یوسف علیہ السلام کے قحط کی طرح قحط مسلط فرما اور بعض نمازوں میں آپ ﷺ کہتے تھے: اے اللہ! عرب کے قبیلوں میں سے فلاں اور فلاں پر لعنت فرما۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: (ترجمہ:) "(اور اے حبیب!) تمہارے لیے (ان کے خلاف دعا کرنے کے) اس معاملہ میں سے کچھ فائدہ نہیں (آپ کا کام تو انہیں ڈرانا ہے، آگے اللہ کا کام ہے کہ) یا تو اللہ ان کی توبہ قبول فرمائے، یا (اسلام نہ لانے پر) انہیں عذاب دے"۔

(آل عمران:128)

1276- اور ہمارے (احناف) اصحاب رحمہم اللہ نے آپ ﷺ کے اس فرمان سے دلیل حاصل کی ہے: بے شک ہماری اس نماز کی شان و عظمت ہے کہ اس میں لوگوں کے کلام میں سے کوئی چیز درست و جائز نہیں ہے، یہ صرف سبحان اللہ، اللہ اکبر کہنے

اور قرأتِ قرآن کا نام ہے۔ باقی رہا حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے اس کا تعلق، تو ہم نے کہا: وہ ایسی دعا پر محمول ہے جو لوگوں کے کلام کے مشابہ نہ ہو۔ بہر حال قنوت تو وہ ابتدائے اسلام میں لوگوں کے کلام کی اباحت کی حالت پر محمول ہوگی، کیونکہ کلام ابتدائے اسلام میں مباح تھا، پھر اس کے بعد حرام کر دیا گیا۔ اسی طرح ہدایہ شریف کی شرح "نہایہ" میں موجود ہے۔ اور میں کہتا ہوں: مذکورہ قنوت کی دعاؤں کا تعلق آخرت سے ہے، اس کا تعلق اس بات سے نہیں ہے جو لوگوں کے اس کلام کے مشابہ ہو، جس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ آپ تدبر کریں!

1277- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ اپنی دائیں اور بائیں طرف "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہہ کر سلام فرمایا کرتے تھے۔

اس حدیث کو حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1278- اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے "شمالہ" کے قول کے بعد اضافہ کیا: یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مبارک رخسار کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔

1279- اور نسائی کی روایت میں ہے: یہاں تک کہ آپ ﷺ کے مبارک رخسار کی سفیدی یہاں اور آپ ﷺ کے مبارک رخسار کی سفیدی وہاں سے نظر آتی تھی۔

1280- حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کی معیت میں نماز ادا کرنے کی سعادت حاصل کی۔ سو آپ ﷺ اپنی دائیں طرف سلام فرماتے تھے تو (کہتے تھے:) تم پر سلام ہو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں اور اپنے بائیں طرف سلام فرماتے تھے تو (کہتے تھے:) تم پر سلام ہو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1281- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم جب رسول کریم ﷺ کے ساتھ مل کر نماز پڑھا کرتے تھے (ابتداء میں) تو ہم اپنے ہاتھوں کے اشاروں سے سلام و دعا کرتے تھے: ''تم پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت'' اور انہوں نے اپنے ہاتھ سے دونوں طرف اشارہ کیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: تم اپنے ہاتھوں سے اشارے کیوں کرتے ہو' گویا وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ تم میں سے کسی آدمی کو اتنا ہی کافی ہے کہ وہ اپنا ہاتھ' اپنی ران پر رکھے' پھر دائیں اور بائیں طرف سلام کرے۔

اس حدیث کو حضرت مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1282- اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے' وہ فرماتے ہیں: جب ہم رسول کریم ﷺ کے پیچھے نماز پڑھا کرتے تھے تو ہم میں سے کوئی آدمی اپنے ہاتھ سے اپنے دائیں طرف اور بائیں طرف اشارہ کرتا تھا' پس جب آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو فرمایا: تم میں سے کسی آدمی کو کیا ہے کہ وہ (نماز کی حالت میں) اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارہ کرتا ہے' گویا وہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ کیا تم میں سے کسی آدمی کو کافی نہیں ہے کہ وہ اس طرح کہے اور صرف اپنی انگلی سے اشارہ کرے اور وہ اپنے دائیں اور بائیں والے کو سلام کرے۔

1283- ان کی ایک دوسری روایت میں ہے' وہ فرماتے ہیں: ہمارے پاس رسول کریم ﷺ کی تشریف آوری ہوئی' اس حال میں کہ لوگ اپنے ہاتھ اُٹھائے ہوئے تھے۔ (راویٔ حدیث) حضرت زہیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میرا خیال ہے کہ فرمایا: ''نماز میں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے کیا ہے کہ میں تمہیں اس حال میں دیکھتا ہوں کہ تم نے اپنے ہاتھ اس طرح اُٹھا رکھے ہیں' گویا سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں۔ نماز

Scanned with CamScanner

میں سکون واطمینان کی حالت طاری کر کے رکھا کرو۔

1284- اور نسائی شریف کی روایت میں مسلم شریف کی روایت کی مثل ہے، مگر آخر میں فرمایا: سو آپ ﷺ نے حکم دیا کہ آدمی اپنا ہاتھ، اپنی ران پر رکھے، پھر کہے: تم پر سلام ہو (دائیں طرف)، تم پر سلام ہو (بائیں طرف)۔

1285- اور حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اپنے دائیں طرف بھی سلام پھیرتے تھے (یا نماز سے فارغ ہونے کے بعد اپنے دائیں طرف پھر کر بیٹھتے تھے، اگرچہ دائیں بائیں دونوں طرف پھر کر بیٹھنا جائز ہے)۔

اس حدیث کو حضرت مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1286- حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کو بہت دفعہ اپنے بائیں طرف پھر کر بیٹھتے ہوئے دیکھا۔

یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

1287- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مروی ہے کہ اُنہوں نے فرمایا: جب آدمی کو اپنے دائیں طرف پھر کر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو دائیں طرف پھر کر بیٹھے اور جب اسے بائیں طرف پھر کر بیٹھنے کی ضرورت ہو تو بائیں طرف ہو کر بیٹھے۔

1288- حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ جب نماز ادا کروا لیتے تو اپنا چہرۂ اقدس ہماری طرف کرتے۔

اس حدیث کو حضرت بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اپنی دائیں طرف یا اپنی بائیں طرف اکثر پھر کر تشریف فرما ہوتے تھے اور کبھی آپ ﷺ قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے بھی لوگوں کی طرف منہ مبارک کر لیا کرتے تھے۔

1289- اور تحقیق حضرات بخاری و مسلم رحمہما اللہ نے روایت کیا کہ آپ

Scanned with CamScanner

ﷺ جب (خصوصاً) فجر کی نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنا چہرۂ مبارک اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کی طرف پھیر کر بیٹھ جاتے۔ اور فرمایا کرتے: کیا تم میں سے کسی آدمی نے کوئی خواب دیکھا؟ اس حدیث کو حضرت مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔ ایسے خواب کی طلب کرتے تھے، جس میں فتح مکہ کی خوشخبری ہو۔

1290- اور تحقیق حضرت زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا: پس جب آپ ﷺ سلام پھیر لیتے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوتے اور اسی میں اس قصے کا ذکر ہے: "ہمیں فلاں بت کی وجہ سے بارش دی گئی"۔

1291- اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: پس جب آپ ﷺ نے نماز پڑھائی تو اپنا چہرۂ اقدس ہماری جانب فرمایا تو کہا: بے شک لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے۔ اور اسی حدیث میں عشاء کی نماز کو دیر سے ادا کرنے کا قصہ ہے۔

سو حاصل کلام یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ارادہ ہوتا کہ لوگوں سے کسی مسئلہ کے حوالے سے مخاطب ہوں تو (لوگوں کی طرف) اپنا چہرہ مبارک کرتے اور جب آپ ﷺ اپنے مبارک حجرے کی طرف جانے کا ارادہ فرماتے تو بائیں طرف پھرتے اور کبھی دائیں طرف بھی پھرتے۔

دوسرا: سلام کے حکم میں، کیا وہ واجب ہے یا فرض؟

پس لفظ سلام، ہمارے نزدیک واجب ہے لیکن فرض نہیں ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے اس سے اختلاف کیا ہے، وہ آپ ﷺ کے اس فرمان سے دلیل پکڑتے ہیں کہ نماز کی تحریم، اللہ اکبر کہنا اور اس کی تحلیل، سلام کہنا ہے۔ اور ان کے شاگردوں نے دو وجوہات کی بناء پر وجہ استدلال کو مضبوط بنانے کی کوشش کی ہے۔

(1) ان میں سے ایک یہ ہے کہ الف لام یا تو جنس کے استغراق کیلئے ہے، یا عہد کی تعریف کیلئے ہے جبکہ اس سے پہلے یہاں معہود نہیں یہاں تک کہ اس کی طرف لوٹا

Scanned with CamScanner

جائے، پس یہاں الف لام جنس کے استغراق کیلئے ہوگی اور اللہ تعالیٰ نے تحلیل کی ساری جنسیں سلام کے ساتھ مقرر کر دی ہیں۔ سو جس نے اس کا ذکر ثابت کیا، اس نے نص کی مخالفت کی۔ اور ایک قول یہ ہے کہ مسندالیہ کو صفات الیہ لگا کر معرفہ بنایا گیا ہو تو وہ حصر کو واجب کرے گا، جس طرح الف لام سے معرفہ بنانا کیونکہ اضافت، جنس کی متقاضی ہوتی ہے۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ عربوں کا قول: ''فلاں آدمی کا مال (تو بس) اونٹ ہی ہیں)''۔ اور ''فلاں آدمی کا علم تو بس فقہ تک محدود ہے'' حصر پر دلالت کرتا ہے، پس یہ سلام میں تحلیل کی حصر کا فائدہ دے گا۔ سو وہ اس کے فرض ہونے کا فائدہ بھی دے گا۔

اور کیونکہ وہ چیز جس کے ساتھ تحریم، مشروع ہے وہ ''تکبیر'' تحریمہ فرض ہے تو وہ جس کے ساتھ تحلیل مشروع ہوگی، وہ تسلیم بھی فرض ہی ہوگا۔

1292- ہم نے (ان استدلال کا جواب دیتے ہوئے) کہا: تحلیل کو تکبیر پر قیاس کرنا باطل ہے، کیونکہ تکبیر اپنی ذات میں خالص عبادت (نہ کہ عادت) ہے، کیونکہ یہ ثنائے محض ہے، جہاں قبلہ کی طرف منہ کر کے ادا کی جاتی ہے اور مزید وجہ یہ ہے کہ تکبیر عبادت میں داخل ہونے کیلئے ہوتی ہے تو فرض ہوئی اور جہاں تک تعلق ہے ''سلام'' کا، ایک لحاظ سے صیغۂ خطاب کے ساتھ لوگوں کا کلام ہے اور ایک لحاظ سے سلام کا اسم (جس طرح تسبیح اور سبحان) کیونکہ اس کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ناموں سے ہے اور اسی طرح (ایک بات یہ بھی ہے کہ) یہ نماز کے اندر (نہ کہ آخر میں) ممنوع ہے اور اسے قبلہ سے منہ پھیر کر ادا کیا جاتا ہے اور یہ عبادت سے نکلنے کیلئے ہے۔ سو جب (اس میں) تردّد ہوا تو اسے نفل کے اوپر اور فرض کے نیچے رکھا، پس اسے واجب بنایا۔

اور ہماری دلیل، وہ حدیث ہے جو ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے: ''جب آپ ﷺ نے تشہد سکھایا تو (فرمایا:) جب تُو نے یہ کر لیا یا یہ کہہ لیا تو تیری نماز مکمل ہوگئی۔ پس اگر تُو کھڑا ہونا چاہتا ہے تو کھڑا ہو جا اور اگر بیٹھنا

Scanned with CamScanner

چاہتا ہے تو بیٹھ جا' کیونکہ نبی کریم ﷺ نے سلام سے پہلے ہی نماز کے مکمل ہونے کا حکم لگا دیا اور بیٹھنے اور کھڑا ہونے کے درمیان اختیار دے دیا اور یہ بات اس پر کسی واجب کے باقی رہنے کی نفی کرتی ہے مگر ہم نے ان کی روایت کی وجہ سے بربنائے احتیاط وجوب کو ثابت کیا' اس وجہ سے کہ دلائل میں تعارض ہے (وہ ایک دوسرے سے ٹکرا رہے ہیں) اور اس کی مثل دلیل سے فرضیت ثابت نہیں ہوتی' کیونکہ فرض، دلیل قطعی کا تقاضا کرتا ہے اور افادۂ حصر کے حوالے سے جو چیز ذکر ہوئی وہ قطعی نہیں ہے۔ اسی طرح ہدایہ شریف اور اس کی شروح میں ہے۔

پھر اس بات میں علماء کا اختلاف ہے کہ اسلام دو ہوں گے یا ایک ہو گا۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ نمازی ایک سلام پھیرے گا' انہوں نے حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے' وہ فرماتی ہیں: رسول کریم ﷺ اپنے چہرۂ اقدس کے سامنے اپنی نماز میں ایک ہی سلام کہتے تھے' پھر تھوڑا سا اپنی دائیں طرف مڑ جاتے۔ حضرت شیخ ابن حجر رحمہ اللہ' مشکوٰۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ اس سے ابتداء کرتے' پھر بہت تھوڑا دائیں پہلو کی طرف مڑ جاتے یہاں تک کہ آپ ﷺ کے دائیں رخسار مبارک کی سفیدی دیکھی جا سکتی تھی؛ جس طرح سابقہ روایات میں اس کی صراحت کر دی گئی ہے۔

اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے مذہب کے متعلق تحریر کردہ رسالہ ''ابن ابی زید'' میں ہے: پھر آپ ''السلام علیکم'' ایک ہی سلام کہیں، جس سے آپ اپنے چہرے کے سامنے کا قصد کریں اور اپنے سر کو تھوڑا سا دائیں طرف کریں۔

اور ائمہ ثلاثہ اس بات پر ہیں کہ وہ دو سلام کہے گا۔ ایک سلام اپنی دائیں طرف اور دوسرا سلام اپنی بائیں طرف۔ اس حدیث کی وجہ سے جو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے گزری' اسے پانچ حضرات نے روایت کیا جبکہ حضرت مسلم رحمہ اللہ نے اس کی ہم

Scanned with CamScanner

معنی حدیث روایت کی اور حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے اسے صحیح کہا' حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی حدیث کی وجہ سے۔ اسے حضرت احمد' مسلم اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث زیادہ راجح ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث مرجوح ہے' جس سے حضرت امام مالک رحمہ اللہ نے دلیل پکڑی ہے۔

اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کی تاویل میں مروی ہے کہ اس کی ہم معنی حدیث ہے۔ ''آپ ﷺ ایک سلام بلند آواز سے کہا کرتے تھے۔

اور حضرت ابن قدامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس میں معنی یہ ہے کہ قرأت کے علاوہ حالت میں جہر ہے' یہ صرف (مقتدیوں کو) آگاہ کرنے کیلئے ہے' اور وہ (اعلام) پہلے سلام کے ساتھ ہی حاصل ہو جاتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قول: ''تلقاء وجھہ'' کا معنی ہے کہ آپ ﷺ قبلہ کی طرف منہ کر کے ہی ''السلام علیکم'' کہنے کی ابتداء کیا کرتے تھے' پھر اپنے دائیں اور بائیں طرف التفات فرماتے اور آپ ﷺ کا التفات' اثنائے سلام ہوتا۔

1293- اور صاحب سفر السعادۃ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور حضرت عدی بن عمیرہ رحمہ اللہ کی حدیث میں آیا ہے: آپ ﷺ اپنا چہرۂ مبارک قبلہ کی طرف رکھتے ہوئے ایک سلام کرتے تھے۔ اس کی سند' محدثین کے نزدیک ''غیر قائم'' ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کی حدیث: ''رسول کریم ﷺ ایک سلام پھیرتے تھے اور اس میں اپنی مبارک آواز بلند فرماتے تھے یہاں تک کہ آپ ﷺ ہمیں جگا دیتے تھے'' بھی مُعلَّل ہے اور اس کی صحت تسلیم کر لینے کے بعد تو یہ صراحۃً دوسرے

سلام کی نفی پر دلالت نہیں کرتی، یعنی کہ اس کا ظاہر اس بات پر دال ہے کہ ایک سلام، جگانے کیلئے بلند آواز سے فرماتے تھے اور ضرورت نہ ہونے کی وجہ سے دوسرا سلام بلند آواز سے نہیں فرماتے تھے، جس طرح ہم نے حضرت امام احمد رحمہ اللہ کی تاویل ذکر کی۔

آپ جان لیں کہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے دو سلاموں کا باب باندھا ہے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث لانے کے بعد فرمایا: اور باب میں حضرات سعد، ابن عمر، جابر بن سمرہ، براء، عمار، وائل، عدی بن عمرہ، جابر اور حبیب بن مسعود رضی اللہ عنہم سے بھی احادیث مروی ہیں اور فرمایا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد والوں میں سے اہلِ علم کا اسی پر عمل ہے۔

اور اُنہوں نے ایک سلام کیلئے دوسرا باب باندھا اور فرمایا: حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کا مرفوع ہونا سوائے اس سند کے غیر معلوم ہے اور حضرت محمد بن اسماعیل رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زہیر بن محمد رحمہ اللہ کا تعلق شامیوں سے ہے جن سے منکر حدیثیں روایت کی جاتی ہیں اور ان سے عراقیوں کی روایت زیادہ صحیح ہے اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے: زہیر بن محمد جو ان کے نزدیک واقع ہوا تھا، وہ نہیں ہے جس سے عراق میں اُنہوں نے روایت کیا، کیونکہ وہ ایک دوسرا آدمی ہے، انہوں نے اس کے نام میں ''قلب'' کیا ہے۔ ایک سلام کا قول بعض اہلِ علم کا ہے اور رسول کریم ﷺ سے زیادہ صحیح روایات دو سلاموں کی ہیں اور رسول کریم ﷺ کے صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور ان کے بعد والوں میں سے اکثر علماء کرام کا اسی پر عمل ہے اور ایک گروہ نے ایک سلام کا قول کیا ہے اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر چاہے تو ایک سلام کہے اور اگر چاہے تو دو سلام کہے اور یہ حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کا کلام ہے۔

Scanned with CamScanner

اور اس سے ظاہر ہوا کہ حضرت عدی بن عمرہ رضی اللہ عنہ ایک ایسے گروہ میں ہیں جو دو سلاموں کے قائل ہیں، جس طرح صاحب سفر السعادہ نے فرمایا۔ اور ہم نے چھ کتابوں اور ان کے علاوہ کتب حدیث میں ایک سلام کے بارے میں کوئی حدیث نہیں پائی۔ واللہ اعلم!

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

نماز کے بعد ذکر کا باب

1294- آپ جان لیں کہ اذکار اور دعائیں اس باب میں کثیر تعداد میں ہیں، جو احادیث میں ذکر کی گئی ہیں۔ ان میں سے زیادہ مشہور اور قدیم، تسبیح (سبحان اللہ کہنا)، تحمید (الحمدللہ کہنا)، تکبیر (اللہ اکبر کہنا) اور تہلیل (لا الٰہ الا اللہ کہنا) ہیں۔ اور متعدد راویوں سے مختلف روایات میں آئے ہیں۔ سو سب سے زیادہ معروف اور کثیر وہ ہے جو حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ سے مسلم کی روایت میں آئی ہے، وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے ہر نماز کے بعد تینتیس (33) بار سبحان اللہ، تینتیس (33) بار الحمدللہ اور تینتیس (33) بار ہی اللہ اکبر کہا، پس یہ کل ننانوے (99) ہوئے، پھر سو مکمل کرنے کو ایک بار ''لا الٰہ الا اللّٰہ وحدہٗ لا شریك له له الملك وله الحمد وهو علٰی كل شیءٍ قدیر''، ''اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہی ہے، اسی کیلئے حمد ہے اور وہ ہر چاہت پر قادر ہے'' پڑھا، اس کے سارے گناہ معاف ہو جائیں گے، اگرچہ وہ سمندروں کی جھاگ کے برابر ہوں اور اسی طرح ''مؤطا'' کی روایت میں ہے اور اس میں یہ الفاظ ہیں: ''ختم المأة وغفرت ذنوبه'' (دونوں کا معنیٰ قریب قریب ہے)۔

حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مسلم، ترمذی اور نسائی رحمہم اللہ کی روایت میں آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: (نماز کے) بعد کے کچھ اعمال ایسے ہیں، جن کا کرنے والا ناکام نہیں ہوگا، جو ہر نماز کے بعد کرتا ہے۔ اور ایک روایت میں ''مكتوبة'' کے الفاظ کا اضافہ ہے۔ (یعنی فرض نماز) تینتیس (33) بار سبحان اللہ، تینتیس (33) بار الحمدللہ اور چونتیس (34) بار اللہ اکبر۔ اور یہ بھی نماز کے بعد اور سونے

Scanned with CamScanner

کے وقت متعدد روایات میں آئی ہے اور ایک روایت میں ہے: پس یہ زبان سے تو ایک سو ہے، لیکن میزان میں ایک ہزار ہوگی (قیامت کے دن)۔

اور بخاری رحمہ اللہ کی روایت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے آئی ہے، وہ ہر نماز دس (10) بار سبحان اللہ کہتے ہیں، دس (10) بار الحمدللہ کہتے ہیں اور دس (10) بار اللہ اکبر کہتے ہیں۔

اور مسلم شریف کی ایک روایت میں بھی اسی طرح ہے اور اس کے آخر میں ہے: گیارہ بار، گیارہ بار اور گیارہ بار اس سے زیادہ آسان ہے اور اس بناء پر کل تینتیس ہو گئے اور سابقہ روایات کے مطابق ان میں سے ہر ایک تینتیس (33) بار ہے۔

اور بعض علماء کا قول ہے: شاید یہ قول حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث: ''وہ ہر نماز کے بعد تینتیس (33) بار سبحان اللہ، الحمدللہ اور اللہ اکبر کہتے ہیں'' کے بعض راویوں کی طرف سے تفسیر ہے۔ یہ ایک وہم ہے، کیونکہ ان میں سے ہر کلمہ کا تینتیس (33) بار ہونا مراد ہے، جس طرح روایات میں صریح آیا ہے اور یہ بھی آیا ہے: سبحان اللہ پچیس (25) بار، الحمدللہ پچیس (25) بار، لا الٰہ الا اللہ پچیس (25) بار اور اللہ اکبر پچیس (25) بار۔

اور اس کا قصہ یہ ہے کہ ایک انصاری آدمی نے خواب میں دیکھا، ایک کہنے والا کہہ رہا ہے: رسول کریم ﷺ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم ہر نماز کے بعد اس طرح اور اس طرح سبحان اللہ کہو۔ انصاری نے جواب دیا: ہاں! اُس نے کہا: اگر تم اسے پچیس (25) پچیس (25) بار بنا لو اور اس میں ''لا الٰہ الا اللّٰہ'' بھی ملا لو (تو کیا ہی اچھا ہو)۔ پس جب صبح ہوئی تو وہ آدمی نبی کریم ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہوا اور آپ ﷺ کو آگاہ کیا تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: یہ کر لو۔

حضرات احمد، نسائی اور دارمی از حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ روایت ہے۔

اور بعض غریب روایات میں آیا ہے کہ ان اذکار میں سے ہر ایک سو (100) بار

Scanned with CamScanner

اور جس چیز پر محافظت کرنی چاہیے وہ یہ ہے کہ صبح کی نماز اور مغرب کی نماز کے بعد پاؤں موڑنے سے پہلے دس (10) بار کہے: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں، اس کی ہیں ساری بادشاہیاں، اس کو حمد ہے اور وہ ہر چاہت پر قادر ہے۔ اور ایک روایت میں "یُحْیِی وَیُمِیْتُ" (وہ زندہ کرتا ہے اور وہ مارتا ہے) کے الفاظ ہیں اور ایک دوسری روایت میں ہے: (ترجمہ:) "وہ زندہ ہے، اسے موت نہیں آئے گی، ساری بھلائیاں اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں"۔

اور کثیر روایات میں ایسی چیزیں وارد ہیں جن کے دنیا اور آخرت میں کثیر فوائد ہیں، مثلاً آفات و بلیات سے حفاظت، گناہوں کی مغفرت اور شمار نہیں کیا جا سکتا، اور نماز کے بعد مطلق، مشترک اور منفرد دعائیں اور اذکار کثیر تعداد میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے توفیق ہے۔

اور اس باب میں جن چیزوں کے ذکر کا التزام ہم نے کیا، اختلافِ ائمہ کا بیان نہیں ہے: سو ہم نے اسی پر اکتفاء کیا اور اسی طرح اس کے علاوہ تمام ابواب، جن کا تعلق اس قبیل سے ہے۔

عمل میں سے جو نماز میں جائز نہیں اور ان میں سے جو مباح ہیں

1295- حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نماز میں کلام کیا کرتے

☆ "قولہ مالا یجوز الخ" اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ آیت:) "بے شک وہ ایمان والے کامیاب ہوئے، جو اپنی نمازوں میں عاجزی کرتے ہیں اور جو بیہودہ چیز (جھوٹ، گالی گلوچ، غیبت، چغل خوری، بُرے مذاق اور بیہودہ باتوں) سے منہ پھیرنے والے ہیں"۔ (سورۃ المؤمنون: 3-2-1)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ آیت:) "سب نمازوں کی حفاظت کرو اور (خصوصاً) درمیانی نماز (عصر) کی اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو"۔ (سورۃ البقرہ: 238)

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (ترجمہ آیت:) "اور تم (مشکل میں) صبر و نماز سے مدد چاہو اور بے شک نماز ضرور بھاری ہے مگر ان پر (نہیں) جو (اللہ کے حضور) دل سے جھکنے والے ہیں"۔ (سورۃ البقرہ: 45)

Scanned with CamScanner

تھے' ایک آدمی نے (ایک بار) اپنے ساتھی سے کلام کیا اس حال میں کہ وہ اس کے پہلو میں تھا' یہاں تک کہ آیت نازل ہوئی: (ترجمۂ آیت:) "اور اللہ کے حضور ادب سے کھڑے ہو" (سورۃ البقرہ:238)۔

تو ہمیں خاموش رہنے کا حکم دیا گیا اور کلام کرنے سے منع کر دیا گیا۔

اس حدیث کو حضرات بخاری' مسلم' ابوداؤد اور ترمذی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1296- اور ایک روایت میں ہے: ہم رسول کریم ﷺ کے پیچھے نماز میں کلام کر لیا کرتے تھے اور انہوں نے مکمل حدیث ذکر کی' اور فرمایا: اور باب میں حضرات ابن مسعود اور معاویہ بن حکم رضی اللہ عنہما سے مرویات ہیں اور حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے۔

1297- حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نماز کی حالت میں (ایک دوسرے کو) سلام کر لیا کرتے تھے اور اپنا کوئی نہ کوئی کام بھی (ایک دوسرے کو) کہہ لیتے تھے۔ (ایک بار ایسا ہوا کہ) میں نبی کریم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کی بارگاہ میں عاجزانہ سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔

پس جب سول کریم ﷺ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے' نیا حکم ارشاد فرماتا ہے اور اب جو نیا حکم دیا ہے' وہ یہ ہے کہ تم لوگ نماز میں کلام نہ کیا کرو۔ (راوی کا بیان ہے:) اور آپ ﷺ نے میرے سلام کا جواب عنایت فرمایا۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1298- حضرت معاویہ بن حکم سلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم

Scanned with CamScanner

ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ نماز ہے' اس میں لوگوں کے کلام میں سے کچھ بھی درست نہیں' یہ تو صرف تسبیح' تکبیر اور قرآن کی قرأت ہے یا جس طرح رسول کریم ﷺ نے فرمایا۔

اس حدیث کو حضرات مسلم اور ابوداؤد رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1299- حضرت ابو جعفر قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو دیکھ رہا تھا کہ جب وہ سجدہ کرنے لگتے تو اپنی پیشانی رکھنے کی جگہ سے بڑے ہلکے انداز میں کنکریاں ہٹاتے۔

اسے مؤطا میں روایت کیا گیا ہے۔

1300- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ضرور تم میں سے ایک آدمی کا اپنے ہاتھ کو کنکریوں سے روک لینا' اس کیلئے اس سے بہتر ہے کہ اس کیلئے سو اونٹنیاں ہوں' سیاہ آنکھوں والی' پس اگر تم میں سے کسی آدمی کو یہ کام کرنا بہت ضروری ہو تو اسے چاہیے کہ وہ ایک بار پونچھے۔ اُنہوں نے اسی طرح روایت کیا۔

1301- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ایک بار کنکریوں کو صاف کرنا اور انہیں (اس کے بعد) چھوڑ دینا' سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔

یہ حدیث مؤطا میں موقوف روایت کی گئی ہے۔

1302- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: میں رسول کریم ﷺ کی معیت میں ظہر کی نماز ادا کیا کرتا تھا' پس میں نے (ایک بار) کنکریوں کی مٹھی اُٹھا کر ہاتھ میں رکھی تاکہ انہیں ٹھنڈا کروں' پھر دوسری اپنے ہاتھ میں رکھی۔ پس جب میں نے سجدہ کیا تو میں نے ان پر اپنی پیشانی رکھی۔

اس حدیث کو حضرت نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

Scanned with CamScanner

1303- حضرت ابوجعفر قاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: میں نماز پڑھاتا تھا اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما میرے پیچھے ہوتے تھے' لیکن میں انہیں محسوس نہیں کر سکتا تھا (وہ یوں چپکے سے آتے تھے) سو میں (دائیں یا بائیں کسی طرف) متوجہ ہوا تو اُنہوں نے مجھے آنکھ کا اشارہ دیا۔

اس حدیث کو موطا میں روایت کیا گیا ہے۔

1304- حضرت سہل بن حنظلہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: صبح کی نماز بھی تو رسول کریم ﷺ پڑھانے لگے' اس حال میں کہ آپ ﷺ گھاٹیوں کی طرف التفات فرماتے تھے۔ اور راوی کا بیان ہے: آپ ﷺ نے رات کے وقت گھاٹیوں کی طرف ایک شاہسوار حفاظت (وچوکیداری) کیلئے بھیجا تھا۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1305- حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ان لوگوں کو اپنے کام سے باز آ جانا چاہیے' جو نماز کی حالت میں اپنی آنکھیں آسمان کی طرف اُٹھاتے ہیں' کہیں ایسا نہ ہو کہ ان کی آنکھیں ان کی طرف لوٹیں ہی نہیں۔

یہ حضرات مسلم اور ابوداؤد رحمہما اللہ کی حدیث ہے۔

1306- رسول کریم ﷺ مسجد میں داخل ہوئے' سو اس میں کچھ لوگ آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا: انہیں (اس کام سے) رُک جانا چاہیے' اور مکمل حدیث ذکر کی۔

1307- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان سے فرمایا: اے انس! اپنی نگاہ کو وہاں رکھ جہاں تُو سجدہ کرتا ہے۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

Scanned with CamScanner

1308- حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' وہ فرماتے ہیں: مجھے رسول کریم ﷺ کے پاس سے گزرنے کا اتفاق ہوا' اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے۔ میں نے آپ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں عاجزانہ سلام عرض کیا تو آپ ﷺ نے مجھے اشارے سے جواب دیا۔ اور راوی کا بیان ہے: مجھے معلوم نہیں مگر یہی بات ہے کہ انہوں نے کہا: اپنی مبارک انگلی کے اشارہ سے۔

اس حدیث کو حضرات ترمذی' ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1309- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ مسجد قباء کی طرف تشریف لے چلے تا کہ اس میں نماز ادا فرمائیں۔ سو انصار صحابہ کرام علیہم الرضوان آئے اور اُنہوں نے آپ ﷺ پر سلام کیا' اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: اور ہم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خدمت میں عرض گزاری: رسول کریم ﷺ کو آپ نے کیسے لوگوں کے سلام کا جواب دیتے ہوئے دیکھا' جب حالتِ نماز میں وہ آپ ﷺ پر سلام کرتے تھے۔ اُنہوں نے جواب دیا: اس طرح' اور اپنا ہاتھ پھیلا دیا اور اس کے باطن کو نیچے اور اس کے ظاہر کو اوپر کیا۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1310- حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا: نبی کریم ﷺ کا طریقہ کیا ہوتا تھا' جب حالتِ نماز میں لوگ آپ ﷺ پر سلام کرتے۔ اُنہوں نے جواب دیا: آپ ﷺ اپنے مبارک ہاتھ سے اشارہ کرتے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ اشارہ سے جواب

Scanned with CamScanner

دیتے۔ اور امام نسائی کی روایت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی جگہ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ ہیں۔

1311- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: سبحان اللہ کہنا' مردوں کیلئے ہے یعنی نماز میں اور تالی بجانا (یعنی ہاتھ پہ ہاتھ مارنا' جہاں ہاتھ موجود ہیں) عورتوں کیلئے ہے۔

اس حدیث کو مؤطا کے علاوہ ایک جماعت نے روایت کیا۔

1312- اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں جب نبی کریم ﷺ سے باریابی کی اجازت طلب کرتا تو آپ ﷺ سبحان اللہ کہتے۔

1313- حضرت عبداللہ بن شخیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی' سو میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ نے بلغم نکال کر اپنے بائیں جوتے سے لگائی۔

اس حدیث کو حضرت مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1314- اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ کی روایت میں ہے' وہ فرماتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا' اس حال میں کہ آپ ﷺ نماز ادا فرما رہے تھے تو آپ ﷺ نے اپنے بائیں پاؤں مبارک کے نیچے تھوکا۔ اور دوسری روایت میں ہے: پھر اسے اپنی جوتی مبارک کے ساتھ ملا۔

1315- اور نسائی رحمہ اللہ کی روایت میں ہے: میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نے لعاب مبارک نکالا تو اسے اپنے بائیں جوتے سے مَل دیا۔

1316- حضرت ابوبصرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے

Scanned with CamScanner

اپنے کپڑے میں لعاب مبارک کیا اور اس کے بعض کو بعض کے ساتھ رگڑا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے اسی کی روایت ہے۔

اس حدیث کو حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1317- حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: ایک دن میں باہر سے آئی جبکہ رسول کریم ﷺ (گھر میں) نفل نماز ادا فرما رہے تھے اور دروازہ قبلہ کی سمت پر تھا۔ سو آپ ﷺ اپنے دائیں یا بائیں چلے اور دروازہ کھولا، پھر اپنی نماز پڑھنے والی جگہ واپس چلے گئے۔

اس حدیث کو حضرت نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1318- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے نماز کی حالت میں سدل (کپڑا لٹکانے) سے منع فرمایا اور یہ کہ آدمی اپنا منہ ڈھانپے۔

اس حدیث کو حضرات ترمذی، ابوداؤد رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1319- حضرت ارزق بن قیس رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہم اھواز کے مقام پر موجود تھے، پس ہم حروریہ (خارجیوں) سے جہاد کر رہے تھے، اسی دوران کہ میں ایک نہر کے کنارے موجود تھا، جب (اچانک) ایک شخص آیا تو اُس نے نماز پڑھنا شروع کر دی۔ پس ان کی سواری کی لگام ان کے ہاتھ میں تھی تو سواری نے ان سے بگڑنا شروع کر دیا اور وہ اس کا پیچھا کر رہے تھے۔ حضرت شعبہ رحمہ اللہ نے فرمایا: یہ حضرت ابوبرزہ اسلمی رضی اللہ عنہ ہیں۔ خارجیوں میں سے ایک آدمی نے کہنا شروع کر دیا: اللہ! یہ بوڑھا آدمی برباد ہو۔ پس جب اُنہوں نے سلام پھیرا تو فرمایا: بے شک میں نے تمہاری بات سن لی تھی۔ اُنہوں نے فرمایا: بے شک میں نے رسول کریم ﷺ کی معیت میں چھ، سات یا آٹھ جنگیں لڑیں اور میں نے آسانیوں کو بھی دیکھا، میں اپنی سواری کے ساتھ

Scanned with CamScanner

لوٹوں یہ بات مجھے اس چیز سے زیادہ پسند ہے کہ میں اسے (کھلا) چھوڑ دوں اور وہ گھاس کھانے چلی جائے (اور میں یہاں نماز میں ہوں' پھر میں اسے تلاش کرنے جاؤں) تو میں مشقت میں پڑ جاؤں۔

1320- دوسری روایت میں وہ فرماتے ہیں: ہم اھواز کے مقام پر دریا کے کنارے موجود تھے جبکہ حضرت ابوبرزہ رضی اللہ عنہ پانی کی نہر کے پاس جو کہ خشک تھی' گھوڑے پر براجمان تھے تا کہ نماز پڑھیں' اُنہوں نے اپنے گھوڑے کو کھلا چھوڑ دیا۔ سو گھوڑا چل نکلا تو اُنہوں نے اپنی نماز چھوڑ دی اور گھوڑے کے پیچھے چل دیئے یہاں تک کہ اسے پالیا' اسے پکڑا' پھر آئے اور اپنی نماز پوری کی' جبکہ ہم میں ایک آدمی تھا جس کی اپنی رائے تھی' (خارجی بزرگوں کا ادب واحترام اسے نہ تھا)۔ اس نے کہنا شروع کر دیا: اس بوڑھے آدمی کی طرف دیکھو جس نے اپنے گھوڑے (گھٹیا چیز) کی خاطر نماز (جیسی عظیم عبادت) کو چھوڑ دیا۔ سو وہ متوجہ ہوئے اور فرمایا: مجھے کسی آدمی نے تہمت نہیں لگائی' میں نے نبی کریم ﷺ کی صحبت کا شرف حاصل کیا' تو (ضرور) آپ ﷺ کے (دین کے) آسان بنانے کو دیکھا ہوگا۔

اس حدیث کو حضرت بخاری رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1321- حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ اس حال میں بھی نماز پڑھتے تھے کہ آپ ﷺ نے (اپنی نواسی) حضرت امامہ بنت زینب بنت رسول اللہ ﷺ کو اُٹھایا ہوا ہوتا تھا۔ پس جب آپ ﷺ سجدہ کرنے لگتے تو اسے (زمین پر) بٹھا دیتے اور جب کھڑے ہونے لگے تو پھر اسے اُٹھا لیتے تھے۔

1322- ایک روایت میں ہے: میں نے رسول کریم ﷺ کو دیکھا' اس حال میں کہ آپ ﷺ لوگوں کی امامت کروا رہے تھے جبکہ امامہ بنت ابوعاصؓ

آپ ﷺ کے کندھے پر تھی، پس جب آپ ﷺ رکوع کرنے لگتے تو اسے (زمین پر) بٹھا دیتے اور جب سجدے سے اپنا سر مبارک اُٹھاتے تو دوبارہ اسے اُٹھا لیتے۔

اس حدیث کو حضرات بخاری، مسلم، مالک، ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔ پہلی اور دوسری روایت میں الفاظ حضرات ابوداؤد اور مسلم رحمہما اللہ کے ہیں۔

1323- وہ فرماتے ہیں: اسی دوران کہ ہم مسجد میں بیٹھے تھے، جب اچانک رسول کریم ﷺ کی ہمارے ہاں تشریف آوری ہوا اس حال میں کہ آپ ﷺ (اپنی نواسی) امامہ بنت ابی عاص بن ربیع اور جن کی ماں حضرت زینب بنت رسول اللہ ﷺ رضی اللہ عنہا ہے، کو اُٹھائے ہوئے جبکہ وہ ابھی چھوٹی بچی تھیں۔ سو آپ ﷺ نے اسے اپنے کندھے پر اُٹھایا اور رسول کریم ﷺ نے (اسی حال میں) نماز ادا فرمائی جبکہ وہ آپ ﷺ کے کندھے پر تھیں، اسے (زمین پر) بٹھا دیتے، جب رکوع کرتے اور دوبارہ اسے اُٹھا لیتے جب قیام فرماتے یہاں تک کہ (اسی انداز میں) آپ ﷺ نے نماز پڑھی، اُس بچی کے ساتھ اسی طرح کر رہے تھے۔

1325- اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کی معیت میں عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے۔ سو جب آپ ﷺ نے سجدہ کیا تو حضرات حسن وحسین رضی اللہ عنہما آپ ﷺ کی پیٹھ مبارک پر براجمان ہوئے۔ پس جب آپ ﷺ اپنا سر مبارک اُٹھانے لگے تو ان دونوں کو پیچھے سے بالکل آہستہ انداز میں پکڑا اور ان دونوں کو زمین پر بٹھا دیا۔

پس جب آپ ﷺ نے دوبارہ سجدہ کیا تو وہ دونوں حضرات دوبارہ پیٹھ پر سوار ہوئے یہاں تک کہ آپ ﷺ نے (اسی انداز میں) نماز مکمل فرمائی۔

اس حدیث کو حضرت احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

Scanned with CamScanner

1326- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اُنہوں نے حضرت عبداللہ بن حارث رضی اللہ عنہ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا جبکہ ان کا سر (یعنی سر کے بال) پیچھے سے بندھا ہوا تھا' سو وہ ان کے پیچھے کھڑے ہوئے اور اپنے کتے کو کھولا۔

جب اُنہوں نے سلام پھیرا تو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف متوجہ ہوئے تو اُنہوں نے فرمایا: تجھے کیا ہے' تُو نے سر کے بالوں کو اس طرح کیوں باندھا ہوا ہے؟ تو اُنہوں نے بتایا کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: اس کی مثال اُس آدمی کی طرح ہے جو اس حال میں نماز پڑھتا ہے کہ اس کے دونوں بازو پیچھے باندھے ہوئے ہوں۔

اس حدیث کو حضرات مسلم' ابوداؤد اور نسائی رحمہم اللہ نے روایت کیا۔

1327- حضرت ابوسعید مقبری رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ کے آزاد کردہ غلام حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ' حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے پاس سے گزرے اس حال میں کہ وہ نماز ادا فرما رہے تھے اور اپنے سر کی چوٹی پیچھے باندھ لی تھی۔

1328- اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک (روایت یوں ہے کہ) اُنہوں نے اپنے بالوں کو گوندھ کر' لپیٹ کر' گرہ لگا کر اور اطراف کو بالوں کی جڑوں میں داخل کر کے گدی پر انار کی طرح چھوڑ دیا تھا۔

تو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ (آگے بڑھے اور) انہیں کھول دیا۔ سو حضرت حسن رضی اللہ عنہ غصہ کی حالت میں ان کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ فوراً بولے۔ آپ اپنی نماز کی طرف دھیان دیں (زیادہ)' ناراض ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: یہ شیطان کے بیٹھنے کی جگہ ہے۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرات ابوداؤد' ترمذی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1329- اور حضرت عبداللہ بن ارقم رضی اللہ عنہ کے بارے میں مروی ہے کہ وہ اپنے دوستوں کی امامت کروایا کرتے تھے۔ سو ایک دن (اُدھر) نماز کا وقت قریب ہوا اور وہ قضائے حاجت کیلئے چلے گئے' پھر لوٹے تو فرمایا: بے شک میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب تم سے کوئی آدمی پاخانہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہو (اُدھر نماز کا وقت ہو جائے) تو نماز سے پہلے پاخانہ کرنے کو جائے۔

اس حدیث کو حضرت نسائی رحمہ اللہ نے روایت کیا اور موطا میں بھی اسے ذکر کیا گیا ہے۔

1330- اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ کے نزدیک (یہ بھی) ہے' وہ فرماتے ہیں: نماز کیلئے اقامت کہہ دی گئی تو اُنہوں نے (قابلِ امامت) ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر آگے کیا' جبکہ وہ خود لوگوں کے امام تھے اور فرمایا: میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب نماز کھڑی کر دی جائے اور تم میں سے کسی آدمی کو بیت الخلاء (لیٹرین) جانے کی ضرورت پیش آ جائے تو وہ پہلے بیت الخلاء میں جائے۔

1331- اور حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: کھانے کی موجودگی میں نماز میں اطمینان حاصل نہیں ہو سکتا اور نہ ہی اُس آدمی کو (مرد ہو یا عورت) جو پاخانہ و پیشاب (یا ان میں سے ایک کو زبردستی) روکتا ہے۔

اس حدیث کو حضرت مسلم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1332- اور جامع الاصول میں فرماتے ہیں: حضرت رزین رحمہ اللہ نے فرمایا: حضرت ابوعیسٰی رحمہ اللہ نے ''کتاب الشرح'' میں فرمایا: جس چیز سے رسول کریم ﷺ نے منع فرمایا' وہ پیشاب روکنے والے' پاخانہ روکنے والے' بندھے ہوئے

پاؤں رکھنے والے آدمی' کپڑا گھسیٹنے والے' کولھوں پر ہاتھ رکھنے والے' سولی چڑھے ہوئے (صلیب پہنے ہوئے)' دونوں پاؤں ایک سیدھ میں رکھنے والے (یا ایک پاؤں اُٹھانے والے)' بیڑی پہنے ہوئے کی طرح ایک سیدھ میں پاؤں رکھنے والے' کپڑا سمیٹنے والے' بال لگوانے والے (یا لگوانے والی)' اِدھر اُدھر متوجہ ہونے والے' ہاتھ سے کھیلنے والے' سدل کرنے والے اور نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی پیشانی سے کنکریوں کو صاف کرنے والے کی نماز ہے۔ اور (اسی طرح) اگر وہ ایسے راستے میں نماز پڑھے جہاں اس کے آگے سے لوگ گزریں۔

آٹھویں فصل: اُس آدمی کیلئے جسے نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا جاتا ہے

1333- حضرت مطیع بن اسود رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی' پھر احتلام (رات کے بُرے خواب) کا ذکر کیا۔ سو اُنہوں نے غسل فرمایا اور دوبارہ صبح کی نماز پڑھی اور کسی فرد بشر کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا۔

اس حدیث کو حضرت بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1334- حضرت خالد بن لجلاج رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک دن لوگوں کو نماز پڑھائی۔ سو جب پہلی دو رکعتیں پڑھنے کے بعد قعدہ بیٹھے تو قعدہ لمبا کر دیا۔ پس قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہوئے تو پیچھے مڑے۔ قوم میں سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر اسے آگے (مصلّے کی طرف) کیا اور خود چلے گئے۔ پس جب عصر کی نماز کیلئے گھر سے نکل کر تشریف لائے تو لوگوں کو نماز پڑھائی' جب سلام پھیرا تو منبر شریف کا پایہ پکڑا اور کھڑے ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی' پھر فرمایا: حمد وثناء کے بعد اے لوگو! بے شک میں نے نماز کیلئے وضو کیا تو میں اپنے گھر والوں میں سے ایک بیوی کے پاس سے گزرا۔ اس کے اور میرے درمیان ہوا جو اللہ نے چاہا کہ ہو'

Scanned with CamScanner

میں تو نماز میں تھا' میں نے تری پائی تو مجھے دو کاموں میں سے ایک کام کا اختیار تھا' یا تو میں تم سے حیاء کروں اور اللہ پر جرأت کروں یا اللہ تعالیٰ سے حیاء کروں اور تمہارے اوپر جرأت کروں۔ تو میں تم سے حیاء بھی کرتا ہوں اور تم پر جرأت بھی کرتا ہوں' مجھے یہ پسند ہے۔

پس میں باہر چلا گیا' وضو کیا اور میں نے نئے سرے سے نماز پڑھی' تم میں سے جو آدمی وہ کام کرنا چاہے جو میں نے کیا تو اسے چاہیے کہ وہ کام کرے جو میں نے کیا۔

اس حدیث کو حضرت بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1335- حضرت محمد بن عمرو بن حارث رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' اس حال میں کہ وہ جنبی تھے۔ پس جب اُنہوں نے صبح کی تو اپنے کپڑے میں احتلام دیکھا۔ پس اُنہوں نے فرمایا: میری عمر زیادہ ہو گئی ہے' قسم بخدا! بے شک میں خیال کرتا ہوں کہ میں جنبی ہو گیا ہوں' پھر مجھے معلوم نہیں ہوتا' پھر اُنہوں نے اپنی نماز لوٹائی (یا واپس لوٹ گئے)' لیکن لوگوں نے حکم نہ دیا کہ وہ (اپنی نمازیں) لوٹائیں۔

اس حدیث کو حضرات دارقطنی اور بیہقی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1336- حضرت ابوسفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے اس آدمی کے بارے میں دریافت کیا گیا جو نماز کی حالت میں ہنسنے لگتا ہے۔ اُنہوں نے جواب دیا: وہ اپنی نماز لوٹائے گا' لیکن دوبارہ وضو نہیں کرے گا۔

اس حدیث کو حضرت بیہقی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

راوی کا بیان ہے: اور اس حدیث کو مرفوع روایت کیا گیا' قہقہہ والی حدیث کا دارومدار حضرت ابوعالیہ رحمہ اللہ کی مرسل روایت پر ہے اور ان کی مرسل روایات ضعیف ہیں۔

Scanned with CamScanner

1337- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے بارے میں حضرت عاصم بن ضمرہ رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ اُنہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اس حال میں کہ وہ جنبی تھے۔ سو اُنہوں نے حضرت ابن تیاح رحمہ اللہ کو حکم دیا' پس اس نے ان سب لوگوں کو نداء دی' جنہوں نے حضرت امیرالمؤمنین علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز ادا کی تھی: ''ہر آدمی کو چاہیے کہ وہ اپنی نماز لوٹائے کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ نے (بھول کر) جنبی حالت میں نماز پڑھادی''۔

اس حدیث کو حضرات عبدالرزاق اور بیہقی رحمہما اللہ نے روایت کیا۔

1338- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک یہ چیز جفاء سے ہے کہ آدمی اپنی نماز سے فارغ ہونے سے پہلے اپنی پیشانی پونچھے۔

اس حدیث کو حضرت ابن ماجہ رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1339- حضرت زید بن وہب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی کے پاس سے گزرے جو سجدہ کر رہا تھا جبکہ اس کے سر کے بال بندھے ہوئے تھے' تو آپ رضی اللہ عنہ نے کھول دیئے۔ سو جب اس نے سلام پھیرا تو حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس سے فرمایا: (نماز کی حالت میں) اپنے بالوں کو نہ باندھا کرو' کیونکہ تمہارے بال بھی سجدہ کرتے ہیں اور بے شک تمہارے لیے ہر بال کے بدلے میں اجر ہے۔ اس نے عرض کی: میں نے تو صرف اس لیے باندھے تھے تاکہ غبار آلود نہ ہوں۔ اور آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کا غبار آلود ہونا' آپ کیلئے بہتر ہے۔

اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1340- حضرت قاسم بن امامہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو نماز پڑھائی' پھر لوٹائی' لیکن لوگوں نے نہیں لوٹائی تو حضرت علی المرتضیٰ

Scanned with CamScanner

رضی اللہ عنہ نے ان سے فرمایا: چاہیے تو یہ تھا کہ جن لوگوں نے آپ کے ساتھ مل کر نماز پڑھی، وہ (اپنی نمازیں) لوٹائیں تو لوگوں نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا۔

حضرت قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے قول کی مثل فرمایا۔

اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1341- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: وہ آدمی جو نماز میں داخل ہوا، اس کے پیٹ میں سخت تکلیف اُٹھی، اسے قئے یا نکسیر آنے لگی اور اسے خوف ہے کہ امام صاحب کے سلام پھیرنے سے پہلے اُسے حدث لاحق ہو جائے گا۔ تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ناک پر ہاتھ رکھے اور اگر قے کرنے کیلئے تیار ہونا چاہتا تھا تو چلا جائے اور (کسی سے) کلام نہ کرے یہاں تک کہ وضو کرے اور پھر (اپنی وہ نماز) مکمل کرے جو باقی رہ گئی تھی۔ سو اگر اُس نے کلام کر لیا تو نئے سرے سے مکمل نماز پڑھے اور اگر وہ تشہد پڑھ چکا ہے (لیکن اس کے امام نے ابھی تشہد نہیں پڑھا) اور اسے خوف ہے کہ امام صاحب کے سلام پھیرنے سے پہلے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا تو اسے چاہیے کہ وہ سلام پھیر دے تو اس کی نماز مکمل شمار ہو گی۔

1342- حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب آدمی نماز میں ہنس پڑا تو وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھے گا، لیکن وضو دوبارہ نہیں کرے گا۔

اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1343- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: نماز میں (سجدے والی جگہ کو صاف کرنے کیلئے) پھونکیں مارنا، کلام کرنے کی طرح ہے اور تم میں سے جو آدمی ہنستا

Scanned with CamScanner

ہے، تو اسے چاہیے کہ دوبارہ وضو کر کے نماز پڑھے۔

1344- حضرت ابو علاء رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اسی دوران کہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھا رہے تھے، جب اچانک ایک آدمی سامنے آیا، جس کی بینائی خراب تھی۔ پس وہ ایک کنویں کے پاس سے گزرا، جس کے اوپر سوراخ تھا، وہ اس میں گر پڑا تو نبی کریم ﷺ کے بعض (نوجوان نئے نئے مسلمان) ساتھی ہنس پڑے۔ پس جب نبی کریم ﷺ نے نماز ادا فرمالی تو فرمایا: تم میں سے جو آدمی ہنسا ہے، اسے چاہیے کہ دوبارہ وضو کرے اور دوبارہ نماز پڑھے۔

اس حدیث کو حضرت ہثیم رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1345- حضرت ابو حُجیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ نماز میں کپڑا لٹکانے والے ایک آدمی کے پاس سے گزرے تو اس پر اس کا کپڑا درست فرمادیا۔

اسے حضرت ابن نجار رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1346- حضرت نافع رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما مکروہ قرار دیتے تھے کہ آدمی اس حال میں نماز پڑھے کہ وہ اپنی ناک اور اس کے اردگرد کا حصہ ڈھانپے ہوئے ہو (یعنی دوسرے لفظوں میں ماسک پہنے ہوئے ہو)۔

1347- حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے نماز کی حالت میں دیوار پر ٹیک لگانے کے حوالے سے دریافت کیا گیا تو اُنہوں نے فرمایا: یہ کام میں بھی (نفلی نماز میں) کرتا ہوں، لیکن یہ نماز کے اجر کو کم کردیتا ہے۔

اسے حضرت عبدالرزق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1348- حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: مکروہ ہے کہ آدمی اس حال میں نماز پڑھے کہ اس کے سر کے بال بندھے ہوئے ہوں۔

Scanned with CamScanner

1349- حضرت مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اپنے ایک بیٹے کے پاس سے گزرے اور وہ اس حال میں نماز پڑھ رہے تھے کہ ان کے سر کے بال بندھے ہوئے تھے۔ سو آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں پکڑ کر زور سے کھینچا یہاں تک کہ انہیں زمین پر گرا دیا۔

اس حدیث کو حضرت عبدالرزاق رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1350- اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ہے کہ اُنہوں نے نماز کی حالت میں پسّو کو مارا یہاں تک کہ اس کا خون اپنے ہاتھ میں دیکھ لیا۔

1351- حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: نماز کی حالت میں صرف دو چیزوں کا علاج کر سکتے ہو: (1) پاخانہ (2) پیشاب۔

1352- حضرت زید بن اسلم رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم میں سے کوئی آدمی اس حال میں نماز نہ پڑھے کہ وہ اپنی سرین پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو (یعنی اسے سخت پاخانہ آیا ہو)۔

اس حدیث کو حضرت مالک رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

تنبیہ

اس باب میں کلام دو مقامات پر ہے:

(1) پہلا نماز کی حالت میں لوگوں جیسا کلام کرنا' سو ہمارے (احناف کے) نزدیک یہ مفسدِ صلوٰۃ ہے خواہ جان بوجھ کر یا بھول کر ہو۔ اسی طرح حضرت امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک' مگر امام مستثنیٰ ہے' جب وہ لوگوں کی نماز کی اصلاح کیلئے کلام کرے تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی' جس طرح ''ذوالیدین'' کے قصے میں ہے۔ اور عنقریب اس قصے کے بارے میں کلام سجدۂ سہو کے باب میں ان شاء اللہ آئے گا۔

1353- اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک نسیان اور بھول کا شکار ہونے

والے کی نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اگر کسی نمازی نے جان بوجھ کر کلام کی تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی، خواہ کلام کم یا زیادہ ہو اور اگر بھول کر کلام کیا، اگر کلام تھوڑا ہے تو نماز فاسد نہ ہو گی اور اگر زیادہ ہے تو اس میں ان کے دو قول ہیں۔ اور اسی طرح اس صورت میں بھی (ان کے دو قول ہیں) اگر اُس نے خطاءً یا جبر و اکراہ کی بناء پر کلام کیا۔ ہدایہ شریف کی بعض شرحوں میں اسی طرح ہے۔

''حاوی'' اور اس کی شرح میں فرماتے ہیں: بشر کے کلام اور ان کے کلام کی جنس سے نماز باطل ہو جائے گی، جیسے چھینک مارنے والے کیلئے اس کا قول: ''اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے'' گونگے آدمی کے اشارے سے نہیں ٹوٹے گی، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: ''بے شک ہماری اس نماز میں آدمیوں کے کلام میں سے کوئی چیز جائز و درست نہیں'' نماز تو صرف تسبیح، تکبیر اور تلاوتِ قرآن کا نام ہے اور اُنہوں نے فرمایا: مگر قلیل میں، (جیسے) سبقت لسانی ہو جائے، بھول جائے یا قریب ہی اسلام لانے کے حرج کی وجہ سے جاہل ہو اور اس کی شرح میں ہے: یہ نماز میں کلام کرنے کے عذروں کا بیان ہے اور یہ اس سے قلیل کلام کی صورت میں تو ہو سکتا ہے، لیکن کثیر میں نہیں، کیونکہ ایسا بہت کم ہوتا ہے اور نظم صلوٰۃ کی قطع بھی کثیر کے ساتھ لازم آتی ہے اور کثیر و قلیل کے درمیان فرق میں رُجوع، عادت و عرف کے سپرد ہو گا، پس جس چیز کا تعلق عذروں سے ہے، وہ نسیان ہی ہے اور علماء کرام نے حدیث سے اس پر دلیل حاصل کی ہے۔

1354- ذوالیدین (کے قصہ میں) کیونکہ آپ ﷺ نے بھی نماز مکمل فرمائی اور سجدۂ سہو کیا (حالانکہ کلام تو فرمایا تھا) اور ان میں سے ایک ہے کہ اس کے قصد و ارادہ کے بغیر زبان اس کی طرف سبقت لے جائے اور اس کا درجہ نسیان والے کے اوپر ہے، کیونکہ نسیان والا جب کلام کرتا ہے تو کم از کم اس کا کلام کرنے کا قصد ہوتا ہے، لیکن وہ صرف نماز سے غافل ہوتا ہے اور اس کا قصد تک موجود نہیں۔

Scanned with CamScanner

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نمازی کو علم ہی نہ ہو کہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے (پھر وہ دارالاسلام میں ہوگا یا دارالحرب میں ہوگا' اگر وہ دارالاسلام میں ہے تو اس کا عذر معتبر نہیں لیکن اگر دارالحرب میں ہے تو اس کا عذر مانا جا سکتا ہے)۔ اور اس سے متعلق حکم سلمی سے معاویہ رضی اللہ عنہ کا قصہ ہے' جس طرح باب کی ابتداء میں ذکر کر دیا گیا' کیونکہ وہ زمانۂ جاہلیت کے قریب تھا' جس طرح اُنہوں نے حدیث کے آخر میں کہا' اسی وجہ سے اسے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم ہی نہیں دیا اور اس پر اعتراض اور سختی کیے بغیر نرمی سے اسے تعلیم دینے پر اکتفاء کیا گیا۔ اسی طرح اس کتاب میں مذکور ہے اور صاحب کتاب نے اس بات پر یقین کیا کہ ایک تو وہ اس بات سے جاہل ہے کہ نماز میں کلام کرنا حرام ہے' دوسرا اسے اس بات کا پتا نہیں کہ نماز میں کلام کرنے سے نماز باطل ہو جاتی ہے۔ عذر مُبیح ہے اور اُنہوں نے اس کی کئی مثالیں ذکر کیں۔

اور فرمایا: اس کی نظیروں میں سے ہے کہ (مثلاً) اسے معلوم ہے کہ شراب حرام ہے' لیکن وہ یہ نہیں جانتا کہ اس کے پینے والے پر حد بھی واجب ہوتی ہے تو اسے حد لگائی جائے گی' بخلاف اس صورت کے' جس میں اسے حرمتِ شراب کا بھی علم نہیں اور اسی طرح احرام زیب تن کرنے والا' یا اسے معلوم ہے کہ وہ خوشبو ہے' لیکن اسے معلوم نہیں ہے کہ اس کا عین' عین کے بدلے ہے تو اس پر فدیہ لازم ہوگا' اس کے برعکس کہ اسے خوشبو ہونا ہی معلوم نہیں۔ سو آپ سمجھیں!

1355- اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ نے خطاءً اور نسیاناً کلام کی وجہ سے نماز کے فاسد نہ ہونے میں اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے' جس کی صحت پر اتفاق کیا گیا اور وہ آپ ﷺ کا قول ہے: ''میری اُمت (پر خصوصی مہربانی فرماتے ہوئے' اس) سے خطاء اور نسیان اُٹھا دیا گیا (یعنی معاف کر دیا گیا) اور وہ چیز جس پر انہیں مجبور کیا گیا' (ان سے زبردستی کروائی گئی)۔

Scanned with CamScanner

اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ مراد حکم کا اُٹھانا اس لیے نہیں ہے کہ ان چیزوں کا حکم اُمت سے مرفوع (اُٹھایا گیا) نہیں ہے۔ حکم کی دو قسمیں ہیں: دنیا کا حکم اور وہ فساد ہے اور آخرت کا حکم گناہ ہے اور حکم مسمّٰی ہم میں ان دونوں کو شامل ہے اور ان دونوں کیلئے مسمّٰی الحکم مراد لینے کی بنیاد پر ہے۔ اور ہمارے نزدیک مرفوع ہی اصل گناہ ہے، کیونکہ حکم کا اُٹھانا' اقتضاء یا مقتضٰی کے طور پر ہے' ہمارے نزدیک اس کو عموم کا درجہ حاصل نہیں ہے اور اس کے ساتھ صرف اتنی مقدار ثابت ہوگی' جس سے کلام کرنا درست ہو جاتا ہے اور گناہ مراد لینے پر اجماع ہے' سو اس کا غیر مراد نہیں ہوگا' ورنہ تعیم لازم آئے گی (جبکہ تعیم تو ہے نہیں) اور وہ محل ضرورت کے غیر میں ہے اور جن حضرات نے اسے دنیا اور آخرت کے حکم کے اعتبار سے "حکم اعم" میں معتبر تصور کیا تو اُنہوں نے اسے اس حیثیت سے عام قرار دیا کہ وہ جانتا ہی نہیں (اسے اندازہ ہی نہیں) جب اُس نے اسے محل ضرورت کے غیر میں ثابت کر دیا۔

کلام کے صحیح سے اُس وقت شمار ہوگا' جب وہ بھول کر لمبا کلام کرے گا' تو (اس صورت میں) وہ فساد کا قول کرتے ہیں' اگر شریعت اس کے فاسد کرنے کی حامل ہو' تو اس کا صحت کو شامل ہونا ثابت ہوتا ہے' ورنہ وہ عدم (صحت) کو شامل ہوگی اور ہم یہ قول بھی کرتے ہیں کہ گناہ پر محمول کرنے میں دو حدیثوں کے درمیان تطبیق کی صورت سامنے آئے گی جبکہ جواز اور فساد کے قول کا دارومدار سبب کے پائے جانے اور نہ پائے جانے پر ہے اور ثواب اور عقاب کا دارومدار عزیمت کے پائے جانے اور نہ پائے جانے پر ہے۔ اسی طرح حضرت ابن ہمام رحمہ اللہ کی شرح میں ہے' پس آپ غور و فکر کر لیں۔

اسے یاد کر لیں اور کبھی تو حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کلام کو بھول کر سلام کرنے پر قیاس کرتے ہیں' کیونکہ اس پر اتفاق ہے کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی' لیکن (ہمارا طرزِ فکر اور ہے) ہم کہتے ہیں: سلام (چونکہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے' اس لیے اس) کا تعلق

اذکار یعنی نماز کے اذکار سے ہے۔ پس نبی کریم رؤف رحیم ﷺ پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر سلام تشہد میں مشروع ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں میں سے ایک نام ہے اور اگر خطاب کی کاف (ضمیر) سے دلیل پکڑتے ہوئے اس پر کلام کا حکم لگایا جائے جبکہ اس میں خطاب کا معنی تو صرف اسی صورت میں متحقق و ثابت ہوتا ہے جب قصد و ارادہ کیا جائے۔ پس اگر بھول کر واقع ہو تو ہم اسے اذکار کے مشابہ قرار دے کر اس کے ذکر ہونے کا اعتبار کریں گے اور جان بوجھ کر ہو تو ہم اسے کلام کے ساتھ تشبیہ دیں گے اور اسے کلام معتبر گردانیں گے۔

اور کبھی ہم نماز کو روزے پر قیاس بھی کر لیتے ہیں، کیونکہ بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ روزے اور نماز میں فرق ہے، اس طرح کہ نماز (چونکہ محدود وقت ہوتا ہے، اس لیے) یادداشت والی حالت ہوتی ہے، سو آدمی معذور نہیں سمجھا جائے گا، روزہ کے برعکس، کیونکہ وہ یاد والی حالت نہیں ہوتی (چونکہ لمبا وقت ہوتا ہے) ساتھ اس کے (سال کے دیگر مہینوں میں) آدمی کو کھانے پینے کی عادت بھی ہوتی تو وہ معذور ہوگا۔

اور دوسرا مقام: روزے، اُوہ اوہ اور ایں ایں کرنے کے بارے میں ہے

1356- اس میں ہمارے نزدیک مذہب ہے کہ اگر جنت یا دوزخ کو (دل سے) یاد کرنے کی وجہ سے ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی اور اگر (جسم میں) کسی درد یا مصیبت کی وجہ سے ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ اُنہوں نے نبی کریم ﷺ سے نماز کی حالت میں آہستہ آہستہ رونے کے حوالے سے سوال کیا، تو آپ ﷺ نے فرمایا: اگر اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے ہو تو نماز نہیں ٹوٹے گی اور اگر (جسمانی) درد کی وجہ سے ہو تو نماز ٹوٹ جائے گی۔

Scanned with CamScanner

علماء کرام نے ارشاد فرمایا: جنت اور دوزخ کو یاد کر کے رونے کی وجہ سے خشوع میں اضافہ ہوتا ہے، جنت کا لالچ اور دوزخ سے ڈرتے ہوئے، پس جب نمازی آہستہ آہستہ رویا، یا اس کی آہیں نکل گئیں تو گویا اس نے کہا: میں اللہ تعالیٰ سے جنت کا سوال کرتا ہوں اور دوزخ سے اس کی پناہ مانگتا ہوں اور اگر واضح انداز میں اس نے یہ الفاظ کہہ دیئے تو بھی اس کی نماز فاسد نہ ہو گی اور خشوع (حقیقت میں) نماز کی زیب و زینت اور سجاوٹ ہے اور نماز کیلئے حلال ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آہیں بھرنے کی وجہ سے تعریف فرمائی: ''لأَوّاهٌ حليم '' (ترجمہ:) ''ضرور بہت آہیں بھرنے والا، بہت صبر کرنے والا تھا'' (التوبہ:114)۔ کیونکہ وہ حالتِ نماز میں بہت آہیں بھرنے والے تھے یہاں تک کہ یہ بات روایت کی جاتی ہے کہ تقریباً ایک میل سے ان کے رونے کی آواز سنائی دیتی تھی۔ یہ حدیث غریب ہے، پس ان سے یہ کام معجزہ کے طور پر ہوا۔ واللہ اعلم!

1357- اور یہ بات روایت کی گئی کہ ہمارے نبی ﷺ رات کے وقت نماز ادا فرمایا کرتے تھے، اور آپ ﷺ کے پیٹ سے ہنڈیا کی سی آواز آتی تھی، یعنی آپ ﷺ روتے تھے۔ اور ایک روایت میں ہے: آپ ﷺ کے مبارک سینہ (بے کینہ) میں سے رونے کے سبب چکی کی سی آواز آتی تھی، یہ وہ بات ہے جسے ہدایہ اور اس کی شرحوں میں ذکر کیا گیا، ساتھ یہ بات بھی ہے کہ جو حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے اختلاف کی وجہ سے مشائخ عظام نے ذکر کیا کہ رونا (آہ کے ساتھ) دونوں حالتوں میں نماز نہیں توڑتا اور ''اوّہ'' (نماز کو) فاسد کر دیتا ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ ''اوّ'' کے واؤ پر شد ہو تو نماز کے ٹوٹنے پر مشائخ کا اجماع ہے اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے ذکر فرمایا کہ کراہنا، رونا اور اوہ اوہ کرنا مطلقاً نماز کو توڑ دیتے ہیں، بشرطیکہ اس سے دو حرف حاصل ہوں۔

Scanned with CamScanner

اور حاوی اور اس کی شرح میں فرمایا: آدمی کا کلام دو حرفوں کے بابر بھی ہو تو نماز کے باطل کرنے کو کافی ہے۔ اگرچہ ان سے کوئی مفہوم اخذ نہ کیا جا سکے' کیونکہ اس کا تعلق کلام کی جنس سے ہے اور کلام کو دو صورتوں میں تقسیم کیا گیا' سمجھی جانے والی اور نہ سمجھی جانے والی' یا ایک حرف مثلاً ق' واؤ' ش' دو چیزیں ہیں۔ ''وَقِى'' ''يَقِى'' سے اور ''وَشِى'' ''يَشِى'' سے' اگرچہ مکروہ ہے اور ہنسنا اور رونا' اس لیے کہ سمجھی جانے والی کلام' مقصود کلام پر مشتمل ہے اور نماز سے اعراض کا شعور دلاتی ہے۔ باقی رہا ایک حرف' جس کا مفہوم نہیں ہوتا تو وہ کلام کی جنس سے نہیں ہے' اس سے (نماز میں) کوئی حرج لازم نہ آئے گا' یا وہ ایک حرف جسے الف کے ساتھ کھینچا گیا ہو (یعنی اس کے ساتھ الف ممدودہ (لمبی) ہو یا واؤ یا ی ہو' جیسے آ' اؤ' ای' یعنی اسے ایک اور حرف سے ملایا' جیسے اس کے ساتھ دوسرے حرف کا ملنا اور ان کا قول: ''وَلَوْ يَكْرَهُ'' (اگرچہ مکروہ ہے) ''وضحك وبكاءٌ'' (اور ہنسنا اور رونا) مطلب یہ ہے کہ اگر دو حرفوں یا ایک حرف کا ظہور ہو تو مکروہ ہوگا تو یہ بھی (نماز کو) باطل کر دے گا جس طرح اگر کسی آدمی کو بغیر وضو کے نماز پڑھنے پر مجبور کیا گیا' یا فرض نماز بیٹھ کر پڑھنے پر تو اس پر لازم ہے کہ دوبارہ نماز ادا کرے۔ زبردستی' چونکہ کبھی کبھی ہوتی ہے' (اس لیے) نسیان' ہنسنے اور رونے سے مختلف ہے' یعنی اگر ایک حرف یا دو حرفوں کا ظہور ہنسنے کے واسطہ سے' یا رونے اور کراہنے کے واسطہ سے ہو خواہ دین یا دنیا کیلئے یا کھانسنے سے جس کے مقابلے میں قرأت آسان ہو اور نماز باطل ہو جائے گی۔

اور دو حرفوں یا سمجھے جانے والے ایک حرف کے ظاہر ہونے سے کھانسنے کے واسطے سے جس کے مقابلے میں قرأت آسان ہو' یعنی کھانسنے کے مقابلے میں' بہر حال اگر کھانسنے میں معذور ہو تو معذور والا حکم ہوگا اور اس سے یہی بات سمجھی جائے گی کہ اگر قرأت تو آسان ہو' لیکن آواز بلند کرنا مشکل ہو' (مثلاً) اگر اسے کھانسی نہ آئے تو وہ

(فطری لحاظ سے) معذور نہ ہو' کیونکہ جہر مستحب اور سنت ہے (برائے مقتدی یا منفرد) اور کھانسنے کے احتمال کی طرف جانے کی ضرورت نہیں۔

اور اگر امام کو کھانسی آ جائے اور (اسی دوران) اس سے دو حرف ظاہر ہو جائیں تو مقتدی کیلئے جائز ہے کہ وہ لگاتار اس کی اقتداء میں رہے' کیونکہ اصل تو عبادت کی بقاء ہے اور باطل کرنے والی چیزوں سے احتراز کی حالت سے ظاہر ہے اور اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ وہ (بے چارہ) مغلوب (مجبور) ہے اور جب وہ مغلوب ہے تو حرج نہیں ہے' یا اس کے بغیر قرأت کے متعذر رہونے پر محمول کیا جائے گا' لیکن وہ مغلوب نہیں اور حالت یہ ہے کہ وہ مغلوب نہیں ہے' یعنی نمازی' ہنسنے' رونے' کراہنے اور کھانسنے میں سے ہر ایک سے مغلوب نہیں ہے' کیونکہ اگر (واقعی) وہ مغلوب ہو اور اس سمجھا جانے والا ایک حرف یا دو حرف یا زیادہ حرف ظاہر ہو جائیں تو اس کی نماز باطل نہ ہوگی۔

اور شرح کے حاشیہ میں مذکور ہے: اگر وہ آدمی کھانسنے کے نماز کو باطل کرنے والا ہونے سے جاہل ہے' تو کتاب الوسیط اور الروضہ میں زیادہ صحیح روایت یہی ہے کہ وہ معذور ہے' کیونکہ اس کی حکمتیں (اکثر) عوام پر مخفی ہی ہوا کرتی ہیں اور اگر اسے یہ تو معلوم ہے کہ کلام کی جنس بھی حرام ہے' لیکن یہ معلوم نہیں کہ جو کام وہ کرتا ہے' وہ بھی حرام ہے تو بھی صحیح روایت کے مطابق وہ معذور ہے۔ یہ سارے کا سارا حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کا مذہب ہے اور میں نے الفاظِ حاوی کتاب مع شرح ذکر کر دیئے تاکہ سمجھنا آسان ہو جائے۔

پھر آپ جان لیں! فقہاء کی زبانی فعل کی دو قسمیں ہیں: (1) قلیل (2) کثیر۔ بے شک فعل کثیر سے نماز ٹوٹ جاتی ہے' فعل قلیل سے نہیں ٹوٹتی پھر فعل کثیر کی تفسیر میں علماء کا اختلاف ہے' اس حوالے سے متعدد اقوال ہیں' تحقیق ہم نے انہیں شرح میں ذکر کیا' لیکن احادیث مبارکہ میں ایسے الفاظ نہیں ملتے۔ واللہ اعلم!

Scanned with CamScanner

ہمارے نزدیک قول، قلیل و کثیر میں منقسم نہیں ہے، کیونکہ کلام ہمارے (احناف) کے نزدیک نماز کو باطل کر دیتا ہے خواہ جان بوجھ کر، خواہ بھول کر، خواہ قلیل، خواہ کثیر ہو۔ حضرات علمائے شافعی رحمہم اللہ نے نماز کے باطل کرنے کو اقوال و افعال دونوں میں عمد کے ساتھ خاص کیا ہے اور ان دونوں میں سے ہر ایک کو قلیل و کثیر میں تقسیم کیا ہے اور فرماتے ہیں: قلیل و کثیر کے درمیان فرق جاننے کیلئے عرف عام کی طرف رجوع کریں گے۔ سو آپ غور وفکر فرمائیں۔

اور ان حضرات نے (ماشاء اللہ) بہت اشکالات پیدا کئے ہیں، (جن سے) فعل اور قول کے درمیان قلت و کثرت کا فرق مطلوب ہے۔ اور فعل میں نماز کے باطل کرنے کو قلیل کو چھوڑ کر کثیر کے ساتھ خاص کیا ہے اور قول میں بات کو (قلیل و کثیر میں) عام چھوڑا ہے اور (اعتراض کرنے والوں کا) جواب یوں دیا ہے کہ فعل کو قول پر قیاس کرنا جائز (وممکن) نہیں، کیونکہ اصلِ فعل سے بچنا، جس کا تعلق سرے سے نماز کے ساتھ نہیں ہے، ایک ناممکن سی بات ہے کیونکہ زندہ آدمی میں (فطرۃً اور عادۃً) ایسی (بے اختیاری) حرکات موجود ہوتی ہیں، جو حقیقت میں ایسے افعال ہیں، جن کا نماز کے ساتھ تعلق نہیں (مثلاً ناک پر مکھی بیٹھنے کی صورت میں ہاتھ کا اُٹھ جانا، ناک میں مواد جمع ہونے کی صورت میں ہاتھ اوپر لے جانا، جسم کے کسی حصے میں کھجلی ہونے کی صورت میں ہاتھ ہلانا، ماتھے پر مٹی لگ جانے، چیونٹی وغیرہ آ جانے پر ہاتھ مارنا، حتیٰ کہ کان میں انگلی ٹھونس دینا، کپڑا سیدھا کرنا) ان سے بچنا کچھ مشکل سا ہے، پس ان سے نماز اس وقت ٹوٹے گی، جب یہ کثرت کی صفت سے متصف ہوں گے (مثلاً ہر فرض کی ادائیگی کے دوران دو سے زیادہ بار ہاتھ اُٹھانا کثیر شمار ہوگا، ایک بار اُٹھانا جائز، دو بار مکروہ اور تین بار سے نماز باطل ہو جائے گی، جس طرح نماز میں قیام، رکوع، سجود اور التحیات جیسے فرائض ہیں) اقوال کا معاملہ اس کے برعکس ہے۔

Scanned with CamScanner

تیسرا مقام: اس بارے میں کہ کیا امام صاحب کی نماز کا فساد ظاہر ہونے کی وجہ سے مقتدی کی نماز فاسد ہو گی یا نہیں؟

1358- پس ہمارے احناف کے) نزدیک فاسد ہو جائے گی اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک فاسد نہیں ہو گی' اُنہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل حاصل کی ہے' جسے صاحبِ مشکوٰۃ رحمہ اللہ نے اس باب کی تیسری فصل میں ذکر کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز کی طرف نکلے۔ پس جب اللہ اکبر کہا تو پیچھے پھر کر اشارہ فرمایا کہ تم جس حالت میں ہو' نماز پڑھتے رہو' پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے' غسل فرمایا' پھر واپس تشریف لائے' اس حال میں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر سے پانی کے قطرے گر رہے تھے اور لوگوں کو (بقیہ) نماز پڑھائی' پھر (سلام پھیرنے کے بعد) بتایا کہ میں جنبی تھا۔ پس مجھے غسل کرنا بھلا دیا گیا۔

اس حدیث کو احمد' مالک از عطاء بن یسار نے روایت کیا۔ حدیث کی حیثیت مرسل کی ہے۔

1359- حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے "مذہب حنفیہ" کی تائید میں ذکر فرمائی وہ حدیث جو حضرت محمد بن حسن رحمہ اللہ نے "کتاب الآثار" میں روایت کیا۔ ہمیں حضرت ابراہیم بن یزید مکی رحمہ اللہ نے خبر دی' اُنہوں نے حضرت عمرو بن دینار رحمہ اللہ سے روایت کیا کہ حضرت علی بن ابی طالب ضی اللہ عنہ اس آدمی کے بارے میں فرماتے ہیں جس نے لوگوں کو جنبی ہونے کی حالت میں نماز پڑھا دی یا بغیر وضو کے' تو وہ دوبارہ نماز پڑھے (پڑھائے) اور لوگوں کو بھی حکم دے کہ وہ اپنی نماز دوبارہ پڑھیں۔

1360- اور ان دلائل میں سے جن کے ساتھ مذہب (امام احمد رحمہ اللہ) پر دلیل حاصل کی جاتی ہے' وہ روایت ہے جسے حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے سند صحیح کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے' آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: امام ضامن ہوتا

Scanned with CamScanner

ہے، سو امام صاحب کی نماز کا بطلان، مقتدی کی نماز کے بُطلان کا متقاضی ہے کیونکہ معدوم، موجود کو متضمن نہیں ہو سکتا اور فرمایا: وہ جسے حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ نے مسنداً روایت کیا۔

1361- بے شک آپ ﷺ صبح کی نماز میں داخل ہوئے، پس اس کے بعد اشارہ فرمایا کہ تم اپنی جگہ ٹھہرے رہو، پھر آپ ﷺ (جا کر) تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر سے (پانی کے) قطرے گر رہے تھے۔ پس آپ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پس جب نماز پوری کر لی تو فرمایا: بے شک میں (سیّد) البشر ہوں، میں جنبی تھا۔ لیکن یہ روایت اس بات کی متقاضی نہیں ہے کہ آپ ﷺ کے نماز میں شروع ہونے کے بعد ہوا، کیونکہ یہ بھی تو ممکن ہے کہ آپ ﷺ نے تکبیر کہہ لی ہو اور تکبیر کے فوراً بعد بغیر وقفے کے آپ ﷺ کو یاد آ گیا ہو اور لوگوں نے ابھی تکبیر نہ کہی ہو۔

1362- یہ اور حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث جسے حضرت امام احمد رحمہ اللہ کی روایت سے ''جامع'' میں ذکر کیا گیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں: اسی دوران کہ ہم رسول کریم ﷺ کے ساتھ نماز ادا کر رہے تھے، جب اچانک آپ ﷺ پیچھے پھرے، ہم قیام کی حالت میں تھے، پھر آپ ﷺ واپس تشریف لائے اس حال میں کہ آپ ﷺ کے سر سے (پانی کے) قطرے گر رہے تھے۔ آگے حدیث مکمل کر لیں۔ یہ اپنے ظاہری معنی کی بناء پر اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ وہ سارے نماز میں تھے۔ سو آپ اس روایت کے مطابق غور و فکر کریں، جو مسلم شریف میں ہے۔

1363- وہ فرماتے ہیں: نبی کریم ﷺ تشریف لائے یہاں تک کہ اپنی نماز پڑھنے کی جگہ کھڑے ہو گئے، اس سے پہلے کہ آپ ﷺ تکبیر کہیں، پس آپ

Scanned with CamScanner

ﷺ پیچھے پھرے پس اگر تو یہ وہی ہے جو ابوداؤد کی حدیث میں وارد ہوا ہے تو "دَخَلَ فِی صَلٰوۃِ الْفَجْرِ" کے قول کو اس بات پر محمول کیا جائے گا کہ داخل ہونا مراد ہے تو کوئی اعتراض نہ رہے گا' اگر چہ وہ نقض وارد کرنے والے ہیں' پس اس کا جواب وہی ہے جو آپ کو معلوم ہے۔

1364- اور حضرت ابوامامہ رحمہ اللہ سے روایت کیا گیا ہے' وہ فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جنبی حالت میں نماز پڑھائی' پھر (اپنی نماز) دُہرائی' لیکن لوگوں نے دوبارہ نہیں پڑھی تو حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والوں کو بھی (اپنی نمازوں کا) اعادہ کرنا چاہیے تھا۔

راوی کا بیان ہے: لوگوں نے حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے قول کی طرف رجوع کیا' اور حضرت قاسم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے بھی حضرت علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ کے قول کی مثل' قول کیا۔ اور مطلوب' قیاس سے بھی پایۂ ثبوت کو پہنچتا ہے' اسی پر جو لوگوں نے کہا' اگر کسی نے بغیر تکبیر تحریمہ کے نماز پڑھی تو بالاجماع ان کی نمازیں جائز نہ ہوئیں۔ اور نمازی اگر طہارت پر نہ ہو تو اس کی تکبیر تحریمہ معتبر نہیں ہے۔ رکن اور شرط کو ترک کردینے کے درمیان فرق کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ کا کلام اپنے اختتام کو پہنچا۔

1365- اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے: جب امام صاحب کی نماز فساد کا شکار ہو جائے گی تو اس کے پیچھے والے (مقتدیوں) کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی۔

اس حدیث کو خطیب نے کتاب المتفق والمفترق میں روایت کیا۔

1366- فعل کثیر کے معنٰی پر اطلاع پانے کے بعد آپ جان لیں' کبھی اشکال بعض احادیث میں بھی راہ پکڑ لیتا ہے' ان (احادیث) میں سے وہ ہے جسے آپ

Scanned with CamScanner

ﷺ سے نماز کے بارے میں روایت کیا گیا' جنوں میں سے بڑا تھا' وہ آگ کا شعلہ لے کر آیا تا کہ آپ ﷺ کے منہ پر مارنے کی ناکام کوشش کرے اور آپ ﷺ کو پکڑنے کی جسارت کی اور آپ ﷺ نے اسے لعنت کی اور اپنا مبارک ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تا کہ اسے پکڑ لیں۔ آگے حدیث مکمل کر لیں۔

1367- اور وہ حدیث' جس میں آپ ﷺ' حضرت امامہ بنت زینب کو اپنے کندھے پر اُٹھاتے ہیں اور رکوع کے وقت زمین پر بٹھا دیتے ہیں' پھر سجود کے بعد اسے دوبارہ اُٹھا لیتے ہیں اور اسی طرح ہر رکعت میں کرتے ہیں۔

اور (دوسری حدیث میں) حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو سجدے کی حالت میں اپنی پیٹھ مبارک سے اُٹھا کر زمین پر بٹھا دینا' سو جب اُنہوں نے دوبارہ پیٹھ پر سوار ہونا تو آپ ﷺ نے اسی طرح دوبارہ کرنا یہاں تک کہ (آسی انداز میں) نماز ادا کر لی۔

اور جواب یہ ہے کہ مذکور فعل کثیر میں اس کا شمار نہیں ہے' سو عفریت (بڑے جن) والی حدیث میں پکڑنے اور ہاتھ پھیلانے کے' حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کا زمین سے بلند ہونا اور پھر ان کا زمین پر آنا' آپ ﷺ کا فعل نہیں بلکہ وہ خود متعلق ہوتیں اور آپ ﷺ کے کسی فعل کے بغیر وہ گر پڑتیں' اگرچہ حدیث کے الفاظ کا ظاہر اُس (پہلی) بات کی طرف ناظر ہے۔ غور کرنا چاہیے۔

1368- اور اسی طرح حضرات حسن اور حسین رضی اللہ عنہما (کا معاملہ ہے) آپ ﷺ کا ان دونوں کو پکڑنا اور زمین پر نرمی سے بٹھانا' جس طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں آیا ہے' اسے حضرت امام احمد رحمہ اللہ نے روایت کیا' وہ فرماتے ہیں: ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھ رہے تھے' جب آپ ﷺ نے سجدہ فرمایا تو اچانک حضرات امامین حسن و حسین رضی اللہ عنہما آپ

Scanned with CamScanner

ﷺ کی مبارک پیٹھ پر کود پڑے۔ پس جب آپ ﷺ نے اپنا سر اُٹھایا تو ان دونوں کو اپنے پیچھے سے پکڑا، انتہائی آہستہ انداز میں اور انہیں زمین پر بٹھا دیا، پس جب دوبارہ آپ ﷺ نے سجدہ کیا، ان دونوں نے دوبارہ وہی کام کیا یہاں تک کہ آپ ﷺ نے اپنی نماز مکمل کی۔ پھر ان دونوں کو اپنی رانوں پر بٹھایا تو میں نے عرض کی: میں انہیں ان کی امی جان رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ آتا ہوں تو ان دونوں کے نرم انداز میں آپ ﷺ نے اپنی نرمی کو شامل کیا اور اُن دونوں سے فرمایا: چلو! اپنی امی جان کے پاس چلے جاؤ۔ سو آپ ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے یہاں تک کہ وہ دونوں (اپنی امی جان کے گھر میں) داخل ہو گئے۔

1369- پھر ہدایہ شریف میں مذکور ہے کہ جب امام صاحب قرآن سے دیکھ کر قرأت فرمائیں گے تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ اور صاحبین فرماتے ہیں: وہ مکمل ہو گی، کیونکہ ایک عبادت ہی تو دوسری عبادت میں شامل ہوتی ہے۔

مصحف شریف میں دیکھنا عبادت ہی تو ہے، کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان ہے: اپنی آنکھوں کو بھی عبادت سے ان کی عبادت کا حصہ دیا کرو۔ عرض کی گئی: عبادت سے ان کا حصہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ مصحف میں دیکھنا ہے، مگر یہ مکروہ ہے کیونکہ یہ اہلِ کتاب یعنی یہودیوں کا کام ہے، کیونکہ وہ نمازوں میں بھی اپنی کتاب کو مصاحف سے دیکھ کر ہی پڑھتے ہیں، اور اس امت (مرحومہ) کا طریقہ یہ مقرر کیا گیا ہے، ان کی انجیلیں ان کے سینوں میں محفوظ ہیں، یعنی یہ نماز کی حالت میں اپنی کتاب یاد پڑھتے ہیں، اور اہلِ کتاب (یہودیوں) کی عادت کے خلاف کام کرتے ہیں، اور حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی دلیل یہ ہے کہ مصحف اُٹھانا، اس میں دیکھنا اور اس کے اوراق پلٹنا عمل کثیر ہے (جو نماز کو فاسد کر دیتا ہے اور اگر کوئی کہے) اگر وہ قرآن ایک

Scanned with CamScanner

جگہ رکھ دیں (اور اپنے سے جدا کر دیں) تو وہ مصحف سے استفادہ کرنے والا ہوگا تو وہ اس طرح ہوگا جیسے اس نے دوسرے سے استفادہ کیا ہے اور وہ نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

1370-اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ سے حکایت کی جاتی ہے کہ مطلقاً مکروہ نہیں ہے، خواہ اس نے مصحف رکھ دیا ہو یا وہ اسے اُٹھائے ہوئے ہو، بہر حال مصحف رکھ دینے سے نماز میں حرج نہ ہوگا۔ باقی رہا مصحف اُٹھانا تو اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نے بذاتِ خود نماز ادا فرمائی اس حال میں کہ آپ ﷺ امامہ بنت ابو عاص کو اُٹھائے ہوئے تھے، تو قرآن اس سے زیادہ بھاری تو نہیں ہوتا ہے، اور نہ ہی حضرت امامہ رضی اللہ عنہا کو اُٹھانے سے زیادہ عمل ہوتا ہے۔

اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے رفع میں تعویل اس بناء پر ہے کہ (نماز کی حالت میں) مصحف سے قرأت، غیر سے تلقّن کے حکم میں ہے، کیونکہ وہ آدمی جو نماز سے باہر ہے، فساد میں اس کے فعل کا کوئی اثر نہیں ہے بلکہ مؤثر، نماز کے افعال میں سے کوئی فعل ہے۔

پھر ''جامع صغیر'' میں فساد کے حوالے سے قلیل و کثیر میں کوئی فرق نہیں اور ایک قول یہ ہے کہ اس کی قرأت فاسد نہ ہوگی اور ایک قول ہے: بلکہ فاتحہ کی مقدار اگرچہ اسے یاد ہو، مگر یہ کہ وہ (اس میں) دیکھے اور پڑھے تو اس کی نماز فاسد نہ ہوگی اور تحقیق حضرت عائشہ صدیقہ عفیفہ رضی اللہ عنہا کے آزاد کردہ غلام حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ان کیلئے رمضان المبارک میں تراویح کی امامت کرواتے اور وہ مصحف سے قرأت کرتے تو اسکا حمل اس بات پر بھی ہو سکتا ہے کہ وہ نیچے رکھا ہوا ہے۔ اور حضرت ذکوان رضی اللہ عنہ کا فعل ہے جبکہ وہی اسے اُٹھانے والے تھے۔ اس وجہ سے کہ ''جامع الصغیر'' میں امام کے بارے میں ہی مسئلہ لکھا ہوا ہے اور ایک قول یہ ہے کہ یہ قید اتفاقی ہے۔

☆☆☆☆☆

سجدۂ سہو کا باب

1371- حضرت عبداللہ بن مالک بن بُحینہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ظہر کی نماز تھی اور رسول کریم ﷺ دو رکعت کے بعد قعدہ کیے بغیر کھڑے ہو گئے۔ سو جب آپ ﷺ اپنی نماز مکمل کرنے کے قریب ہوئے تو سہو کے دو سجدے کیے۔ پھر اس کے بعد (دوبارہ التحیات پڑھ کر) سلام پھیرا' یہ حدیث جامعہ نے روایت کی اور اس میں متعدد روایات ہیں۔

1372- ایک روایت میں ہے: پس جب آپ ﷺ اپنی نماز پوری کرنے کے قریب ہوئے اور لوگ آپ ﷺ کے سلام کے منتظر تھے' (لیکن) آپ ﷺ نے تکبیر کہی اور سلام پھیرنے سے پہلے سجدۂ (سہو) کیا' پھر اپنا مبارک سر اُٹھایا' پھر تکبیر کہی اور (دوسرا) سجدہ کیا' پھر اپنا مبارک سر بلند کیا اور سلام پھیرا۔

1373- حضرت زیاد بن علاقہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی' تو وہ دو رکعتوں میں (قعدہ کیے بغیر) کھڑے ہو گئے' پس ہم نے سبحان اللہ کہا تو اُنہوں نے بھی سبحان اللہ کہا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ اُنہوں نے لوگوں کی طرف اشارہ کیا کہ وہ بھی کھڑے ہو جائیں' جب وہ اپنی نماز مکمل کرنے لگے اور سلام پھیرا تو سہو کے دو سجدے کیے۔ پس سلام پھیر کر پیچھے پھرے تو (کہا:) رسول کریم ﷺ نے فرمایا: اس طرح کرو' جس طرح میں نے کیا اور حضرت ابوداؤد رحمہ اللہ کے الفاظ ''اِفْعَلُ کَمَا فَعَلَ'' ہیں (معنی قریب قریب ہیں)۔

1374- حضرات سعد بن ابی وقاص' عمران بن حصین رضی اللہ عنہما' ضحاک رحمہ

Scanned with CamScanner

اللہ اور امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور اسی کے ساتھ حضرات ابن عباس رضی اللہ عنہما اور عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا۔

اور حضرت شعبی رحمہ اللہ سے روایت کر کے حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ نے کہا: وہ فرماتے ہیں: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیں نماز پڑھائی تو وہ دو رکعتوں میں (بیٹھنے کی بجائے) کھڑے ہو گئے۔ پس لوگوں نے ''سبحان اللہ'' کہا اور اُنہوں نے بھی لوگوں کے جواب میں سبحان اللہ کہا۔

پس جب اُنہوں نے اپنی بقیہ نماز پڑھی تو سلام پھیرا' پھر سہو کے دو سجدے کیے' اس حال میں کہ وہ (قعدہ کی شکل میں) بیٹھے تھے' پھر لوگوں کو حدیث سنائی کہ رسول کریم ﷺ نے ان کے سامنے اسی کی مثل کیا' جو (آج) اُنہوں نے کیا۔

حضرت ابوعیسیٰ (ترمذی) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور باب میں حضرات عقبہ بن عامر اور سعد بن عبداللہ بن بُحَینہ رضی اللہ عنہما سے مرویات ہیں اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کئی سندوں سے مروی ہے اور فرمایا: اور اہلِ علم میں سے کچھ حضرات وہ ہیں جن کی رائے میں سہو کے دو سجدے سلام سے پہلے ہیں اور ان میں سے کچھ حضرات وہ ہیں' جن کی رائے کے مطابق سلام کے بعد ہیں اور جن کی رائے ہے کہ سلام سے پہلے ہیں تو ان کی حدیث زیادہ صحیح ہے' کیونکہ حضرات زہری اور یحییٰ بن سعید رحمہما اللہ نے روایت کیا' وہ حضرت عبدالرحمٰن اعرج رحمہ اللہ سے صحیح ثابت ہے' اُنہوں نے حضرت ابن بُحَینہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث بھی حسن صحیح ہے۔

1375- حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی تو آپ ﷺ کو بھلا دیا گیا۔ پس آپ ﷺ نے سہو کے دو سجدے کیے پھر (دوبارہ) تشہد پڑھا' پھر سلام پھیرا۔

Scanned with CamScanner

اس حدیث کو حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1376- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے انہیں نماز پڑھائی تو بُھلا دیئے گئے۔ پس آپ ﷺ نے دو سجدے کیے' پھر تشہد پڑھا' پھر سلام پھیرا۔

اس حدیث کو حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

1377- انہیں سے روایت ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی آدمی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے اور وہ (کچھ بھی) نہ جانے (کتنی رکعت پڑھی ہیں)۔

اور حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جب کوئی بھول کا شکار ہو' اور ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کسی آدمی کو اپنی نماز میں شک پڑ جائے اور اسے معلوم تک نہ ہو کہ اُس نے ایک رکعت پڑھی یا دو (پڑھی ہیں) تو اسے چاہیے کہ وہ ایک پر بنیاد رکھے (یعنی اَقل کو لے) اور اگر اسے معلوم نہ ہو کہ دو یا تین پڑھی ہیں تو وہ دو پر بنیاد رکھے۔ پس اگر اسے علم نہ ہو کہ اُس نے تین یا چار پڑھی ہیں۔ تو اسے چاہیے کہ وہ تین پر بناء کرے اور سلام پھیرنے سے پہلے (سہو کے) دو سجدے کرے۔

اس حدیث کو حضرت ترمذی رحمہ اللہ نے روایت کیا۔

تنبیہ

اس باب میں کلام چار مقامات پر ہے:

اوّل: سہو کے دو سجدے سلام سے پہلے ہیں یا بعد میں ہے۔ باب میں وارد احادیث سے معلوم ہو گیا کہ آپ ﷺ نے بعض جگہوں میں سلام سے پہلے سجدہ کیا اور بعض مقامات پر سلام کے بعد۔ اور ظاہر یہی ہے کہ آپ ﷺ کبھی سلام

Scanned with CamScanner

سے پہلے اور کبھی سلام کے بعد سجدہ کرتے تھے‘ پس دونوں کے دونوں سنت ہوئے۔

پس حضرت امام شافعی رحمہ اللہ تمام صورتوں میں سلام سے پہلے سجدہ کرتے ہیں‘ اُن احادیث کو دوسری حدیثوں پر ترجیح دیتے ہوئے‘ جو اس بارے میں وارد ہوئی ہیں اور ایک قول یہ بھی ہے کہ وہ دعوٰی کرتے ہیں (اللہ تعالٰی ان پر اپنی خصوصی رحمتوں کا نزول فرمائے) کہ وہ احادیث جو سلام کے بعد سجدہ (سہو) کے بارے میں وارد ہوئی ہیں‘ وہ منسوخ ہیں اور وہ فرماتے ہیں: آپ ﷺ کے آخری فعل یہ تھا کہ آپ ﷺ سلام سے پہلے سجدہ کرتے تھے‘ لیکن یہ ثابت (کہیں) نہیں۔ واللہ اعلم!

1378- اور ہمارے (احناف کے) امام اعظم رضی اللہ عنہ تمام کی تمام صورتوں میں سلام کے بعد سجدۂ (سہو) فرماتے ہیں‘ اور آپ رضی اللہ عنہ ان احادیث کی کثرت اور قوت کی وجہ سے دوسری احادیث پر انہیں ترجیح دی ہے‘ (جو سلام کے بعد سجدہ کرنے کے بارے میں وارد ہوئی ہیں) پس چھ کتابوں میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے سلام کے بعد سجدہ کیا۔ اگرچہ بعینہٖ حضرت عبداللہ بن بُحَینہ رضی اللہ عنہ سے آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اس سے پہلے سجدہ کیا۔ اسی طرح حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے ذکر کیا۔ اور اس حدیث کی وجہ سے جسے حضرات ابوداؤد‘ ابن ماجہ‘ احمد اور عبدالرزاق رحمھم اللہ نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کیا۔

1379- بے شک رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ہر سہو کیلئے سلام کے بعد دو سجدے ہیں اور اس کی وضاحت کچھ اس طرح ہے کہ آپ ﷺ کا فعل (روایات میں) آیا‘ اس حال میں کہ ان روایات میں تعارض ہے۔ پس ہم نے آپ ﷺ کے قول سے دلیل حاصل کی اور وہ (قول) ہمارے (احناف کے) نزدیک فعل سے زیادہ قوی ہے‘ جس طرح اصولِ فقہ (کی کتابوں) میں ثابت ہے‘ خصوصاً اُس

Scanned with CamScanner

وقت جب تعارض کی صورت پائی جائے۔

لیکن حضرت امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت اسماعیل بن عیاش رحمہ اللہ کو ضعیف قرار دیا جو حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کی حدیث کے ساتھ اکیلا ہے جبکہ حق بات یہ ہے کہ وہ ثقہ (بااعتماد) راوی ہے' کیونکہ حضرت یحییٰ بن معین رحمہ اللہ جو راویوں (کے حالات) کی تحقیق کے حوالے سے سب سے زیادہ سخت ہیں اور انہیں "مُحك الرجال" (راویوں کو کھرچنے والے) کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے' انہوں نے توثیق کی ہے اور اس کی تحقیق حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ نے پیش کی ہے اور اُنہوں نے قیاس کے ساتھ بھی ترجیح دینے کی سعی مشکور کی ہے' بمطابق اس کے جو معتبر مذہب ہے کہ جب دو حدیثوں کے درمیان باہم تعارض ہو تو اس وقت قیاس کی طرف رجوع کر کے ایک حدیث کو راجح قرار دیا جاتا ہے اور اسی حدیث کو مقدم کیا جاتا ہے' جو قیاس کے موافق ہوتی ہے۔

قیاس: وہ اس طرح ہے کہ سہو کا سجدہ بار بار نہیں (بلکہ ایک بار) ہوتا۔ پس چاہیے کہ سلام کے بعد ہو یہاں تک کہ اگر وہ سلام بھول جائے تو اس کی کمی اس سے پوری کی جائے۔ اسی طرح حضرت علامہ شمنی رحمہ اللہ نے فرمایا۔ اور اُنہوں نے یہ بھی فرمایا اور وہ حضرات سعد بن ابی وقاص' عبداللہ بن مسعود' عمار بن یاسر' ابن عباس اور ابن زبیر رضی اللہ عنہم کا قول ہے۔

اور حضرت امام احمد (بن حنبل) رحمہ اللہ فرماتے ہیں: نمازی سلام سے پہلے اس جگہ سجدۂ سہو کرے گا' جس جگہ نبی کریم ﷺ سے سلام سے پہلے سجدہ کرنا وارد ہوا اور سلام کے بعد اس محل میں سجدۂ سہو کرے گا' جہاں آپ ﷺ نے بعد میں سجدہ کیا۔

اور حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہر وہ سہو جو (نماز میں) کمی کی وجہ سے

Scanned with CamScanner

ہو تو اس میں سلام سے پہلے سجدہ کرے گا اور وہ سہو زیادتی کے سبب ہو تو اس میں سلام کے بعد سجدۂ سہو کرے گا۔ اُنہوں نے فرمایا: اور اگر دو سہو اکٹھے ہو جائیں تو ان دونوں کیلئے سلام سے پہلے سجدہ کرے گا اور اس مذہب پر حضرات ائمۂ شافعیہ رحمہم اللہ میں سے جناب مزنی اور ابو ثور رحمہما اللہ ہیں۔ اور حضرت ابن عبدالبر رحمہ اللہ نے ان کے قول کو ترجیح دی ہے اس وجہ سے کہ اس میں دو حدیثوں کے درمیان تطبیق کی صورت سامنے آتی ہے اور حضرت ابن دقیق العید رحمہ اللہ نے فرمایا: اس بات میں ذرا برابر شک نہیں ہے کہ (حدیثوں کے درمیان) تطبیق، ترجیح کی نسبت اولیٰ ہے۔

اور یہ بات مخفی نہیں کہ اس مذہب میں دو حدیثوں میں تطبیق، صرف اس اعتبار سے ہے کہ سجدہ دو صورتوں کے درمیان واقع ہے اس سے میری مراد سلام سے پہلے یا سلام کے بعد ہے، لیکن بعض حدیثوں کی مخالفت لازم آتی ہے، جس طرح ذوالیدین کی حدیث ہے، کیونکہ اس میں سہو کی صورت نماز میں کمی کی وجہ سے ہے، ساتھ اس کے یہ بات بھی ہے کہ اس میں سجدہ سلام کے بعد ہوا اور یہ تقسیم بھی دو صورتوں میں ہے، یہ صرف اس تقدیر پر صحیح ہے اگر حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے کوئی قوی حدیث ثابت نہ ہو۔ اور جب اس کا ورود مطلق ہو خواہ زیادتی یا نقصان کی صورت میں ہو تو یہ تقسیم بھی ساقط قرار پاتی ہے، جس کا اعتبار کیا گیا ہے اور دونوں فعلوں کا اختلاف دو امروں کے جواز پر لازم آتا ہے۔

اور حضرت علامہ ابن عبدالبر رحمہ اللہ، حضرت امام مالک رحمہ اللہ کے قول کی ترجیح میں ایک بات یہ بھی کہتے ہیں کہ یہ فرق، قیاس و عقل کے نظر کے بھی موافق ہے کیونکہ کمی کی صورت میں پورا کرنا ہوتا ہے۔ سو چاہیے کہ وہ اصولِ صلوٰۃ میں داخل ہو اور زیادتی کی صورت میں شیطان کی ناک خاک آلود کرنا ہوتی ہے، پس چاہیے کہ وہ (نماز سے) باہر ہو اور اس کے پیچھے یہ بات ہے کہ زیادتی کی صورت میں فقط شیطان کی ناک خاک آلود

Scanned with CamScanner

کرنا ہوتی ہے، پس یہ (دعوٰی) ممنوع ہے، پس اس میں بھی خلل دور کرنے کے لحاظ سے کمی کو پورا کرنا ہی ہے کیونکہ نماز میں زیادتی بھی ایک قسم کا نقصان (عیب) ہی ہے، اور اگر زیادتی کی صورت میں اور کمی کی صورت میں بھی شیطان کی ناک خاک آلود کرنے (اسے ذلیل وخوار اور عاجز کرنے) کو شامل ہے اور یہ بھی ہے کہ شیطان کی ناک خاک کرنا (اسے ذلیل کرنا) نماز کے باہر ہی کیوں ضروری ہے اور یہ بات کیوں جائز ہے کہ شیطان کی ناک خاک آلود کرنا نماز کے باہر ہو اور یہ بات کیوں جائز نہیں ہے کہ شیطان کی ناک خاک آلود کرنا نماز کے اندر ہو، حالانکہ ناک خاک آلود کرنا، سجدہ پر کوئی زائد فعل نہیں ہے اور وہ نماز کی جنس سے ہے۔

اور حضرت امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: (اس مقام پر) سب سے زیادہ قوی قول حضرت امام مالک پھر حضرت امام احمد رحمہما اللہ کا ہے اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں: بلکہ سب سے زیادہ قوی قول حضرت امام احمد رحمہ اللہ کا ہے، کیونکہ اس پر عمل کرنے سے کسی حدیث کی مخالفت لازم نہیں آتی ہے اور وہ ہر حدیث پر عمل کرتے ہیں، جو اس حوالے سے وارد ہوئی ہے اور حضرت امام احمد رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا: اگر اس باب میں رسول کریم ﷺ سے کوئی بات مروی نہ ہوتی تو میں یہی حکم دیتا کہ سجدہ سلام سے پہلے ہو، لیکن یہ بات (کسی پر) پوشیدہ نہیں ہے کہ حدیث قولی جو گزری ہے، وہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کو ترجیح دیتی ہے، جس طرح ہم نے اسے خوب طریقے سے ثابت کر دیا۔

اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ یہ اختلاف جو سجدہ کے سلام سے پہلے یا بعد میں ہونے کے بارے میں ذکر کیا گیا ہے، یہ صرف افضلیت میں ہے اور اولیٰ ہونے میں ہے ورنہ اصل جواز میں کوئی اختلاف نہیں، جس کی وجہ محض دلیلوں کا ایک دوسرے کے مقابل ہونا ہے، جس کی کُتب ائمہ میں اس کی پوری وضاحت کر دی گئی ہے۔

Scanned with CamScanner

باقی رہا! سلام کا ایک ہونا تو وہ حضرت فخرالاسلام رحمہ اللہ کو پسند ہے اور ''محیط'' کتاب میں حضرت امام محمد رحمہ اللہ کا قول ہے کہ وہی زیادہ درست ہے۔ علماء کرام نے فرمایا: کیونکہ پہلا سلام تحلیل کیلئے ہے اور دوسرا تحیہ کیلئے ہے۔ پس دوسرے کو اس کے ساتھ ملانا' فضول ہے۔ پس حضرت فخرالاسلام رحمہ اللہ نے فرمایا: نمازی اپنے چہرے کے سامنے ہی سلام کہے گا (بس تھوڑی سی گردن دائیں طرف موڑے گا) اور بعض نے کہا: دائیں طرف پھیرے گا۔

اور ہدایہ شریف میں ہے: صحیح یہ ہے کہ دو سلام کہے جائیں اور یہ حضرت شمس الائمہ (حلوانی) رحمہ اللہ کی پسند ہے اور حضرت امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول کو اس سلام کا محمل بنایا گیا ہے جس کا ذکر حدیث میں ہے' نماز میں جو مشہور ہے اور وہ دو سلام ہیں۔ اسی طرح حضرت علامہ شمنی رحمہ اللہ نے ذکر کیا اور یہ بات بھی ذکر کی کہ حضرت صدرالاسلام رحمہ اللہ' حضرت فخرالاسلام کے بھائی تھے' وہ ایک سلام کے قول کو بدعت کی طرف منسوب کرتے تھے اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ نے اپنی ''کتاب الاصل'' میں اسی طرف اشارہ فرمایا ہے' پس وہ بدعت نہیں ہے' اسی طرح حضرت علامہ ابن ہمام رحمہ اللہ کی شرح میں ہے۔

اور دوسرا مقام: سجدۂ سہو کے بعد تشہد کے بارے میں کلام ہے

اور بعض حدیثوں میں یہی بات ذکر کی گئی ہے اور بعض احادیث میں اس کا ذکر نہیں اور حضرات امام ابوحنیفہ' امام احمد' بعض مالکی اور شافعی کے مذہب میں یہی بات ثابت ہے' جس کی دلیل حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے' بمطابق اس کے جو حضرات ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ نے ذکر کیا اور اُنہوں نے فرمایا: یہ حدیث حسن غریب ہے' اگرچہ مسلم کی حدیث میں ان کے نزدیک مذکور نہیں۔

اور محدثین کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں: امام ترمذی رحمہ اللہ کے راویوں میں سے

Scanned with CamScanner

ایک راوی تشہد کے اضافے کے ساتھ اکیلا ہے' ساتھ وہ بقیہ راویوں کی مخالفت مول لے رہا ہے' باوجود اس کے کہ ان کی تعداد کثیر ہے' وہ حُفاظِ حدیث اور صاحب اتقان (وتقویٰ) ہیں۔ سو یہ (ایک راوی والی) حدیث شاذ شمار کی جائے گی۔

اور بعض شافعی حضرات نے امام ترمذی رحمہ اللہ کی حدیث سے دلیل پکڑی ہے' جن کا تعلق اُن سے ہے' جو تشہد کے قائل ہیں۔ اور اُنہوں نے فرمایا: اس کی سندیں بہت ہیں جو اسے حسن کی حد تک پہنچا دیتی ہیں اور حضرت حاکم رحمہ اللہ کا قول ہے: یہ شیخین کی شرط کے مطابق صحیح ہے۔

1380- حنفی حضرات نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث سے دلیل پکڑی جو حضرات ابوداؤد اور ترمذی رحمہما اللہ کے نزدیک ہے' وہ فرماتے ہیں: رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب آپ نماز میں ہوں اور آپ کو تین اور چار میں شک پڑ جائے' اور تیسرا زیادہ گمان چار پر ہو' آپ تشہد پڑھیں' پھر دو سجدے سہو کے) کریں اس حال میں کہ آپ بیٹھنے والے ہوں' اس سے پہلے کہ آپ سلام پھیریں' پھر دوسری بار بھی تشہد پڑھیں' پھر سلام پھیریں' اسے حضرت علامہ شمنی رحمہ اللہ نے ذکر کیا۔ اور فتح الباری میں فرمایا: حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ سے امام بیہقی رحمہ اللہ کی روایت میں بھی ہے اور دونوں کی سندیں ضعیف ہیں اور اس کے ساتھ اس حدیث کی وہ سندیں بھی ہیں جو اسے حسن کے درجہ تک پہنچا دیتی ہیں اور فرمایا: بے شک یہ حضرت ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ کے نزدیک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' جو صحت کے درجہ تک پہنچی ہے اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا اور اس کا عنوان "مَنْ لَّمْ یَتَشَهَّدْ فِیْ سُجُوْدِ السَّهْوِ" (جس نے سجدۂ سہو میں تشہد نہ پڑھا) قائم کیا۔ اُنہوں نے فرمایا: حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حسن رحمہ اللہ نے سلام کہہ دیا لیکن تشہد نہیں پڑھا اور حضرت قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ تشہد نہیں پڑھے' پھر اُنہوں نے ذوالیدین والی حدیث

Scanned with CamScanner

چلائی، جس میں تشہد کا ذکر نہیں اور باب کے آخر میں کہا: حضرت سلمہ بن عقبہ رحمہ اللہ سے روایت ہے: میں نے حضرت علامہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ سے عرض کی: سہو کے دو سجدوں میں تشہد ہے۔ انہوں نے فرمایا: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے مطابق نہیں ہے۔ انتہی!

اور اس قول سے یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے علاوہ احادیث میں تشہد کا ذکر ہے، جس طرح حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے۔

اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: سہو کے دو سجدوں کے بعد تشہد میں اہلِ علم کا اختلاف ہے۔ سو ان میں سے بعض نے فرمایا: اس میں تشہد اور سلام ہے۔ اور دوسرے حضرات نے فرمایا: اس میں تشہد نہیں بلکہ اس میں صرف سلام ہے۔ اور حضرات احمد اور اسحاق رحمہما اللہ کا مذہب ہے کہ وہ سلام سے پہلے سجدہ کرے، پھر تشہد پڑھے۔ انتہی!

اور حضرت امام شافعی رحمہ اللہ کے قول کے حوالے سے زیادہ صحیح یہ ہے کہ سجدۂ سہو کے بعد تشہد غیر مسنون ہے، اور بعض نے کہا: زیادہ صحیح یہ ہے کہ وہ مسنون ہے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ تشہد کا قول ان کے نزدیک ان کے پرانے قول پر مبنی ہے۔

پھر ہمارے (احناف ؒ) اصحاب میں سے حضرت امام کرخی رحمہ اللہ نے پسند کیا کہ وہ تشہد میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود اور دعا بھی پڑھے گا، جو سجدہ کے بعد ہے کیونکہ اس کا محل، نماز کا آخر ہے اور ہدایہ شریف میں ہے، یہی بات صحیح ہے اور ہدایہ شریف کی بعض شرحوں میں ہے کہ درست بات یہ ہے کہ وہ یہ چیزیں پہلے تشہد میں پڑھے اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ اس میں بھی پڑھے گا جو پہلے ہے اور اس میں بھی پڑھے گا جو بعد میں ہے، کیونکہ ان میں سے ہر ایک نماز کے آخر میں ہے،

Scanned with CamScanner

اسی حضرت علامہ شمنی رحمہ اللہ نے فرمایا: اور حضرت شیخ ابن ہمام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور حضرت امام طحاوی کا قول زیادہ احتیاط پر مبنی ہے۔ اسی طرح فتاویٰ قاضی خان میں ہے۔ واللہ اعلم!

1381- تیسری بات یہ ہے کہ حضرت عطاء بن یسار رحمہ اللہ کی حدیث کا ظاہر' جو اُنہوں نے حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت کی' وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کسی آدمی کو شک ہو جائے اور وہ نہ جانتا ہو کہ اس نے کتنی رکعتیں پڑھی ہیں' تین یا چار تو اسے چاہیے کہ وہ شک کو پھینک دے اور اس چیز پر بنیاد رکھے جو یقینی ہے' آگے حدیث مکمل کر لیں۔ یہ دلالت کرتی ہے کہ اس کا دارومدار یقینی چیز پر ہے اور وہ تحری (تتبع وتلاش' غوروفکر) پر عمل نہیں کرے گا اور یہی جمہور علماء کا مذہب ہے۔

اور حضرت امام ترمذی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: بعض اہلِ علم کے نزدیک یہ چیز ہے' شک کی صورت میں وہ نماز دوبارہ پڑھے گا جبکہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ نماز لوٹائے گا' اگر اسے پہلی بار شک پڑا' یعنی شک کا شکار ہونا' اس کی عادت میں شامل نہیں' ورنہ وہ تحری کر کے ظنِ غالب پر عمل کرے گا اور تحری کے بعد بھی اگر اسے کسی ایک طرف ظنِ غالب حاصل نہ ہو تو وہ اقل پر بناء کرے گا اور سجدۂ سہو کرے گا' کیونکہ ظنِ غالب پر بناء کرنا' ایک اصول ہے' جو شریعت میں (دلائل سے) ثابت ہے' جس طرح قبلہ اور اس طرح کے دیگر مسائل (مثلاً پانی پاک ہے یا نہیں)۔

1382- اور تحقیق صحیحین میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آیا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدمی شک کا شکار ہو تو اسے درست پہلو تلاش کرنا چاہیے اور اس کے مطابق (اپنی نماز) مکمل کرنی چاہیے' پھر سلام پھیر لینا چاہیے' پھر (تمام فرض چیزوں سے) فارغ ہونے کے بعد

Scanned with CamScanner

(آخر میں سہو کے دو سجدے کرنے چاہئیں' اس حال میں کہ وہ بیٹھا ہوا ہو۔

اور حضرت امام محمد رحمہ اللہ اپنی کتاب مؤطا میں فرماتے ہیں کہ غالب ظن کو تلاش کرنے کے باب میں آثار کثیر ہیں۔ اور فرمایا: اگر وہ آدمی اس طرح نہیں کرے گا تو سہو اور شک سے نجات مشکل ہے اور شک کی بہت ساری صورتوں میں دوبارہ نماز پڑھنے اور اسی کو معتبر گردانے میں حرجِ عظیم ہے۔

اور میں کہتا ہوں' جبکہ توفیق دینے والا اللہ ہے: حاصل کلام یہ ہے کہ اس باب میں تین احادیث ثابت ہیں' ان میں سے ایک جب تم میں سے کوئی آدمی نماز میں شک کا شکار ہو تو اسے نئے سرے سے نماز پڑھنی چاہیے' یا جس طرح آپ ﷺ نے فرمایا۔

دوسری یہ ہے کہ جس آدمی کو اپنی نماز میں شک ہو' تو وہ درستگی کا پہلو تلاش کرے۔

تیسری یہ ہے کہ یہ ناطق حدیث وہ ہے کہ مدار اس چیز پر ہے' جس پر اسے یقین ہو۔ سو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے ان کے درمیان تطبیق دی ہے۔ پس انہوں نے پہلی حدیث کو پہلی بار شک لاحق ہونے پر محمول کیا ہے اور دوسری حدیث کو دونوں طرفوں میں سے کسی ایک طرف پر تحری کے واقع ہو جانے کی صورت پر محمول کیا ہے اور تیسری کو عدم تحری کی صورت پر محمول کیا ہے۔ اور کمال درجے کی جامعیت ہے' جس پر حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی بنیاد ہے۔

پس اگر آپ یہ اعتراض کریں کہ شک تو ہوتا ہی وہ ہے جس میں دونوں طرفیں برابر ہوں' پس غلبۂ ظن کو تو اس میں دخل ہی نہیں ہے۔ ہم جواب یوں عرض کریں گے: یہ عقل والوں کی لغت میں ایک نئی اصطلاح ہے اور اسی طرح شک شریعت میں یقین کے مقابلے میں ہوتا ہے' پس وہ ظن کو بھی شامل ہوتا ہے' وہم کو بھی شامل ہوتا ہے۔

Scanned with CamScanner

چوتھا مقام: حضرت ذوالیدین والی حدیث کے بارے میں کلام ہے

آپ آگاہ رہیں کہ علومِ حدیث کے بیان میں حدیث کے شارحین کے لمبے لمبے کلام ہیں، جسے حضرت شیخ ابن حجر رحمہ اللہ نے فتح الباری میں مکمل طور پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اگر ہم وہ سارے کا سارا نقل کرنے لگیں تو خطبے لمبے ہو جائیں گے، لیکن ہم ان میں سے صرف دو کلام وارد کرتے ہیں، جن کا نقل کرنا (ہماری نظر میں) بہت اہمیت کا حامل ہے۔

ان میں سے ایک آپ ﷺ کے اس قول مبارک میں ہے: یہ سب نہیں ہوا، نہ قصرِ صلوٰۃ کا حکم آیا ہے اور نہ مجھے بھلایا گیا ہے، لیکن یہ خلافِ واقع خبر دینا ہے۔ اور علماء کرام نے اس پر اجماع کیا ہے کہ خبر دینے میں سہو جائز نہیں ہے۔ البتہ اختلاف، افعال میں ہے (اقوال میں نہیں) اور ان میں سے دوسری آپ ﷺ کی طرف سے نماز مکمل کرنے اور نئے سرے سے نماز شروع نہ کرنے کے ساتھ کلام اور دوسرے افعال کا پایا جانا ہے۔ اور پہلے سوال کے جواب میں کہا گیا کہ اقوال وافعال میں نسیان کا عدمِ جواز صرف اس صورت میں ہے، جب وہ احکام کی تبلیغ اور وحی سے متعلق ہو، تمام اخبار میں نہیں ہے، لیکن یہ توجیہ ضعیف ہے، کیونکہ خلافِ واقع خبر دینا تو جھوٹ کہلاتا ہے اور معصیت شمار ہوتا ہے، آپ ﷺ کا جس سے بری ہونا واجب ہے جبکہ یقینی طور پر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی عام عادت یہی معلوم ہے کہ وہ جلدی جلدی آپ ﷺ کے اقوال کی تصدیق اور آپ ﷺ کی تمام اخبار کی توثیق کرتے، خواہ وہ کسی باب میں اور کسی چیز کے بارے میں ہوتیں اور یہ جمہور علمائے کرام کا مذہب ہے اور وہ آپ ﷺ کے قول کی تاویل کرتے ہیں: ''کُلُّ ذَالِكَ لَمْ یَکُنْ'' کہ اس سے مراد میرے یقین اور عقیدہ کے مطابق یہ ہے کہ (آپ ﷺ نے فرمایا:) حقیقت میں تو ایسا ہو نہیں سکتا اور بغیر کسی شک وشبہ کے یہ خبر سچی ہے یا یہ

Scanned with CamScanner

عدمِ شعور سے کنایہ ہے، پس گویا آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے تو محسوس تک نہیں ہوا اور یہ بات بھی سچی ہے۔

اور ایک قول یہ ہے کہ اس قول میں نسیان، فعل اور اس کے حکم میں نسیان کے تابع ہے اور اس میں کوئی ممنوع بات نہیں ہے اور جو ذکر کیا گیا' اس سے لزوم کذب کا دفاع (کافی حد تک) ہو ہی جاتا ہے۔ اور یہاں کچھ جوابات اور بھی ہیں، لیکن وہ کافی کمزور ہیں اور بعید از قیاس و عقل ہیں۔ ہم نے سفر السعادۃ کی شرح میں انہیں ذکر کیا ہے۔

اور دوسرے اعتراض کے جواب میں کہا گیا کہ منافی چیز کو لانا اور سہو کے طریقے سے کلام کرنا' بناؤ کے جواز کو اور دوبارہ نئے سرے سے نہ پڑھنے کے جواز کو نہیں روکتا' یہ جواب ذوالیدین اور بعض صحابہ جنہوں نے کلام کیا' ان کے تکلم میں نامکمل ہے' کیونکہ ان کا کلام کسی سہو کی وجہ سے نہیں تھا' مگر یہی بات کہ کہا جائے' وہ رسول کریم ﷺ کے تابع تھے' پس ان کا کلام کسی مستقل حیثیت کا درجہ نہیں رکھتا اور اس میں کلام ہے' جو ہے۔

پھر یہ بات بھی مخفی نہیں ہے کہ مذکورہ جواب' مذہب حنفیہ کے مطابق جاری نہیں ہو سکتا' کیونکہ (ان کے نزدیک) سہو اور نسیان کی صورت میں کلام کرنا بھی نماز کو باطل کرنے والا ہے اور نہ ہی یہ کوئی عذر کی شکلِ معتبر ہے۔ پس وہ فرماتے ہیں کہ حضرت ذوالیدین کا قصہ خلافِ قیاس واقع ہوا ہے اور یہ اپنے مورد تک محدود ہوگا (اس پر مزید کوئی چیز قیاس نہیں کیا جائے گا) اس میں بھی غور و فکر کا ایک کھلا میدان ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ یہ قصہ' اس وقت سے پہلے واقع ہوا' جب تک ابھی نماز میں کلام کرنا جائز تھا' وہ منسوخ نہیں ہوا تھا۔ اور یہ جواب بھی صحیح نہیں ہے' اس لیے کہ کہا گیا ہے: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا (سات ہجری میں) اسلام لانا' اس

(منسوخی) کے بعد ہے اور وہی ذوالیدین والی حدیث کے راوی ہیں، پس یہ نسخ سے پہلے نہیں بلکہ بعد کا ہی ہوسکتا ہے اور جو یہ قول کیا گیا ہے کہ راوی کا اسلام اس بات کا تقاضا نہیں کرتا ہے کہ اس کی (روایت کردہ) حدیث مؤخر ہے اور سابقہ قصہ کے ساتھ اس کی روایت، کسی پہلے اسلام لانے والے صحابی سے سننے کے منافی بھی نہیں ہے، جس طرح اصولِ حدیث میں وضاحت کردی گئی ہے، کوئی نفع دیتی بلکہ سوال وارد رہتا ہے، کیونکہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بذاتِ خود اس قصہ کے وقت حاضر وموجود تھے۔ پس اس قصہ کا وقوع، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد اور نماز میں جواز کلام کی منسوخ کے بعد کا ہی ہوگا، کیونکہ ان کا اسلام غزوۂ خیبر کے موقع پر سات ہجری کا ہے اور (نماز کی حالت میں) کلام کے منسوخ ہونے کا سال وہ ہے، جب صحابۂ کرام علیہم الرضوان نجاشی بادشاہ کے پاس سے واپس لوٹے۔ جس طرح پیچھے گزرا اور وہ مقدمہ ہے۔

اور حضرت امام طحاوی رحمہ اللہ نے راوی کا قول "صلّٰی بنا" (ہمیں نماز پڑھائی) کو مجاز پر محمول کیا ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو نماز پڑھائی، لیکن یہ ظاہر کے خلاف ہے، ساتھ اس کے کہ ایک مسلمان اور ان دو کے علاوہ نے اسے روایت کیا کہ انہوں نے فرمایا: اسی دوران کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معیت میں نماز پڑھنے کی سعادت حاصل کی۔ اور یہ قطعی طور پر اس تاویل کا دفاع کرتا ہے، اسی طرح فتح الباری میں ہے۔

اور بعض حضرات نے کہا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حضرت ذوالیدین کے ساتھ یہ کلام اشارہ اور ایماء سے تھا اور یہ بھی بعید از قیاس ہے اور "کنزالدقائق" کی شرح، جس کا نام "بحرالرائق" ہے، اس میں ہے: بے شک ہم نے اس اعتراض کا کوئی شافی جواب نہیں پایا۔

Scanned with CamScanner

اور حضرت امام احمد (بن حنبل) رحمہ اللہ کا مذہب' جان بوجھ کر یا بھول کر کلام میں یہ ہے کہ وہ نماز کو باطل کرنے والی ہے' مگر اس صورت میں کہ وہ کلام امام یا مقتدی کی طرف سے نماز کی اصلاح کرنے والی ہو' جس طرح اس قصہ میں موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ بہتر جاننے والا ہے۔

☆☆☆☆☆

Scanned with CamScanner

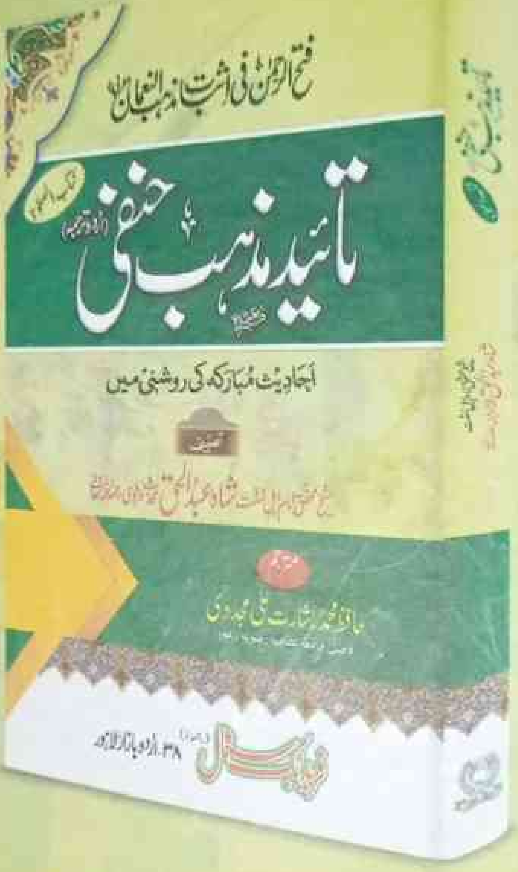

فرید بُک سٹال (رجسٹرڈ)
۳۸۔ اُردو بازار لاہور

➡ Ph: +92 42-37312173, 37123435
➡ Fax: +92 42-37224899
info@faridbookstall.com
www.faridbookstall.com
/faridbookstall
/faridbookstall

Scanned with CamScanner